ماہنامہ
جہد حق
پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
HRCP

Monthly JEHD-E-HAQ - Decemeber 2016 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 23......شمارہ نمبر 12......دسمبر 2016......قیمت 5 روپے

بھائیوں نے بہن کی ٹانگیں توڑ ڈالیں

مظفر گڑھ مظفر گڑھ کے نواحی علاقہ شہر سلطان کے موضع گانموں والا
کی شریفاں مائی زوجہ نبی بخش عمر پچاس سال کو وٹہ سٹہ کے تنازعہ پر یکم
نومبر کو اس کے حقیقی بھائیوں اور بھتیجوں نے کلہاڑیوں اور چھریوں کے
وار کر کے ٹانگیں توڑ دیں اور آنکھیں شدید زخمی کر دیں۔ وقوعہ کے
حالات اور حقائق جاننے کے لئے HRCP ملتان ٹاسک فورس نے
تین رکنی ٹیم تشکیل دی اور موقع پر جا کر فریقین سے معلومات حاصل کیں
جو کہ درج ذیل تھیں۔

وقوعہ کا پس منظر:

ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل جتوئی کے تھانہ شہر سلطان کے نواحی موضع
...وٹہ گانموں کی رہائشی شریفاں مائی کو اس کے خاوند نبی بخش نے کافی
...عرصہ پہلے گھریلو ناچاقی پر طلاق دے دی تھی۔ شریفاں مائی اپنے تین
...محمد اعظم، محمد آصف اور محمد قیوم اور دو بیٹیوں نصرت بی بی اور رخسانہ

کمرے کا دروازہ توڑ کر مجھے اور میری والدہ کو شدید زخمی حالت میں باہر
نکالا اور پولیس کی گاڑی میں ڈال کر رورل ہیلتھ سینٹر شہر سلطان لے آئے
جہاں پر میری والدہ کی حالت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ تشویش ناک ہو گئی
اور مقامی ڈاکٹرز نے نشتر ہسپتال ملتان ریفر کر دیا جو کہ اب وارڈ نمبر 21 میں
زیر علاج ہیں اور بیان دینے کے قابل نہ ہے"۔
نصرت مائی نے مزید بتایا کہ "وقوعہ سے پہلے دو تین دفعہ ہم نے
تھانہ شہر سلطان کے ایس ایچ او مہر سعید احمد کو تحریری طور پر ملزمان سے عدم
تحفظ کے بارے میں مطلع کیا تھا اور تحفظ کی فراہمی کی درخواست کی تھی مگر
ایس ایچ او نے ہماری کوئی بات نہ سنی اور ہمیں تھانے سے نکال دیا۔
26.10.2016 کو میری والدہ نے ڈی پی او مظفر گڑھ اویس احمد ملک کو
ملزمان کے خلاف تحریری درخواست جمع کروائی اور کہا کہ اس کی جان کو خطرہ
ہے تحفظ فراہم کیا جائے۔ جس پر ڈی پی او مظفر گڑھ نے مطلقہ ایس ایچ او شہر

شریفاں مائی جو کہ خون میں لت پت بے ہوش پڑی تھی کو رورل ہیلتھ سینٹر شہر
سلطان پہنچایا اور حالت تشویش ناک ہونے پر ملتان نشتر ہسپتال داخل
کرایا۔ شریفاں مائی کی بیٹی نصرت مائی کی درخواست پر پولیس تھانہ شہر
سلطان نے ملزمان کے خلاف مورخہ 01.11.2016 کو مقدمہ نمبر
373/2016 بجرم PPC 324/334/365/148/149 درج
کر کے 6 ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے جبکہ باقی ملزمان کی گرفتاری کے لئے
ٹیمیں روانہ کر دی گئیں ہیں۔ مقدمہ کی ایک ملزمہ عزیز مائی زوجہ محمد افضل نے
ایڈیشنل سیشن جج جتوئی سے عبوری ضمانت کروالی ہے جس کی تاریخ پیشی
14.11.2016 مقرر ہے اس کو بھی شامل تفتیش کرنا ہے۔
فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے مطلقہ ایس ایچ او مہر سعید احمد سے بھی
وقوعہ بارے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جس نے بات چیت
کرنے سے انکار کر دیا۔

پولیس تشدد سے نوجوان کی ٹانگیں اور گردے ناکارہ ہو گئے

...نومبر 2016 کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
H... کی سپیشل ٹاسک فورس ملتان کی تین رکنی فیکٹ
...ٹیم نے تحصیل کروڑ ضلع لیہ میں پولیس کے ہاتھوں
...باس نامی نوجوان کو جھوٹے مقدمہ میں ظالمانہ تشدد
...جانے کے واقعہ کی تفصیلات معلوم کیں جو درج ذیل

وقوعہ کا پس منظر:

12 ستمبر 2015 کو شاہ جہان ولد شرف حسین شاہ قوم
...سکنہ موضع مڑھا والی تحصیل کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ نے اپنے

نامعلوم مقام پر واقع خالی مکان میں لے جا کر قید کر دیا جہاں
پر مجھے انعام الحق ASI انچارج کرائم سنٹر اور دیگر پولیس
ملازمین اور جمشید انور سول جج حال تعینات ملتان جو کہ رضا
شاہ کا داماد ہے نے ملکر بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ جمشید انور
سول جج اس کے پاؤں پر لوہے کی سلاخیں مارتا رہا جس کی وجہ
سے اس کے پاؤں میں سوراخ ہو گئے جبکہ انعام الحق
ASI اور دیگر ملازمین جو سول کپڑوں میں ملبوث تھے نے اس
کے پورے جسم پر رولر پھیرے اور اسے لوہے کے گاڈر سے الٹا
لٹکائے رکھا۔ اختر عباس نے مزید بتایا کہ "جب مجھے پیاس لگتی
تو پٹرول پینے کے لئے دیتے تھے۔ پولیس اہلکار میرے جسم پر

اختر عباس کو تھانہ میں رکھا اور تشدد کرتے رہے اور پھر کسی نا
معلوم مقام پر لے گئے جس کا انہیں کوئی علم نہ تھا۔
23.09.2015 کو تقریباً 12 بجے رات اس کے موبائل پر
ڈاکٹر رشید کی کال آئی جس نے اسے فوراً ہسپتال آنے کا کہا۔
جب وہ بھابھی زاہدہ پروین زوجہ اختر عباس کے ہمراہ ہسپتال
پہنچا تو ڈاکٹر رشید نے بتایا کہ پولیس تھانہ کروڑ اختر عباس کو
علاج کے لئے لائی ہے مگر اس کی حالت بہت خراب ہے
گردے کام نہیں کر رہے اسے فوراً نشتر ہسپتال ملتان لے جا
جائے۔ وہ اسی وقت ایمبولینس میں اپنے بھائی اختر عباس
نشتر ہسپتال ملتان لے گئے جہاں اس کا بھائی 14 دن تک
علاج رہا۔ اس دوران ڈاکٹرز نے 4 مرتبہ گردے واش

28-29 نومبر 2016، لاہور: ایچ آر سی پی کے اہلکاروں کی استعداد سازی میں اضافہ کے لیے دو روزہ ورکشاپ منعقد کی گئی

11 نومبر 2016، حیدر آباد: ''مقامی حکومت میں مذہبی اقلیتوں کی نمائندگی'' کے عنوان پر ایک تربیتی نشست کا اہتمام کیا گیا

''انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے انسانیت دوست اقدار کا فروغ''

کے حوالے سے پنجگور، تربت، آواران، تفتان اور واشک میں دو روزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا

پنجگور : 08-09 اکتوبر 2016

تربت : 11-12 اکتوبر 2016

آواران : 14-15 اکتوبر 2016

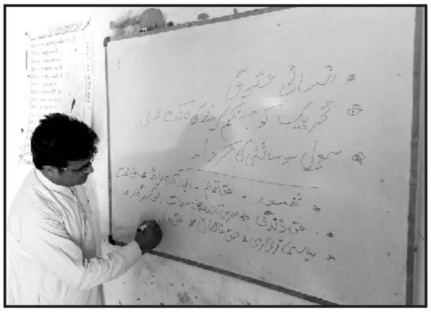

تفتان : 18-19 اکتوبر 2016

واشک : 20-21 اکتوبر 2016

دسمبر

یکم دسمبر	ایڈز کا عالمی دن
2 دسمبر	غلامی کے خاتمے کا عالمی دن
3 دسمبر	معذور افراد کا عالمی دن
5 دسمبر	معاشی اور سماجی ترقی کے لیے رضاکاروں کا عالمی دن
5 دسمبر	زرعی زمین کا عالمی دن
7 دسمبر	شہری ہوا بازی کا عالمی دن
9 دسمبر	بدعنوانی کے انسداد کا عالمی دن
10 دسمبر	انسانی حقوق کا عالمی دن
11 دسمبر	پہاڑوں کا عالمی دن
18 دسمبر	تارکین وطن کا عالمی دن
20 دسمبر	انسانی یکجہتی کا عالمی دن

12 نومبر 2016، حیدرآباد:
''دیہاتی علاقوں میں بڑھتے ہوئے جرائم اور حکومتی رٹ''
پر ایک مشاورت منعقد کی گئی

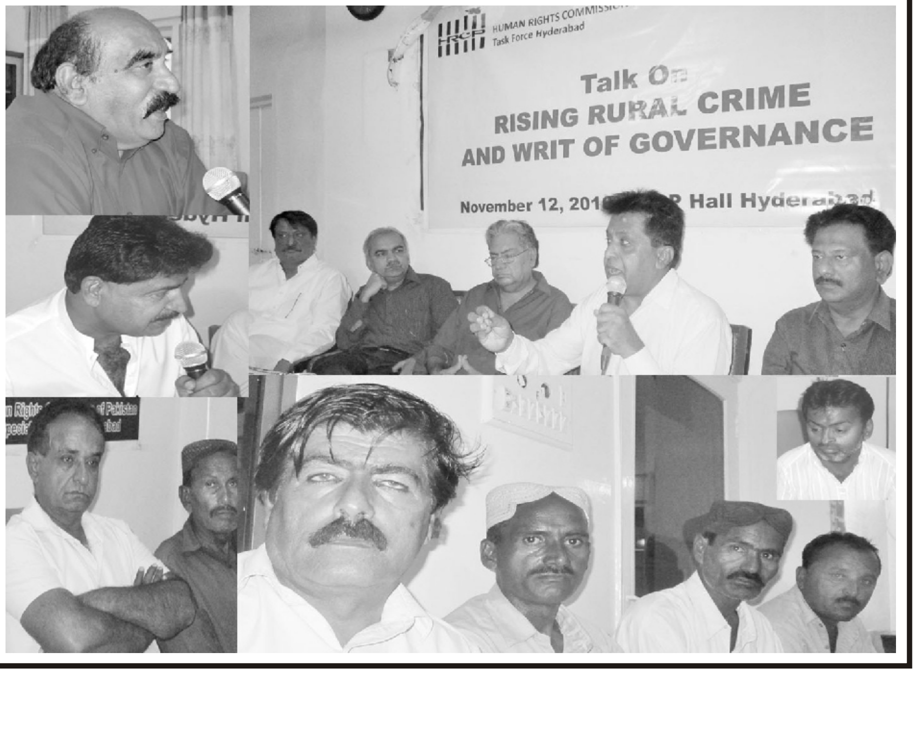

جبری تبدیلی مذہب کے خلاف قانون سازی قابل ستائش ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی) نے کہا ہے کہ جبری تبدیلی مذہب کے خلاف سندھ اسمبلی میں ہونے والی قانون سازی قابل تحسین اقدام ہے اور حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ قانون کے نفاذ کو یقینی بنائیں۔

بدھ کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''سندھ فوجداری قانون (اقلیتوں کا تحفظ) منظور کر کے سندھ واسمبلی نے صوبے میں جبری تبدیلی، خاص طور پر لڑکیوں اور نوجوان عورتوں کی جبری تبدیلی مذہب کے حوالے سے مذہبی اقلیتوں، خصوصاً ہندوؤں کے ان تحفظات کا ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے جن کو وہ اکثر اجاگر کرتے رہتے ہیں۔

ایچ آر سی پی نئے قانون کی منظوری کا خیر مقدم کرتا ہے جو جبری تبدیلی مذہب کو جرم قرار دیتا ہے جس کی سزا پانچ سال قید ہے۔ یہ قانون مذہب تبدیل کرنے والوں کو اپنے فیصلے پر نظر ثانی کے لیے 21 دن کا وقت بھی دیتا ہے۔ نابالغ افراد کے تحفظ کی کوشش خاص طور پر قابل تعریف ہے۔ تاہم ہم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تمام شہریوں کے بنیادی حقوق کو یقینی بنانے کے حوالے سے ریاست کی ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے اس سے کم کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔

ہم امید اور توقع کرتے ہیں کہ نہ صرف سول سوسائٹی بلکہ مذہبی گروہ اور جماعتیں بھی اس قانون کا خیر مقدم کریں گی کیوں کہ ہمیں یقین ہے کہ جب موخر الذکر کو معلوم ہو کہ کسی شخص کو اس کی خواہش کے خلاف اپنا مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا گیا ہے تو اسے بھی اس کے اسلام قبول کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہوگی۔ ہم صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ چند عناصر کے دباؤ کے آگے سر نہ جھکائے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ اس قانون کا نفاذ کیا جائے اور شہریوں کو جبری تبدیلی مذہب کی سرگرمی سے تحفظ فراہم کیا جائے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 30 نومبر 2016]

فہرست

ایچ آر سی پی کی جاری کردہ پریس ریلیزیں	5
قائمہ کمیٹیوں کی اہلیت	7
رواداری کے فروغ پر زور	8
پولیس تشدد سے نوجوان کی ٹانگیں اور گردے ناکارہ ہوگئے	9
ہزارہ کہاں جائیں؟	11
دھرنے سے حاصل ہونے والے سبق	12
بھائیوں نے بہن کی ٹانگیں توڑ ڈالیں	13
سیاسی جماعتوں کی تنزلی	19
جنسی تشدد کے واقعات	20
عورتیں	23
اقلیتیں/ قانون نافذ کرنے والے ادارے	27
انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس	28
بچے	39
صحت	41
خودکشی کے واقعات	43
جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط	52

ایچ آر سی پی کی بریفنگ کے بعد سینیٹ کمیٹی نے واحد بلوچ کی گمشدگی کا معاملہ این سی ایچ آر کے سپرد کردیا

انسانی حقوق سے متعلق سینیٹ کی قائمہ کمیٹی نے عبدالواحد بلوچ کی مبینہ جبری گمشدگی کا معاملہ قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (این سی ایچ آر) کے سپرد کردیا ہے۔ سینیٹ کمیٹی نے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی ٹیم سے درخواست کی تھی کہ وہ اسے ایچ آر سی پی کے سندھ چیپٹر کی جانب سے اس معاملے پر کی گئی فیکٹ فائنڈنگ سے متعلق بریفنگ دے۔ سماجی کارکن عبدالواحد بلوچ کو 26 جولائی 2016ء کو کراچی کے قریب ایک ٹول پلازا سے اٹھایا گیا تھا۔ سینیٹ اراکین نے ایک مختصر بحث کے بعد مندرجہ ذیل سفارشات پیش کیں:

(1) سینیٹ کو حکومت سے درخواست کرنی چاہئے کہ وہ واحد بلوچ کو عدالت میں پیش کرے؛ (2) صوبائی حکومت پر زور دیا جانا چاہئے کہ وہ اس مقدمے میں بطور فریق عدالت میں پیش ہو؛ (3) سینیٹ کمیٹی کی رپورٹ پر عمل درآمد کیا جائے؛ (4) قومی اسمبلی کو بھی سینیٹ کی جانب سے منظور کیے گئے انسداد اذیت رسانی بل کی منظوری دینی چاہئے؛ (5) پاکستان کو تمام افراد کو جبری گمشدگیوں سے تحفظ فراہم کرنے سے متعلق اقوام متحدہ کے معاہدے پر دستخط کرنے چاہئیں۔ بعد ازاں کمیٹی نے یہ معاملہ این سی ایچ آر کے چیئرپرسن جسٹس (ر) علی نواز چوہان کے سپرد کردیا جو اسی اجلاس میں شریک تھے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 04 نومبر 2016]

مصنفہ کا میڈیا ٹرائل اور کردار کشی قابل مذمت ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے روایتی الیکٹرانک و سوشل میڈیا پر معروف مصنفہ اور تجزیہ کار ڈاکٹر عائشہ صدیقہ کے خلاف چلنے والی مہم کو شرمناک قرار دیتے ہوئے اسے جمہوری و روادار معاشرے کی اقدار کے منافی قرار دیا ہے۔

پیر کو جاری ہونیوالے ایک بیان میں کمیشن نے کہا کہ ڈاکٹر صدیقہ کو افغانستان میں ایک حالیہ کانفرنس میں شرکت کرنے کے بعد سے ذرائع ابلاغ، خاص طور پر سوشل میڈیا کردار کشی کا نشانہ بنا رہا ہے جو کہ انتہائی شرمناک بات ہے۔

ڈاکٹر صدیقہ پر غداری کا لیبل چسپاں کرنے والی مہم اس میں ملوث ذرائع ابلاغ کے اداروں اور اس عمومی ماحول کی عکاسی کرتی ہے جہاں حب الوطنی کی اجارہ داری کا دعوی کرنے والے عناصر ہر اس فرد کو غدار کہنے میں کبھی دیر نہیں کرتے جو پاکستان کی پالیسیوں میں موجود خامیوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

''مانا کہ پاکستان مشکل حالات سے گزر رہا ہے اور اسے کئی محاذوں پر چیلنجوں کا سامنا ہے لیکن اس کو جواز بنا کر نہ تو رواداری اور شائستگی کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا چاہیے اور نہ ہی شہریوں کو ان کی اظہار رائے اور فکر کی آزادی سے محروم کرنا چاہئے۔ یہ تصور کرنا مشکل نہیں کہ عام شہری بھی پاکستان کے مسائل کا حل تجویز کرسکتے ہیں۔

''ہم ڈاکٹر صدیقہ اور ان تمام لوگوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں جو زیر عتاب ہیں، لیکن ہمیں اس بات کی زیادہ فکر ہے کہ عدم رواداری اور جنون کی موجودہ فضاء انسانی حقوق اور عقل و دانش کا گلا گھونٹ دے گی اور یہ قوم کو اہم فیصلوں سے متعلق ان کی قیمتی رائے سے محروم کردے گی۔

''حکام جو آج کل سائبر سپیس کے استعمال کے بارے میں کچھ زیادہ ہی فکر مند ہیں انہیں اس معاملے کا نوٹس لینا چاہئے۔ ایسے حربوں کی عوامی مذمت بھی نہایت ضروری ہے تاکہ عقل و دانش اور اظہار رائے کی آزادی پر ہونے والے اس حملے کی مزاحمت کی جاسکے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 07 نومبر 2016]

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا
جو خامیاں/ کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ/اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کرکے بذریعہ ڈاک روانہ کرسکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کرکے لکھیں۔
- ہر شمارہ کی قیمت مبلغ =/5 روپیہ ہے
- سالانہ خریداروں کے لیے =/50 روپیہ ایسے خریدار پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (Human Rights Commission of Pakistan) کے نام صرف =/Rs.50 کا منی آرڈر یا ڈرافٹ (چیک قبول نہیں کیا جائے گا) ہمارے ہیڈ آفس کے پتہ پر روانہ کریں۔ پتہ یہ ہے:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتے تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے اب ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

قائمہ کمیٹیوں کی اہلیت

آئی۔اے۔رحمٰن

حال ہی میں میڈیا میں ایک ''سنجیدہ'' مسئلہ اٹھایا گیا ہے جس کا تعلق اس بات سے تھا کہ آیا پارلیمانی قائمہ کمیٹی کو قومی کرکٹ ٹیم کی ''پش اپ''، یعنی ہلکے ڈنڈ لگانے کی نمائش سے متعلق بحث مباحثہ کرنا چاہئے یا نہیں۔ قبل اس کے کہ ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ ہماری زندگی اور ہماری ثقافت میں ڈنڈ پیلنے کا کیا مقام ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قائمہ کمیٹیوں کے کردار اور ان کی ترجیحات کا تعین کرلیں۔ جمہوری نظام میں نمائندہ حکومت کو بہتر شکل دینے کی کوششوں میں قائمہ کمیٹیوں کا کردار مثبت رہا ہے۔ بنیادی طور پر یہ کمیٹیاں ایسے ادارے تصور کیے جاتے تھے جو قانون سازی سے متعلق تجاویز کی اہلیت کا جائزہ لے سکتے تھے، ان کو بہتر بنا سکتے تھے یا پھر ٹھوس وجوہ پر ان سے متعلق قانونی مسودوں کو مسترد کرنے کی سفارش کرسکتے تھے۔ یہ نظام اس لئے اختیار کیا گیا تھا کہ قائمہ کمیٹی ایوان کے چند ارکان پر مشتمل ہونے اور بہت سے امور کو طے کرنے کے لیے کافی وقت ہونے کے سبب محتاط طریقے سے قانونی تجاویز کی جانچ پڑتال کرسکتی تھی جبکہ پورے ایوان کے لیے اس کام کی انجام دہی مشکل تھی۔

ان قائمہ کمیٹیوں کو وزارتوں اور سرکاری محکموں کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور ان کو جانچنے کے لیے بھی مفید سمجھا گیا۔ بعد میں اس حقیقت کا ادراک ہوا کہ تکثیری اور شراکتی طرز جمہوریت کو فروغ دینے کے لیے قائمہ کمیٹیوں کو بطور ذریعہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں بھی قائمہ کمیٹیوں میں حکمران جماعت کے علاوہ دوسری جماعتوں کے پارلیمانی گروپوں کی شمولیت اور ان کمیٹیوں کے اراکین کے سربراہان کے طور پر انتخاب نے ایک صحت مند اختراع کو جنم دیا۔ شراکتی جمہوریت کی طرف جو ایک اہم قدم اٹھایا گیا وہ یہ تھا کہ قومی اسمبلی کی انتہائی طاقتور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی قیادت حزب اختلاف کے قائد کے حوالے کردی گئی۔ چونکہ یہ طریقہ کار کئی برسوں سے رائج ہے اس لئے شاید وقت آ گیا ہے کہ پارلیمنٹ اس کی کارکردگی کے طریقہ پر نظر ثانی کرے اور جمہوریت کو مضبوط کرنے کے حوالے سے اس کے کردار میں اضافہ کرنے کے نئے راستے تلاش کرے۔

اس حوالے سے پہلا مسئلہ اس کے ارکان، خاص طور پر ان کمیٹیوں کے صدور کے چناؤ کے طریقہ کار کا ہے۔ اگر ارکان کا چناؤ اس بنیاد پر ہو کہ وہ کمیٹی کی موضوعاتی ذمہ داری کے علاوہ قانون سازی کی سمجھ بوجھ رکھتے ہوں یا کم از کم اس میں دلچسپی رکھتے ہوں تو وہ کارکردگی کو بہتر بنانے میں انتہائی اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اتحادی حکومتوں میں قائمہ کمیٹیوں کی قیادت کے عہدے جونیئر پارٹنرز کو تحائف یا انعامات کے طور پر نہ دیے جائیں کیوں کہ ان عہدوں کے ساتھ شہرت اور دل لبھانے والے فوائد منسلک ہوتے ہیں۔

یہ تصور کرنا مشکل نہیں ہونا چاہئے کہ مالیات سے متعلق قائمہ کمیٹی کا چیئرمین اگر ایسا شخص ہو جو سرکاری مالیات کے بارے میں کچھ نہ جانتا ہو اور جو مخصوص اقتصادی نظریے پر اتنی شدت سے یقین رکھتا ہو کہ وہ آزادانہ بحث مباحثے کی اجازت نہ دے تو اس کے نتائج کیا ہوں گے۔ یا اگر انسانی حقوق سے متعلق کمیٹی کی چیئرمین شپ کسی ایسے شخص کو دے دی جائے جو خواتین، بچوں اور مذہبی اقلیتوں کے حقوق کا گیان ہی نہ رکھتا ہو یا جس کے بارے میں مشہور ہو کہ وہ بطور شہری قانون کی پاسداری نہیں کرتا تو اس کے جو نتائج ہوں گے ان کا اندازہ کرنا زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی ایسے طریقۂ کار کو رائج کیا جائے جس سے یہ بات یقینی ہوجائے کہ قائمہ کمیٹی کو قانون سے متعلق تجویز یا کسی وزارت/محکمہ کی کارکردگی پر بحث

> یہ تصور کرنا مشکل نہیں ہونا چاہئے کہ مالیات سے متعلق قائمہ کمیٹی کا چیئرمین اگر ایسا شخص ہو جو سرکاری مالیات کے بارے میں کچھ نہ جانتا ہو اور جو مخصوص اقتصادی نظریے پر اتنی شدت سے یقین رکھتا ہو کہ وہ آزادانہ بحث مباحثے کی اجازت نہ دے تو اس کے نتائج کیا ہوں گے۔

مباحثے کے لئے مناسب وقت مل سکے۔ پاکستان میں ہم نے دیکھا کہ قوانین قائمہ کمیٹیوں کی جانب سے چھان بین کے بغیر بنائے جاتے ہیں اور یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ بل قائمہ کمیٹیوں میں بے ضابطہ طور پر طویل عرصے سے زیر غور پڑے رہتے ہیں۔ دونوں معاملات میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

پاکستان کی قائمہ کمیٹیوں نے زیر غور معاملات پر عوام/سول سوسائٹی کو اعتماد میں لے کر معقول حد تک اپنی ساکھ بنالی ہے۔ اس سے یقینی طور پر یہ تصور راسخ ہوگا کہ حکومت جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ عقل وخرد صرف اسی کا حصہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ راستبازی پر بھی صرف اسی کا حق ہے، تو اس میں تبدیلی کا ہر وقت امکان رہتا ہے اور اس امکان کو کسی صورت رد نہیں کیا جاسکتا۔ دو مثالوں سے یہ مسئلہ واضح ہوجائے گا۔ حال ہی میں قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی نے انتہائی متنازعہ سائیبر کرائم بل پر سول سوسائٹی کے ساتھ وسیع سماعت منعقد کی لیکن مجوزہ بل کو بنیادی حقوق اور مناسب عمل کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے حوالے سے تجاویز کو درخور اعتنا ہی نہیں سمجھا گیا۔ (سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کے پاس صورتحال کی تلافی کے لئے زیادہ وقت نہیں تھا)۔ یہ قائمہ کمیٹی کی طرف سے بل کو بہتر بنانے کے لیے حکومتی ڈرافٹ کی بلاوجہ مخالفت کا معاملہ تھا۔

دوسرا معاملہ 1990 کی دہائی کے پینل کوڈ کی دفعہ 295۔سی میں ترمیم اور توہین مذہب پر سزائے موت کو لازمی قرار دینے سے متعلق تھا۔ قائمہ کمیٹی نے مشاہدہ کیا کہ پی پی سی کی شق میں لفظی ابہام موجود ہے اور مناسب یہ ہوگا کہ دیکھا جائے کہ دوسرے مسلمان ممالک میں اس حوالے سے کیا دستور ہے۔ قومی اسمبلی نے ان خیالات کو محض اس بنیاد پر نظر انداز کردیا کہ اسمبلی کے اجلاس کو فوری طور پر ملتوی کیا جانا تھا۔ سو، قائمہ کمیٹی نے قانون میں اصلاح کرنے کی جو ابتدا کی تھی، اس کو عظیم ایوان نے وہیں پر دفن کردیا۔ قائمہ کمیٹیوں کی صحیح معنوں میں کام کرنے کی صلاحیت کا تعین کرنے سے ہی اس کی چند اچھائیاں سامنے آئیں گی۔ اس کے علاوہ اس سے ان معاملات کی بھی نشاندہی ہوجائے گی جن میں طریق کار کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ ممکن ہے اس سے یہ بھی ظاہر ہوجائے کہ ڈنڈ پیلنے پر بحث مباحثہ کرنے میں کوئی نقصان نہیں۔ یا یہ کہ شہریوں کے بے ضرر انحراف پر سوال اٹھانے کے لیے وقت نہیں ہے۔ 'پش اپ' یعنی ہلاکے ڈنڈ پیلنا محض پہلوانوں کے روایتی ڈنڈ کی جو نسبتاً آسان شکل ہے جو کم دشوار ہے۔ اس کو حال ہی میں ہمارے کرکٹ کے کھلاڑیوں نے فیشن ایبل بنا دیا ہے۔ اس ورزش کو ہمارے کرکٹ کھلاڑیوں نے ایک میچ جیتنے کی خوشی میں جشن کے طور پر استعمال کیا۔ بہرحال ابھی تک یہ واضح نہیں ہوسکا کہ آیا وہ اپنے بلے یا گیند کے ساتھ اپنے سبھاؤ کا اظہار کرتے ہیں یا محض فیشن کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔ اس مشق نے اعلیٰ عہدوں کے حصول کے لیے سیاستدانوں کے استحقاق کو مہمیز لگائی ہے اور یوں ڈنڈ پیلنے کی ورزش کو بہت بڑھاوا ملا ہے۔ ڈنڈ پیلنے والے سیاستدانوں کو ان سیاستدانوں پر جو یہ ورزش کرنے کے قابل نہیں یا جو آرام کرسیوں پر بیٹھ کر سیاست کرتے ہیں، پر جو برتری حاصل ہے وہ جلد ہی انتخابی منشوروں میں ڈنڈ پیلنے کے فروغ کا باعث بن سکتی ہے۔ اب پارلیمنٹ کے ارکان اس حوالے سے پہچانے جائیں گے کہ وہ روزانہ کتنے ڈنڈ پیلتے ہیں اور وہ بھی بغیر کسی وقفہ کے۔

ہلکے ڈنڈ پیلنے کو عوامی سطح پر مقبول کرانے کی مہم کا فائدہ یہ ہوگا کہ سکولوں اور کالجوں کو جمنازیم پر پیسے خرچ نہیں کرنے پڑیں گے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں میں ڈنڈ لگانے کے عمل کو متعارف کروانے سے ہمیں ان افسروں سے نجات حاصل کرنے میں مدد مل سکتی ہے جو سیدھے کھڑے ہوں تو اپنے جوتوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ڈنڈ پیلنے سے ہمیں یہ علم ہوجائے گا کہ چیمپئن کا تعلق کس قبیلے سے ہے۔ چنانچہ وہ تمام لوگ جو دلیل دیتے ہیں کہ قائمہ کمیٹی کو ڈنڈ پیلنے پر بحث نہیں کرنی چاہئے تھی انہیں اس اعلیٰ ترین ورزش کے خلاف تعصب کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ الغرض پارلیمنٹ کے ارکان کو کبھی کبھار عام لوگوں کی ترجیحات کو ایک نظر دیکھ لینا چاہئے۔ آخر اس میں حرج ہی کیا ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

رواداری کے فروغ پر زور

> ضیاء الحق کے دور سے پہلے ہمارا معاشرہ پرامن اور روادار تھا۔ شہر میں محرم کے جلوسوں کے راستے میں دوسرے مکاتب فکر کے لوگ سبیلیں لگایا کرتے تھے۔ بازار اور راستے کھلے ہوتے تھے لیکن جب ضیاء الحق نے ایک سیاسی، جمہوری سول حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے معاشرے کو مختلف مذہبی، لسانی و علاقائی گروہوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ اب ہر گروہ صرف خود کو درست اور دیگر سب کو نہ صرف غلط سمجھتا ہے بلکہ وہ انہیں گردن زنی کے لائق سمجھتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم مذہب کے نام پر قتل و غارت سے دنیا کو کیا پیغام دے رہے ہیں؟

جھنگ ایچ آر سی پی کور گروپ جھنگ نے 16 نومبر کو ''عالمی یوم رواداری'' کے حوالے سے نجم القمر فاؤنڈیشن کے تعاون سے گورنمنٹ حسینہ ہائی سکول جھنگ میں ''پاکستانی معاشرے میں رواداری کا فقدان، وجوہات اور مضمرات کیا ہیں''؟ کے عنوان سے انٹر سکولز تقریری مقابلے کا اہتمام کیا۔ پروگرام کے آغاز پر کور گروپ کوآرڈینیٹر قمر زیدی نے بتایا کہ پوری دنیا میں آج رواداری اور برداشت کا دن منایا جا رہا ہے اس دن کے منانے کا مقصد لوگوں میں رواداری اور برداشت کے حوالے سے شعور پیدا کرنے کی ضرورت کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔ جھنگ ایک زمانے میں رواداری کے حوالے سے جانا جاتا تھا۔ معاشرتی ادبی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں لیکن جب ہم نے تشدد کا راستہ اپنایا تو اس کے نتیجے میں یہاں کاروبار تباہ ہوا اور بیروزگاری پھیل گئی جس کا خمیازہ آج ہم سب بھگت رہے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے ہماری آنے والی نسلیں ایک پرامن اور خوشحال زندگی گزاریں تو ہم سب کا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے اپنے رویے تبدیل کریں اور اختلاف رائے کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کریں۔ اس موضوع پر گورنمنٹ حسینہ ہائی سکول کے طالب علم قیصر عباس، گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول کے طالب علم عمر عثمان اور گورنمنٹ ایم بی ہائی سکول کے طلباء علی حسنین اور محمد نوید نے بھی تقاریر کیں۔ اس موقع پر ڈسٹرکٹ ایسوسی ایشن کے سابق صدر اور ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے رکن خالد پرویز ایڈووکیٹ نے کہا کہ ضیاء الحق کے دور سے پہلے ہمارا معاشرہ ایک پرامن اور روادار معاشرہ تھا۔ شہر میں محرم کے جلوسوں کے راستے میں دوسرے مکاتب فکر کے لوگ سبیلیں لگایا کرتے تھے۔ بازار اور راستے کھلے ہوتے تھے لیکن جب ضیاء الحق نے ایک سیاسی، جمہوری سول حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے معاشرے کو مختلف مذہبی، لسانی و علاقائی گروہوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ اب ہر گروہ صرف خود کو درست اور دیگر سب کو نہ صرف غلط سمجھتا ہے بلکہ وہ انہیں گردن زنی کے لائق سمجھتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم مذہب کے نام پر قتل و غارت سے دنیا کو کیا پیغام دے رہے ہیں؟ یہ بتایا جائے کہ پاکستان کے لیے سائنس کا اکلوتا نوبل انعام حاصل کرنے والے ڈاکٹر عبدالسلام کے نام پر کسی سڑک کا نام ہے؟ جن تعلیمی اداروں میں ڈاکٹر عبدالسلام نے تعلیم حاصل کی یا جن میں انہوں نے اپنی نوبل انعام کی رقم دی کیا ان کے ناموں کو ڈاکٹر اسلام کے نام سے موسوم نہیں کیا جا سکتا؟ خالد پرویز نے کہا کہ ہماری اسٹیبلشمنٹ نے جو جہادی پیدا کئے تھے ملکی دفاع کے لیے وہ آج اسی ملک کے سب سے بڑے فسادی بن کر ریاست کے مقابلے میں کھڑے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے یا کافر کہنے کی روش کو ترک کریں۔ ہم اپنے اصل مسائل کی طرف توجہ دیں۔ ہم تعلیم اور صحت کی سہولیات کو عام کریں اور یہ سب کچھ اسی وقت ہوگا جب معاشرے میں امن ہوگا جس کے لئے رواداری اولین شرط ہے۔ گورنمنٹ حسینہ ہال سکول کے ہیڈ ماسٹر اے۔ ڈی۔ بلوچ نے کہا کہ نصاب تعلیم کو از سر نو مرتب کیا جائے۔ کتابوں سے قصے نکال کر دور جدید کے حوالے سے نصاب کو مرتب کیا جائے۔ 3 نومبر کو بھی مذکورہ بالا عنوان کے تحت گورنمنٹ گرلز ہائر سکینڈری سکول سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ میں ہونے والے مقابلے میں کلاس ہشتم کی طالبہ مومنہ، کلاس دہم کی طالبہ کائنات اور فرسٹ ایئر کی طالبہ فرحانہ امجد نے حصہ لیا۔ پروگرام کے آغاز پر کور گروپ کوآرڈینیٹر قمری زیدی نے بتایا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جنگ اور تشدد انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہیں کیونکہ ان کا نتیجہ انسانی تباہی کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ نجم القمر فاؤنڈیشن کی صدر محترمہ نجم النساء نے کہا کہ لوگوں میں برداشت کا مادہ ختم ہو رہا ہے وہ بات بات پر لڑنے مرنے پر تل جاتے ہیں اور اپنے فقہی اختلاف پر ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانا اب معمول بن گیا بلکہ واجب القتل ہونے کی باتیں کی جاتی ہیں اسی طرح ایسے معاشرتی مسائل جو ہماری روزمرہ کی زندگی کا معمول ہیں اور جنہیں بات چیت کے ساتھ باآسانی حل کیا جا سکتا ہے وہ بھی اب طاقت کے بل بوتے اپنی مرضی کے مطابق حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو مزید فساد اور تشدد کو جنم دیتی ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب اپنا اپنا فرض ادا کریں۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ڈاکٹر خضر حیات نے کہا کہ ان کی معلومات کے مطابق جھنگ میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے جو بہت حوصلہ افزاء ہے۔ کور گروپ اور نجم القمر فاؤنڈیشن کی ہم اس حوالے سے بھی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے معاشرے میں سب سے پہلے ہمارے محکمہ تعلیم کا انتخاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ استاد اور طالب علم دونوں کو برداشت اور رواداری کی ضرورت ہے۔ کسی بھی تعلیمی ادارہ میں ہر مکتب فکر اور نظریے کے لوگوں کے بچے آتے ہیں یہ سب بچے جب ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں تو انہیں رواداری کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ جب یہ طالب علم اپنے اپنے ادارے سے رواداری سیکھ کر معاشرے میں عملی زندگی میں قدم رکھیں گے تو انہیں برداشت اور رواداری کا احساس ہوگا اور میں امن کے پیامبر ہوں گے۔ ڈاکٹر زین العابدین گیسٹرو انٹرالوجسٹ نے کہا کہ دین اسلام نے امن۔ پیار۔ محبت برداشت اور رواداری کا درس دیا۔ مدینہ منورہ میں اگر غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ مل کر رہ سکتے تھے تو آج ہمارے ملک میں ہمارے معاشرے میں مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے لوگ اور غیر مسلم سب مل کر کیوں نہیں رہ سکتے؟ اس بارے میں ہم سب کو سوچنا چاہئے کیونکہ یہ ہم سب کا مشترکہ مفاد ہے۔ سکول کی پرنسپل میڈم روبینہ نے کہا کہ انہیں اس بات کی خوشی ہے کہ رواداری جیسے مسئلہ پر بات چیت کا آغاز ہوا کیونکہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ہر وقت جنگ و جدل اور قتل و غارت کی باتوں نے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی متشدد بنا دیا ہے جو ایک المیہ ہے۔

(قمر زیدی)

پولیس تشدد سے نوجوان کی ٹانگیں اور گردے ناکارہ ہوگئے

لیہ 17 نومبر 2016 کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق HRCP کی سپیشل ٹاسک فورس ملتان کی تین رکنی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے تحصیل کروڑ ضلع لیہ میں پولیس کے ہاتھوں اختر عباس نامی نوجوان کو جھوٹے مقدمہ میں ظالمانہ تشدد بنائے جانے کے واقعہ کی تفصیلات معلوم کیں جو درج ذیل ہیں۔

وقوعہ کا پس منظر:

12 ستمبر 2015 کو شاہ جہان ولد شرف حسین شاہ قوم سید سکنہ موضع مڑھاوالی تحصیل کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ نے اپنے بھائی شاہ زمان ولد شرف شاہ کے اغواء کے سلسلہ میں تھانہ کروڑ میں مقدمہ نمبر 320/15 نا معلوم افراد کے خلاف درج کرایا۔اس مقدمہ میں شک کی بنیاد پر تھانہ کروڑ کی پولیس نے اختر عباس کو گرفتار کر کے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جس سے اختر عباس کی ٹانگیں اور گردے ناکارہ ہوگئے جو تا حال زیر علاج ہے۔

اختر عباس (متاثرہ شخص) کا بیان:

اختر عباس نے HRCP ملتان کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کو بتایا کہ وہ عرصہ 7 سال سے مقامی زمیندار محمد رضا حسین شاہ کی زمین پر پٹہ کاشت کر رہا ہے۔اس دوران محمد رضا شاہ نے مبلغ 5 لاکھ روپے ٹھیکہ ایڈوانس طلب کیا جو وہ حالات کے پیش نظر نہ دے سکا۔اسی وجہ سے رضا شاہ نے اسے اپنی زمین مزید پٹہ پر دینے سے انکار کر دیا۔اس کے بعد وہ رضا شاہ کے قریبی رشتہ دار اور بہنوئی شرف حسین شاہ کی زمین کاشت کرنے لگ گیا۔(شرف حسین نے کچھ عرصہ قبل اپنی بیوی شمیم فاطمہ جو رضا شاہ کی بہن بھی ہے کو خاندانی رنجش کی بناء پر طلاق دے دی تھی)اس دوران رضا شاہ نے اسے دھمکی دی کہ ’’میرے بہنوئی کی زمین کاشت نہ کرو ورنہ تمہیں شدید نقصان اٹھانا پڑے گا۔‘‘ 11.09.2015 کو زمیندار شرف حسین کے بیٹے شاہ زمان کو اغوا کر لیا گیا۔پولیس تھانہ کروڑ نے مغوی کے بھائی شاہ جہان کی رپورٹ پر نا معلوم افراد کے خلاف مورخہ 12.09.2015 کو اغوا کا مقدمہ نمبر 320/2015, بجرم 365 درج کر لیا اور شبہ میں اسے گھر واقع چک نمبر 79-B/TDA سے اغوا کر کے لے گئی۔3 دن تک تھانہ میں بند رکھا اور تشدد کا نشانہ بناتے رہے۔اس کے بعد اسے نا معلوم مقام پر واقع خالی مکان میں لے جا کر قید کر دیا جہاں پر مجھے انعام الحق ASI انچارج کرائم سنٹر اور دیگر پولیس ملازمین اور جمشید انور سول جج حال تعینات ملتان جو کہ رضا شاہ کا داماد ہے نے ملکر بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔جمشید انور سول جج اس کے پاؤں پر لوہے کی سلاخیں مارتا رہا جس کی وجہ سے اس کے پاؤں میں سوراخ ہو گئے جبکہ انعام الحق ASI اور دیگر ملازمین جو سول کپڑوں میں ملبوث تھے نے اس کے پورے جسم پر رولر پھیرے اور اسے لوہے کے گاڈر سے الٹا لٹکائے رکھا۔اختر عباس نے مزید بتایا کہ ’’جب مجھے پیاس لگتی تو پٹرول پینے کے لئے دیتے تھے۔پولیس اہلکار میرے جسم پر پٹرول کے انجکشن بھی لگاتے اور مجھے کہتے تھے کہ اس بات کا اقرار کر لو کہ مغوی شاہ زمان کو اغوا کر کے قتل کر دیا ہے۔اس دوران جب میری زیادہ حالت خراب ہوئی تو مجھے طبی امداد کے لئے پرائیویٹ ہسپتال کروڑ کے ڈاکٹر رشید کے پاس لے آئے۔ڈاکٹر رشید نے جب مجھے چیک کیا تو علاج کرنے سے انکار کر دیا اور فی الفور نشتر ہسپتال منتقل کرنے کا کہا۔ڈاکٹر رشید کے ذریعے میرے بھائی صفدر کو فون کر میری اطلاع دی گئی جس پر میرا بھائی صفدر عباس مجھے گاڑی پر نشتر ہسپتال ملتان لے گیا جہاں پر میں 14 دن زیر علاج رہا۔دوران علاج نشتر ہسپتال میں 4 مرتبہ میرے گردے واش کئے گئے۔میرے پاؤں کی بھی سرجری کی گئی۔اب بھی میں چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوں۔میرے ساتھ ظلم کیا گیا مجھے انصاف فراہم کیا جائے۔‘‘

صفدر عباس (متاثرہ شخص کا بھائی):

صفدر عباس نے HRCP ملتان کی ٹیم کو بتایا کہ 14.09.2015 کو وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ گھر پر موجود تھا کہ پولیس تھانہ کروڑ کے اہلکاران جن میں سیف اللہ S.I ،انعام الحق ASI اور دیگر ملازمین سرکاری گاڑی نمبر 1027 پر آئے۔زبردستی ان کے گھر میں داخل ہو گئے، ان کی خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی اور زبردستی اس کے بھائی اختر عباس کو پولیس گاڑی میں بٹھا کر تھانہ لے گئے۔وہ بھی پیچھے تھانہ کروڑ پہنچ گئے اور پوچھنے پر بتایا گیا کہ زمیندار محمد رضا شاہ نے اپنے بھانجے شاہ زمان کے اغوا کا شبہ اختر عباس پر کیا ہے اس لئے اس سے پوچھ گچھ ہوگی۔پولیس نے 3 دن تک اختر عباس کو تھانہ میں رکھا اور تشدد کرتے رہے اور پھر کسی نا معلوم مقام پر لے گئے جس کا انہیں کوئی علم نہ تھا۔ 23.09.2015 کو تقریباً 12 بجے رات اس کے موبائل پر ڈاکٹر رشید کی کال آئی جس نے اسے فوراً ہسپتال آنے کا کہا۔جب وہ بھابھی زاہدہ پروین زوجہ اختر عباس کے ہمراہ ہسپتال پہنچا تو ڈاکٹر رشید نے بتایا کہ پولیس تھانہ کروڑ اختر عباس کو علاج کے لئے لائی ہے مگر اس کی حالت بہت خراب ہے ،گردے کام نہیں کر رہے، اسے فوراً نشتر ہسپتال ملتان لے جایا جائے۔وہ اسی وقت ایمبولینس میں اپنے بھائی اختر عباس کو نشتر ہسپتال ملتان لے گئے جہاں اس کا بھائی 14 دن تک زیر علاج رہا۔اس دوران ڈاکٹرز نے 4 مرتبہ گردے واش کئے۔پاؤں میں گہرے زخموں کی وجہ سے سرجری کی۔ڈاکٹری ثبوت اور میرے پاس موجود ہے۔حالت کچھ بہتر ہونے کے بعد وہ اپنے بھائی کو گھر واپس لے آیا لیکن تا حال اس کا بھائی چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہے۔28.09.2015 کو اس نے ڈی پی او لیہ کو ملزمان سیف اللہ S.I ،انعام الحق ASI ،جمشید انور اور دیگر کے خلاف کاروائی کی درخواست دی۔ جب ملزمان کے خلاف کوئی کاروائی نہ ہوئی تو پھر اس نے ہائی کورٹ ملتان میں ملزمان کے خلاف رٹ پٹیشن نمبر 14469/2015 دائر کی جس پر عدالت عالیہ ملتان نے ڈی پی او لیہ سے 15 دن کے اندر جواب طلب کیا۔اس دوران مجسٹریٹ تحصیل کروڑ کو درخواست دی اور میڈیکل بورڈ کا حکم دیا گیا۔ میڈیکل بورڈ کی رپورٹ میں تشدد ثابت ہو گیا۔

ڈی پی او لیہ نے ہائی کورٹ ملتان کے حکم پر ڈی ایس پی سرکل چوبارہ سعادت علی کو حکم دیا کہ جلد از جلد انکوائری کر کے رپورٹ پیش کرے۔ڈی ایس پی چوبارہ نے 2 ماہ میں انکوائری مکمل کر کے رپورٹ میں کہا کہ متاثرہ شخص پر تشدد کیا گیا اور جملہ ملزمان کے خلاف محکمانہ کاروائی کی بھی درخواست کی۔تاہم تا حال ملزمان کے خلاف مقدمہ درج ہو ہے اور نہ کوئی محکمانہ کاروائی عمل میں لائی گئی ہے۔

شرف حسین شاہ:

شرف حسین شاہ جو کہ مغوی شاہ زمان کا والد ہے نے بتایا کہ اس کے بیٹے شاہ زمان کی شادی اسماء بی بی دختر اللہ وسایا سے

کروڑلعل عیسن میں رشتہ داروں کے ہاں ہوئی جو کہ کافی عرصہ سے اپنے ماموں محمد رضا شاہ کے پاس رہائش پذیر تھا۔ اس دوران محمد رضا شاہ کو شک ہوا کہ اس کے بیٹے شاہ زمان کے اس کی بیٹی کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں۔ اس شک کی بنیاد پر اس کے بیٹے کو جمشید انور سول جج اور علی رضا نے ملکر مارا اور اپنے گھر سے بھی نکال دیا۔ اس کا بیٹا شاہ زمان اپنی بیوی اور سامان لے کر اپنے والد کے پاس رہائش پذیر ہو گیا۔ اسی دوران اس کے بیٹے شاہ زمان کو اغوا کر لیا گیا۔ پولیس تھانہ کروڑ نے اس کے بیٹے شاہ جہان جو کہ ملزمان جمشید انور وغیرہ سے ملا ہوا ہے سے ساز باز کر کے اغوا کا مقدمہ درج کر لیا۔ اس کے بیٹے کے اغوا میں اختر عباس کا کوئی ہاتھ نہیں ہے وہ بے گناہ ہے۔ اس پر پولیس نے بلاجواز تشدد کیا ہے تا کہ اختر عباس اس کے بیٹے شاہ زمان کے اغوا کر جھوٹا اعتراف کر لے۔ اس نے مزید بتایا کہ اس نے پولیس تھانہ کروڑ میں اس سلسلہ میں بیان حلفی بھی جمع کرایا تھا کہ اختر عباس بے گناہ ہے، اس کے بیٹے کے اغوا میں جمشید انور اور دیگر ملوث ہیں۔ جس دن اس کا بیٹا اغوا ہوا اس دن اختر عباس اس کے پاس موجود تھا۔ اس نے ہائی کورٹ ملتان میں رٹ دائر کی ہوئی ہے کہ وہ والد ہے اور اس کی مدعیت میں اس کے بیٹے شاہ زمان کے اغوا کا مقدمہ درج کیا جائے۔

پولیس کا مئوقف:

HRCP ملتان کی تحقیقاتی ٹیم تھانہ کروڑ میں پولیس کا مئوقف جاننے کے لئے پہنچی تو تھانہ میں موجود ایس ایچ او ملک منظور جام نے بتایا کہ مغوی شاہ زمان کے بھائی شاہ جہان کی مدعیت میں پولیس نے 12.09.2015 کو مقدمہ نمبر 320/2015 بجرم 365 ت پ درج کیا جس کی تفتیش جاری ہے۔ فی الحال معاملہ ہائی کورٹ ملتان میں زیر سماعت ہے اور عدالت عالیہ کا حکم آنے پر مزید کاروائی کی جائے گی۔ پولیس نے اس کے علاوہ کچھ بتانے سے گریز کیا۔

HRCP ملتان کی ٹیم نے ڈاکٹر رشید جو کہ تحصیل کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ میں پرائیویٹ کلینک چلا رہا ہے اور جس کے پاس متاثرہ اختر عباس کو حالت خراب ہونے پر علاج کے لئے لایا گیا تھا سے بھی ملنے کی کوشش کی جس نے فون پر شہر سے باہر ہونے کا بہانہ بنا کر ملنے سے انکار کر دیا۔

مشاہدات:

☆ HRCP کی تحقیقاتی ٹیم نے جب مغوی شاہ زمان کے والد شرف شاہ سے بات چیت کی تو اس نے بتایا تھا کہ اس نے اختر عباس کی گرفتاری کے دوران علاقہ پولیس کو بیان حلفی دیا تھا کہ اس کے بیٹے کے اغوا میں اختر عباس ملوث نہیں ہے اس کے باوجود بھی پولیس کا تشدد کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔

☆ جب ڈی پی او لیہ کی طرف سے وقوعہ کی انکوائری کرائی گئی اور ڈی ایس پی انکوائری آفیسر نے اپنی رپورٹ میں ملوث پولیس افسران کے خلاف محکمانہ کاروائی کی سفارش کی تو ذمہ داراران کے خلاف محکمانہ کاروائی کیوں نہیں کی گئی۔

☆ یہ بات بھی مشاہدے میں آئی کہ جب میڈیکل بورڈ کی رپورٹ میں تشدد ثابت ہو گیا تو پھر بھی ذمہ داراران کے خلاف کسی بھی قسم کی کاروائی نہ ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ علاقہ پولیس اپنے ادارے کے اہلکاروں کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرنا چاہتی۔

☆ یہ بات بھی مشاہدے میں آئی کہ ملزمان کی علاقہ میں دہشت اور سیاسی اثر رسوخ کی وجہ سے علاقہ کے لوگ ان کے خلاف کسی بھی قسم کا بیان دینے سے گریزاں تھے۔

سفارشات:

☆ تشدد کے مرتکب ذمہ دار پولیس آفیسر و اہلکاروں کے خلاف فوری اور سخت کاروائی کی جائے۔

☆ اختر عباس اور اس کے اہل خانہ کو تحفظ فراہم کیا جائے

☆ مغوی شاہ زمان کو جلد از جلد برآمد کرایا جائے اور اصل اغوا کاروں کو گرفتار کر کے سامنے لایا جائے۔

☆ ریاست تشدد کے خاتمہ کے حوالے سے بننے والے قوانین پر سختی سے عمل درآمد کرائے۔

☆ تشدد کا شکار اختر عباس کو ریاست معاوضہ دلائے۔

(ایچ آر سی پی، ملتان ٹاسک فورس)

پر تشدد واقعات میں تین افراد ہلاک

کوئٹہ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں تشدد کے دو واقعات میں ایک چینی کمپنی کے دو پاکستانی سیکورٹی گارڈز سمیت تین افراد ہلاک ہو گئے۔ سیکورٹی گارڈز کی ہلاکت کا واقعہ ضلع گوادر میں پسنی کے علاقے کلانچ میں پیش آیا۔ پسنی میں انتظامیہ کے ایک سینئر اہلکار نے بتایا کہ کلانچ اور اس کے گردونواح میں ایک چینی کمپنی تیل اور گیس کی تلاش کا کام کر رہی ہے۔ نامعلوم مسلح افراد نے کمپنی کے تین پاکستانی اہلکاروں کو اغوا کیا تھا۔ اغوا کیے جانے والوں میں ایک ڈرائیور اور دو سیکورٹی گارڈز شامل تھے۔

مسلح افراد نے سیکورٹی گارڈز کو ہلاک کیا جبکہ ڈرائیور کو چھوڑ دیا۔ انتظامیہ کے اہلکار نے بتایا کہ ڈرائیور کا تعلق گوادر سے ہے جبکہ سیکورٹی گارڈز کا تعلق دوسرے صوبوں سے تھا۔

اس واقعے کی ذمہ داری کالعدم عسکریت پسند تنظیم بلوچستان لبریشن فرنٹ نے قبول کی ہے۔ گوادر ایران سے متصل بلوچستان کا ساحلی ضلع ہے جو کہ انتظامی طور پر مکران ڈویژن کا حصہ ہے۔

بلوچستان میں حالات کی خرابی کے بعد سے گوادر سمیت مکران ڈویژن کے دیگر علاقوں میں کمی وبیشی کے ساتھ بدامنی کے واقعات پیش آ رہے ہیں۔ ایک اور شخص کی ہلاکت ضلع نصیر آباد میں بارودی سرنگ پھٹنے کی وجہ سے ہوئی۔ نصیر آباد میں پولیس کے ایک اہلکار نے بتایا کہ ضلع کے علاقے پھلیجی میں نامعلوم افراد نے بارودی سرنگ نصب کی تھی۔

بارودی سرنگ اس وقت زوردار دھماکے سے پھٹ گئی جب ایک موٹر سائیکل اس سے ٹکرا گئی۔ دھماکے کی وجہ سے موٹر سائیکل پر سوار ایک شخص ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

نصیر آباد ڈیرہ بگٹی سے متصل ضلع ہے۔ بلوچستان میں حالات کی خرابی کے بعد سے نصیر آباد کے ڈیرہ بگٹی سے متصل سرحدی علاقوں میں بارودی سرنگ کے دھماکوں کے علاوہ بدامنی کے دیگر واقعات پیش آ رہے ہیں

(نامہ نگار)

ہزارہ کہاں جائیں؟

محمد حنیف

سنہ 1992 میں کوئٹہ کی ہزارہ برادری کے بزرگ عبدالقیوم چنگیزی اپنے لوگوں کے جنازے اُٹھا اُٹھا کر تھک چکے تھے۔ اُنھوں نے ایک اِنٹرویو میں حکومت کو تجویز پیش کی کہ کیونکہ آپ ہمارے لوگوں کو مرنے سے بچا نہیں سکتے یا بچانا نہیں چاہتے تو ایسا کریں کہ ہمارا سب کچھ لے لیں، دُکانیں، گھر، کاروبار، گھر کا فرنیچر، گھر کے برتن تک لے لیں پھر مارکیٹ کی قیمت پر یہ سب بیچ دیں جو پیسہ مِلے اُس سے ایک بحری جہاز خریدیں اور ہم سب کو اُس میں بٹھا کر سمندر میں دھکیل دیں۔ دُنیا میں کوئی ملک تو ہو گا جو ہمیں قبول کرے گا۔ حکومت نے ظاہر ہے اِس مطالبے کو ایک دُکھی دل کی آہ سمجھ کر نظر انداز کیا لیکن ہزارہ برادری کے ہزاروں لوگ اُس جادوئی بحری جہاز کی تلاش میں نِکل چکے تھے۔ اپنے گھر بیچ کر، اپنی دُکانیں بیچ کر اور بعض دفعہ اُس رقم کے ساتھ جو باپ یا بھائی کی ہلاکت کے بعد حکومت نے اُنھیں دی تھی۔ پاکستان سے جان بچا کر دوسرے ممالک میں پناہ لینے کی کوششیں ہزارہ برادری کے کچھ لوگوں نے سنہ 2008 سے اسی وقت شروع کر دی تھیں جب ہزارہ زعما کو نشانہ بنانے کی کارروائیاں ہوئیں۔ زیادہ تر ملائشیا، انڈونیشیا اور تھائی لینڈ کے راستے اِنسانی سمگلروں کو پیسے دے کر کشتی کے ذریعے آسٹریلیا یا نیوزی لینڈ پہنچنے کی کوشش کرتے۔ 50 گھنٹے سے زیادہ کا سفر اپنی زندگی سے جوا کھیلنے کے مترادف ہے لیکن منزل پر پہنچنے والے جب اپنے زندہ رہنے کی خبر دیتے تو اور لوگ بھی یہ جوا کھیلنے پر تیار ہو جاتے۔ لیکن پھر آیا سنہ 2013۔ اگر اُس سے پہلے ہزارہ شیعہ چن چن کر مارے جا رہے تھے تو یہ سال شروع ہوتے ہی قتلِ عام شروع ہو گیا۔ جنوری اور فروری میں دو دھماکوں میں سینکڑوں جان سے گئے۔ جب ہزارہ برادری اپنے سینکڑوں جنازے لے کر احتجاج کے لیے نِکلی، بڑے شہروں میں سڑکیں بلاک کیں تو اُن کا ساتھ دینے زیادہ تر اہلِ تشیع ہی نِکلے۔ سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹی نے ہمدردی جتائی لیکن زیادہ تر لوگوں نے جنازے نہیں دیکھے صِرف یہ شکایت جتائی کہ اِن ہزاروں نے ہماری سڑکیں روک کر ٹریفک کا نظام تباہ کر دیا ہے۔ سنہ 2013 کے اِس قتلِ عام کے بعد ہزارہ برادری کے ریلے کے ریلے ملک چھوڑنا شروع ہوئے۔ کوئی چھوٹے چھوٹے بچوں کو کندھوں پر اُٹھا کر جنگلوں میں چلا، کوئی بوڑھے ماں باپ کو سہارا دے کر کشتی پر بٹھاتا اور سینکڑوں نوجوان اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر اِس امید میں نکلے کہ اگر بچ گئے تو باقی گھر والوں کو بلائیں گے۔

زیادہ تر کی منزل اِنڈونیشیا اور ملائشیا تھی۔ اُمید یہ تھی کہ کشتی پر بیٹھیں گے اور اگر مچھلی کی خوراک نہ بنے تو آسٹریلیا یا نیوزی لینڈ پہنچ کر سیاسی پناہ لیں گے اور باقی خاندان کو کوئٹہ کی قتل گاہ سے نکالیں گے۔ ہزارہ برادری پر پاکستان کی زمین تو تنگ ہوئی تھی دُنیا کا دِل بھی چھوٹا پڑ گیا۔ 2013 میں آسٹریلیا نے اعلان کیا کہ کشتی پر بیٹھ کر آنے والے کو پناہ نہیں ملے گی چاہے وہ کم عمر بچہ ہو یا اکیلی عورت۔ اِس پالیسی پر عمل درآمد کرنے کے لیے پاکستانی اخبارات میں ایسے ایسے اشتہار چھاپے گئے جن کو دیکھ کر دورِ غلامی میں چھپنے والے وُہ اشتہار یاد آتے ہیں جو غلاموں کے مالک چھاپا کرتے تھے۔ عبدالقیوم چنگیزی نے جس بحری جہاز کا خواب دیکھا تھا وہ چلنا بند ہو گیا۔ اُن کو جو اُمید تھی کہ دُنیا میں کم از کم کوئی ملک تو ہو گا جہاں پر قتلِ عام سے بچ جانے والے ہزارہ بچے ایک نئی زندگی شروع کر سکیں گے اُس ملک نے بھی اپنی سرحدیں بند کر دیں۔ پاکستان سے جانے والے ہزاروں خاندان اِس وقت اِنڈونیشیا اور ملائشیا میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ جکارتہ سے 100 کلومیٹر بوگور کے قصبے میں تین سے چار ہزار پاکستانی ہزارہ موجود ہیں۔ عالم برزخ کا ذکر ہم نے مقدس صحیفوں میں پڑھا ہو گا اگر اِس دنیا میں عالم برزخ دیکھنا ہو تو بوگور میں چند دِن گزاریں۔ اقوام متحدہ کے پناہ گزینوں کے ادارے میں اپنے آپ کو اگر رجسٹر کرانے میں کامیاب ہو جائیں تو آپ مہاجرین بن جاتے ہیں اُس کے بعد ایک طویل اِنتظار۔ زیادہ تر مہاجرین تین سے چار سال کا عرصہ اِس اِنتظار میں گزارتے ہیں کہ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ یا امریکہ میں سے ایک ملک اُنھیں پناہ دینے پر تیار ہو جائے۔ کسی کو نہیں پتہ کہ کس کی باری کب آئے گی۔ اور اِنڈونیشیا میں مہاجرین ہونے کا کیا مطلب ہے؟ آپ اپنی نوکری یا کاروبار نہیں کر سکتے۔ بچوں کو سکول نہیں بھیج سکتے۔ سرکاری ہسپتال نہیں جا سکتے۔ اگر کوئی حادثہ ہو جائے تو پولیس کے پاس نہیں جا سکتے۔ گاڑی یا موٹر سائیکل نہیں چلا سکتے۔ عالم برزخ سے شاید ایک راستہ جنت اور ایک جہنم کی طرف جاتا ہو۔ بوگور سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں اور اقوام متحدہ کے پاس پڑی ہوئی پناہ گزینوں کی فائلوں پر کِسی کا اختیار نہیں۔ اقوام متحدہ کا اپنا بھی نہیں۔ بوگور میں کچھ ہزارہ پناہ گزینوں نے اپنی مدد آپ کے تحت چھوٹے بچوں کو تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ لیکن اِن جماعتوں میں بھی جو بچیاں اُستانیاں ہیں اُن کی ابھی خود سکول جانے کی عمر ہے۔ جو لوگ اپنے گھر اور کاروبار بیچ کر گئے تھے وُہ اپنی بچت کے پیسے ختم کر بیٹھے ہیں۔ کئی باہر رہنے والے رشتے داروں کے محتاج ہیں، کِسی کے گھر والے پاکستان سے چھوٹی موٹی رقم بھیجتے ہیں۔ جن کا کوئی نہیں وُہ اقوام متحدہ کے کیمپ میں رہتے ہیں اور دو وقت کے مفت راشن پر گزارہ کرتے ہیں۔ ہزارہ پناہ گزینوں سے بات چیت کے دوران اکثر یہ شکایت سُننے کو ملی کہ ہمارے غیر ہزارہ دوست اکثر کہتے ہیں کہ تم ملک چھوڑ کر کیوں بھاگ رہے ہو یا تمھیں کون مار رہا ہے۔ بھاگ اِس لیے رہے ہیں کہ ہزارہ برادری کے لوگوں کو چن چن کر مارنے کا سلسلہ ضربِ عضب کے باوجود جاری ہے۔ مارا اِس لیے جاتا ہے کہ وُہ اہلِ تشیع ہیں۔ لیکن بوگور میں بھی اہلِ تشیع ہونا چھوٹا موٹا جرم ہے۔ مجلس نہیں کر سکتے، ماتم نہیں کر سکتے، نیاز چھپ کر کرتے ہیں۔ یوگور میں ایک 8 سالہ نوجوان جو وہاں اپنے خاندان کا سربراہ بھی ہے۔ اُس نے مجھے بتایا کہ ہم چند لڑکے محرم کے دوران جکارتہ میں ایک مجلس سُننے گئے۔ مجلس جاری تھی کہ پتہ چلا کہ دوسرے فرقے والوں کا ایک گروہ دروازے کے باہر کھڑا ہو کر نعرے بازی کر رہا ہے۔ ہم پچھلے دروازے سے چھپ کر بھاگے۔ ایسا لگا جیسے پاکستان میں ہی ہیں۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

پاکستان سے جانے والے ہزاروں خاندان اِس وقت اِنڈونیشیا اور ملائشیا میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ جکارتہ سے 100 کلومیٹر بوگور کے قصبے میں تین سے چار ہزار پاکستانی ہزارہ موجود ہیں۔

دھرنے سے حاصل ہونے والے سبق

آئی۔اے۔رحمٰن

عمر خیام نے کہا تھا:

یہ شام وسحر محض شطرنج کی بساط ہیں
جس پر تقدیر انسانوں کو بطور مہرے استعمال کرتی ہے
یہ مہرے یہاں اور وہاں حرکت کرتے اور مخالف مہروں کو مارتے ہیں
اور پھر ایک ایک کر کے اپنی خلوت گاہوں میں دفن ہو جاتے ہیں

دھرنا 2016ء کسی حد تک غیر متوقع انداز میں اختتام پذیر ہوا ہے۔ بہرحال یہ اختتام ایسا نہیں تھا کہ جس کے بارے میں پہلے سے اندازہ نہ ہو۔ اس دھرنے سے ملک کو زیادہ نقصان نہیں ہوا جس کے بارے میں خوف کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ اس دھرنے سے ایسے کئی سبق ملے ہیں جنہیں نظرانداز نہیں کیا جانا چاہئے۔

اس دھرنے سے ایک بار پھر ملک کے سیاسی رہنماؤں کی ذہنی مفلسی کھل کر سامنے آئی ہے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ ہمارے سیاسی رہنماؤں کے پاس یہ اہلیت نہیں ہے کہ وہ ریاستی قوت اور عوامی قوت کے درمیان عاقبت نااندیشانہ تصادم کے بغیر معاملات طے کر سکیں۔ پانامہ پیپرز کے معاملے کو طے کرنے کے لیے کسی طریق کار پر اتفاق رائے پیدا کرنے میں ناکامی نے خطرناک تصادم کی شکل اختیار کی۔ تاہم اس معاملے کو طے کرنے کے لیے عدالت عظمیٰ کی مداخلت کا جو راستہ اختیار کیا گیا وہ ہمیشہ سے دستیاب رہا ہے۔

اس سارے قصے میں جو بات واضح طور پر سامنے آئی، یہ ہے کہ مرکزی سیاسی جماعتیں اپنی نادانی کے باعث ایک دوسرے کو سخت دشمن سمجھتی ہیں اور یوں وہ غیر سیاسی قوتوں کو مداخلت کرنے کا راستہ دکھاتی ہیں جن کے بارے کہا جا سکتا ہے کہ ان کی مداخلت اتنی خیراندیش نہ ہو جس خیراندیشی کا مظاہرہ موجودہ صورتحال سے باہر نکلنے کے لیے عدالت عظمیٰ نے کیا ہے۔ تاریخ سے سبق نہ سیکھنے کے حوالے سے ہماری سیاسی جماعتوں کی نااہلی نے تو حالات وواقعات سے لاعلم ہمارے دیہاتی لوگوں تک کو حیران کر کے رکھ دیا ہے۔

حکومت اور پاکستان تحریک انصاف کے درمیان مقابلہ برابر رہا ہے۔ حکومت یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس نے اسلام آباد پر قبضہ کرنے کی پی ٹی آئی کی کوشش ناکام بنادی اور اس نے دارالحکومت کا مکمل طور پر تحفظ کیا۔ دوسری طرف پاکستان تحریک انصاف اس بات پر اصرار کر سکتی ہے کہ اس نے وزیراعظم کے احتساب کے عمل کو مزید آگے بڑھایا ہے بشرطیکہ لوگوں کو اس بات پر قائل کیا جا سکے کہ اگر پی ٹی آئی یہ سب کچھ نہ کرتی تو عدالت عظمیٰ وہ فیصلہ نہ کرتی جو اس نے منگل کے روز کیا۔

دونوں ہی جماعتوں نے اس ساری صورتحال میں کافی کچھ کھویا اور جو کچھ کھویا وہ سب کے سامنے ہے۔ حکومت نے مکمل طور پر طاقت پر انحصار کر کے سیاسی اور اخلاقی طور پر اپنا مقدمہ کمزور کر لیا۔ دوسری طرف پی ٹی آئی کی قیادت اپنے اس عمل کا اپنے کارکنوں کو جواز پیش کرنے پر مجبور ہے جس کو کارکن پسپائی کا نام دے رہے ہیں۔ عوام کو سڑکوں پر لانے کی حکمت عملی کو بھی کمزور کرنے کا خطرہ مول لیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس حکمت عملی کا غیر ضروری طور پر زیادہ استعمال کیا اور اس کا اختتام ہمیشہ لاحاصل رہا۔ وہ اپنے حلیفوں کو ہمیشہ اپنے ساتھ تصور کرتے ہیں۔ اس حوالے سے بھی ان پر شدید نکتہ چینی بھی ہوگی۔ ڈاکٹر طاہر القادری، پرویز الٰہی اور شیخ رشید یہ شکایت کرتے ہیں کہ دھرنا ختم کرنے سے پہلے ان کو اعتماد میں نہیں لیا گیا تھا۔

بہرحال پی ٹی آئی یہ کہہ سکتی ہے کہ کیتلی چولہے پر رکھنے سے اس نے جماعت اسلامی، جمعیت العلمائے اسلام (ف) سے لے کر پاکستان پیپلز پارٹی تک تمام سیاسی جماعتوں کو متحرک کر دیا ہے۔ یہ تمام سیاسی جماعتیں متحرک ہو گئی ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی تو اپنی تجاویز کے حوالے سے پوری طرح سے مطمئن ہے۔

درج ذیل سوالات کے جوابات بھی بے حد ضروری ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کیا دھرنا ناگزیر تھا؟ اگر وزیراعظم پانامہ لیکس کے حوالے سے اپنے احتساب سے انکار کر دیتے تو پھر اس حوالے سے وزیراعظم پر اپنے عہدے سے استعفا دینے کے لیے دباؤ بڑھانے کی خاطر عمران خان نے جو غیر لچکدار رویہ اختیار کرنے اور انتہائی قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا، اس کے خلاف انہیں مشورہ دیا جا سکتا تھا۔ دوسری سیاسی جماعتیں بھی اس تجویز کی مخالف تھیں۔

آخر کار وہ بھی تو اس معاملے میں موثر تفتیش چاہتی ہیں۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ بہتر نظم ونسق کے حوالے سے عوامی مطالبات پر حکومتی عدم توجہی کو نظرانداز کرنا آسان نہیں تھا۔ حزب اختلاف کو کہا جا سکتا ہے کہ وہ غیر ممکن یا غیر جمہوری مطالبات کے لیے منتخب حکومت پر دباؤ نہ ڈالے۔ لیکن اس کے ساتھ حکومت کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ جمہوری نظام کے تحفظ کے حوالے سے عوام کی اہلیت کو تباہ وبرباد نہ کرے۔

دھرنا ایک انتہائی مہنگا معاملہ تھا۔ پاکستان تحریک انصاف کو مالی امداد مہیا کرنے والوں نے، جن میں خیبر پختونخوا کی حکومت اور عام کارکن شامل ہیں، لوگوں اور اپنے حامیوں کو متحرک کرنے اور پھر ان کی دیکھ بھال پر کافی سرمایہ خرچ کیا ہوگا۔ دوسری طرف حکومت نے اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے اس سے بھی زیادہ سرمایہ خرچ کیا ہوگا۔ ہم اس مالی نقصان کی تو بات ہی نہیں کر رہے جو اسلام آباد اور ملک کے کافی حصوں میں معمول کی زندگی کے تہ وبالا ہونے سے ہوا۔ اس مشکوک اور غیر معتبر، کٹھن اور خطرناک مہم پر جو اتنے بھاری اخراجات اٹھے، اس کا کیا جواز پیش کیا جا سکتا ہے؟ اس کے علاوہ عمران خان کے اس اقدام پر انگلیاں اٹھائی جائیں گی اور ان پر الزام عائد کیا جائے گا کہ وہ کم وسائل والی سیاسی جماعتوں کے لیے جمہوری سیاسی سرگرمیوں کو انتہائی مشکل بنا رہے ہیں۔ اور یہ بات جمہوری عمل اور جمہوری فکر سے متصادم ہے۔

اگرچہ حکومت یہ عذر پیش کر سکتی ہے کہ وہ شدید دباؤ اور اشتعال کی صورت حال میں کام کر رہی ہے۔ تاہم، ہجوم پر قابو پانے کے حوالے سے اس کی صلاحیت میں موجود خامیاں ایک بے حد سنجیدہ اور قابل غور مسئلہ ہے۔ ایمرجنسی میں سڑکوں اور شاہراہوں کو بند کرنے کا جواز تو شاید مل سکتا ہے لیکن یہ بات اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ اس سے شہریوں کا عام گزرگاہوں پر سفر کرنے کا بنیادی حق متاثر ہوتا۔ اگر کوئی سڑک بند کرنی ہے تو کم از کم یہ تو کیا جا سکتا ہے کہ لوگوں کو اس بندش کے بارے میں قبل از وقت اطلاع دی جائے تا کہ کوئی جان لیوا حادثہ نہ ہو جیسا کہ موجودہ دھرنے کے دوران موٹروے پر حضرو کے قریب ہوا جس میں ایک سینئر فوجی افسر جاں بحق ہو گئے۔ اس کے علاوہ مریضوں کو ہسپتالوں میں لے جانے میں دشواری نہیں ہونی چاہئے۔

مظاہرہ کرنے والی کچھ خواتین کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ سکیورٹی کے لوگوں کو ابھی مزید تربیت کی ضرورت ہے تا کہ وہ جان سکیں کہ مردوں اور خواتین کی تکریم کیسے کی جاتی ہے۔ انہیں باور کرایا جانا چاہئے کہ آئین کا آرٹیکل 14 تمام مرد وخواتین کو واجب الاحترام قرار دیتا ہے۔

حکومت کو یہ آگاہی بھی ہونی چاہئے کہ شہریوں کو پرامن اجتماع میں شمولیت سے روکنے کے لیے انہیں گرفتاری اور حراست میں لینے کا عمل انسانی حقوق کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ یہ نوآبادیاتی دور کی انتظامی پالیسی ہی کی کڑی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اختلاف رائے کو قانونی حکومت کے خلاف عدم اطمینان پھیلانے کا عمل قرار دیا جاتا تھا۔ کسی بھی شخص کو اس وقت تک اس کی آزادی سے محروم نہیں جا سکتا جب تک وہ کسی جرم کا مرتکب نہ پایا جائے یا وہ جرم کا ارتکاب کرنے والا ہو۔

وفاقی وزارت داخلہ اور خیبر پختونخوا حکومت کے درمیان ہونے والی کشیدگی نے ملک کی اکائیوں کے ساتھ وفاق کے تعلقات کو ایک نیا رخ دے دیا ہے۔ آئندہ سے دارالحکومت خیبر پختونخوا، یا کسی بھی صوبائی حکومت کے مسلح لشکر کی طرف سے ہمیشہ خطرہ محسوس کرتا رہے گا۔ دارالحکومت کو اپنی مخالف کسی بھی صوبائی حکومت کی طرف سے یہ خطرہ موجود رہے گا کہ اس کے مطالبات پورے نہ ہونے کی صورت میں اس پر لشکر کشی کر دی جائے گی اور وفاق کو زیادہ خطرہ پنجاب سے ہوگا اس لئے کہ پنجاب خیبر پختونخوا کی نسبت بہتر طور پر اسلام آباد کا گھیراؤ کر سکتا ہے۔

دھرنا 2016ء سے زیادہ فائدہ جن گروہوں نے اٹھایا، غالباً غیر ارادی طور پر ان میں عسکریت پسند اور وہ انتہا پسند شامل ہیں جو پاکستان کی ریاست پر قبضہ کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ شدت پسندوں کی تعداد کیا ہے جن کو خیبر پختونخوا انتظامیہ کی برملا امداد حاصل تھی اور جو پاکستان تحریک انصاف کے اسلام آباد جانے والے قافلے میں شامل ہونے کی اہلیت رکھتے تھے۔ انہیں دارالحکومت پر ممکنہ حملہ کے لئے اس کاروان میں شامل ہو کر ریہرسل کرنے کا اچھا خاصا تجربہ حاصل تھا۔ یقیناً یہ بات خطرے سے خالی نہیں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

بھائیوں نے بہن کی ٹانگیں توڑ ڈالیں

مظفرگڑھ مظفرگڑھ کے نواحی علاقہ شہر سلطان کے موضع گانموں والا کی شریفاں مائی زوجہ نبی بخش عمر پچاس سال کو وٹہ سٹہ کے تنازعہ پر یکم نومبر کو اس کے حقیقی بھائیوں اور بھتیجوں نے کلہاڑیوں اور چھریوں کے وار کر کے ٹانگیں توڑ دیں اور آنکھیں شدید زخمی کر دیں۔ وقوعہ کے حالات اور حقائق جاننے کے لئے HRCP ملتان ٹاسک فورس نے تین رکنی ٹیم تشکیل دی اور موقع پر جا کر فریقین سے معلومات حاصل کیں جو کہ درج ذیل تھیں۔

وقوعہ کا پس منظر:

ضلع مظفرگڑھ کی تحصیل جتوئی کے تھانہ شہر سلطان کے نواحی موضع کوٹلہ گانموں کی رہائشی شریفاں مائی کو اس کے خاوند نبی بخش نے کافی عرصہ پہلے گھریلو ناچاقی پر طلاق دے دی تھی۔ شریفاں مائی اپنے تین بیٹوں محمد اعظم، محمد آصف اور محمد قیوم اور دو بیٹیوں نصرت بی بی اور رخسانہ بی بی کے ہمراہ رہائش پذیر تھی۔ شریفاں مائی نے ایک سال قبل اپنے بڑے بیٹے محمد قیوم کا نکاح اپنے بھائی محمد اسلم کی بیٹی مصباح سے وٹہ سٹہ کی بنیاد پر کیا۔ لیکن اب محمد اسلم اپنی بیٹی مصباح کی محمد قیوم سے طلاق لینا چاہتا تھا اسی وجہ سے محمد اسلم نے اپنی دوسری شادی شدہ بیٹی آسیہ کے اغوا کا جھوٹا الزام شریفاں مائی اور اس کے گھر والوں پر عائد کر دیا اور اسی بنیاد پر ملزمان کی جانب سے شریفاں مائی کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

نصرت مائی کا بیان

نصرت مائی زوجہ فاروق احمد دختر نے HRCP ملتان کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کو بتایا کہ وہ پانچ بہن، بھائی محمد اعظم، محمد آصف، محمد قیوم، رخسانہ مائی اور وہ اپنے والدہ کے ہمراہ رہائش پذیر ہیں۔ وقوعہ کے روز وہ اپنی والدہ شریفاں مائی کے ہمراہ 01.11.2016 کو تحصیل جتوئی میں ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں پیشی پر گئی ہوئی تھی جہاں اس کے ماموں محمد اسلم نے اس کی والدہ کے خلاف اپنی بیٹی آسیہ مائی کے اغوا کی جھوٹی اندراج مقدمہ کی رٹ دائر کی ہوئی تھی۔ نصرت ماء نے ٹیم کو بتایا کہ "ملزم کی ایک بیٹی مصباح کا نکاح میرے بھائی قیوم کے ساتھ ہوا تھا جسکی تاحال رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ میرا ماموں محمد اسلم خاندانی رنجش کی بناء پر اپنی بیٹی مصباح کی طلاق لینا چاہتا تھا جو کہ ہم نہ دینا چاہتے تھے اس وجہ سے ملزمان نے میری والدہ اور دیگر کے خلاف اغواء کے جھوٹے مقدمہ کے اندراج کی جھوٹی رٹ دائر کر رکھی تھی۔ عدالتی پیشی سے فارغ ہو کر واپسی کوٹلہ گانموں کے نزدیک پہنچے کہ اچانک نہر کے کنارے سے نکل کر ملزمان محمد اسلم، محمد منیر، خلیل احمد، رسول بخش، سانول، عزیز مائی زوجہ محمد افضل و دیگر نے ہم پر حملہ کر دیا۔ ہمیں موٹر سائیکلوں پر زبردستی بٹھا کر اپنے گھر لے گئے جہاں پر ملزمان نے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا۔ ملزمان نے پہلے کلہاڑیوں کے پے در پے وار کر کے میری والدہ کی ٹانگیں زخمی کیں اور بعد ازاں چھریوں کے وار کر کے آنکھیں بھی نکالنے کی کوشش کی۔ ہماری چیخ و پکار پوری بستی کے لوگ سن رہے تھے مگر ملزمان کے خوف کی وجہ سے کسی نے بھی ہماری مدد نہ کی۔ اسی دوران موقع پا کر میں نے مدد کے لئے 15 پولیس کو اپنے موبائل سے کال کی اور تقریباً آدھے گھنٹے بعد پولیس کے پہنچنے پر جملہ ملزمان موقع سے فرار ہو گئے۔ پولیس نے کمرے کا دروازہ توڑ کر مجھے اور میری والدہ کو شدید زخمی حالت میں باہر نکالا اور پولیس کی گاڑی میں ڈال کر رورل ہیلتھ سینٹر شہر سلطان لے آئے جہاں پر میری والدہ کی حالت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ تشویش ناک ہوگئی اور مقامی ڈاکٹر نے نشتر ہسپتال ملتان ریفر کر دیا جو کہ اب وارڈ نمبر 21 میں زیر علاج ہیں اور بیان دینے کے قابل نہ ہے"۔

نصرت مائی نے مزید بتایا کہ "وقوعہ سے پہلے وہ تین دفعہ ہم نے تھانہ شہر سلطان کے ایس ایچ او مہر سعید احمد کو تحریری طور پر ملزمان سے عدم تحفظ کے بارے میں مطلع کیا تھا اور تحفظ کی فراہمی کی درخواست کی تھی مگر ایس ایچ او نے ہماری کوئی بات نہ سنی اور ہمیں تھانے سے نکال دیا۔ 26.10.2016 کو میری والدہ نے ڈی پی او مظفرگڑھ اویس احمد ملک کو ملزمان کے خلاف تحریری درخواست جمع کروائی اور کہا کہ اس کی جان کو خطرہ ہے تحفظ فراہم کیا جائے جس پر ڈی پی او مظفرگڑھ نے مطلقہ ایس ایچ او شہر سلطان کو ملزمان کے خلاف فوری کارروائی کا حکم دیا۔ جب میں اور میری والدہ تھانے گئے تو ایس ایچ او غصہ میں آ گیا اور گالیاں دینا شروع کر دیں اور ہمیں باہر نکال دیا۔ اگر ایس ایچ او اس دن ملزمان کے خلاف کارروائی کرتا تو آج ہمارے ساتھ یہ ظلم نہ ہوتا۔ ہمیں انصاف اور تحفظ فراہم کیا جائے"۔

> ہم نے تھانہ شہر سلطان کے ایس ایچ او مہر سعید احمد کو تحریری طور پر ملزمان سے عدم تحفظ کے بارے میں مطلع کیا تھا اور تحفظ کی فراہمی کی درخواست کی تھی مگر ایس ایچ او نے ہماری کوئی بات نہ سنی اور ہمیں تھانے سے نکال دیا۔

محمد رمضان: (ہمسایہ)

HRCP کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے وقوعہ کے متعلق ہمسائے محمد رمضان ولد اللہ بخش سے بھی معلومات حاصل کیں جس نے بتایا کہ وقوعہ کے وقت وہ اپنے گھر میں موجود تھا۔ اس نے شریفاں بی بی کے چیخنے چلانے کی آوازیں سنیں لیکن اس نے یہ تصور کر کے کہ ان کے ہاں روز لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا ہے زیادہ توجہ نہ دی مگر پولیس کی گاڑی پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ملزمان افضل اور منیر وغیرہ نے اپنی بہن شریفاں مائی کو رشتہ کے تنازعہ پر کلہاڑیوں اور چھریوں کے وار کر کے شدید زخمی کر دیا اور موقع سے فرار ہو گئے۔

پولیس کا موقف:

HRCP کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم پولیس کا موقف جاننے کے لئے تھانہ شاہ جمال پہنچی جہاں پر D.S.P ریاض بخاری اور مقدمہ کے تفتیشی افسر رانا غلام اصغر پہلے سے موجود تھے۔ ڈی ایس پی ریاض بخاری نے ٹیم کو بتایا کہ پولیس نے 6 ملزمان محمد افضل، محمد اسلم، الطاف، رسول بخش، سانول اور غلام عباس کو گرفتار کر کے تفتیش شروع کر دی ہے جبکہ باقی ملزمان کی گرفتاری کے لئے ڈی پی او مظفرگڑھ کے حکم سے 4 ٹیمیں تشکیل گئی ہیں۔ مقدمہ کے تفتیشی افسر رانا غلام اصغر نے بتایا کہ انہیں وقوعہ کی اطلاع 15 سے آئی جس پر وہ دیگر پولیس ملازمین جائے وقوعہ پر پہنچا۔ پولیس کو آتا دیکھ کر تمام ملزمان موقع سے فرار ہو گئے۔ پولیس نے کمرہ کا دروازہ توڑ کر شریفاں مائی جو کہ خون میں لت پت بے ہوش پڑی تھی کو رورل ہیلتھ سینٹر شہر سلطان پہنچایا اور حالت تشویش ناک ہونے پر ملتان نشتر ہسپتال داخل کرایا۔ شریفاں مائی کی بیٹی نصرت مائی کی درخواست پر پولیس تھانہ شہر سلطان نے ملزمان کے خلاف مورخہ 01.11.2016 کو مقدمہ نمبر 373/2016 بجرم PPC 324/334/365/148/149 درج کر کے 6 ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے جبکہ باقی ملزمان کی گرفتاری کے لئے ٹیمیں روانہ کر دی گئیں ہیں۔ مقدمہ کی ایک ملزمہ عزیز مائی زوجہ محمد افضل نے ایڈیشنل سیشن جج جتوئی سے عبوری ضمانت کروالی ہے جس کی تاریخ پیشی 14.11.2016 مقرر ہے اس کو بھی شامل تفتیش کرنا ہے۔

فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے مطلقہ ایس ایچ او مہر سعید احمد سے بھی وقوعہ بارے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جس نے بات چیت کرنے سے انکار کر دیا۔

مشاہدات:

- ☆ HRCP کی ٹیم نے اہل علاقہ سے وقوعہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جو کہ ملزمان کے خوف سے بات چیت کرنے سے گریز کر رہے تھے۔
- ☆ مشاہدے میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ شریفاں بی بی وقوعہ سے قبل دو مرتبہ مطلقہ ایس ایچ او سے تھانہ میں ملزمان کے خلاف شکایت درج کرانے گئی تو کوئی کارروائی نہ کی گئی جبکہ ڈی پی او مظفرگڑھ نے بھی ملزمان کے خلاف کارروائی کا حکم دیا تھا۔ اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ ملزمان با اثر ہیں۔
- ☆ اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ خاندانی دباؤ کی وجہ سے متاثرہ فریق راضی نامہ نہ کر لے گا کیونکہ ملزمان اور متاثرہ فریق کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے۔
- ☆ علاقہ پولیس کی جانب سے کی جانے والی تفتیش بھی بظاہر جانبدارانہ معلوم ہو رہی ہے جس کا اظہار متاثرین نے HRCP کی ٹیم سے بھی کیا۔

سفارشات:

- ☆ مقدمہ کی غیر جانبدارانہ سے تفتیش کرائی جائے۔
- ☆ شریفاں بی بی اور اس کے اہل خانہ کو تحفظ فراہم کیا جائے۔
- ☆ مقدمہ کے باقی ملزمان کو بھی جلد از جلد گرفتار کر کے مقدمہ کا چالان عدالت بھجوایا جائے۔
- ☆ تھانوں میں خواتین کی دادرسی کے عمل کو تیز اور یقینی بنایا جائے۔
- ☆ مطلقہ ایس ایچ او کے خلاف غفلت برتنے پر محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔
- ☆ ریاست خواتین پر تشدد کے حوالے سے بننے والے قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بنائے۔

HRCP ملتان کی 3 رکنی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم میں طاہر اسلام، مسرت شاہین اور فیصل محمود شامل تھے۔

(ایچ آر سی پی، ملتان ٹاسک فورس)

پاکستانی انٹرنیٹ صارفین حکومتی سنسرشپ کی زد میں

----- دنیا کے دوتہائی انٹرنیٹ صارفین حکومتی سنسرشپ کی زد میں رہتے ہیں اور پاکستان کا شماران ممالک میں ہوتا ہے جہاں انٹرنیٹ پر بہت زیادہ پابندیاں ہیں۔ یہ بات فریڈم ہاؤس نامی تھنک ٹینک کی سالانہ رپورٹ میں سامنے آئی جس میں بتایا گیا کہ مسلسل چھٹے برس بھی دنیا بھر میں انٹرنیٹ کی آزادی میں کمی آئی ہے جبکہ حکومتوں کی جانب سے سوشل میڈیا سروز اور میسجنگ ایپس کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے۔اس رپورٹ میں ان 65 ممالک میں انٹرنیٹ کی آزادی کا جائزہ لیا گیا جہاں 88 فیصد انٹرنیٹ استعمال کرنے والے افراد بستے ہیں اور اس فہرست میں پاکستان پابندیوں کے حوالے سے مسلسل تیسری بار 10واں بدترین ملک قرار دیا گیا۔رپورٹ میں پاکستان کو انٹرنیٹ پر پابندیوں کے حوالے سے مجموعی طور پر 100 میں سے 69 نمبر دیئے گئے حالانکہ نمبرون پر موجود ملک ایسٹونیا کا اسکور 6 اور بدترین قرار دیئے جانے والے چین کا 88 رہا۔رپورٹ میں مزید کہا گیا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے سائبر کرائم بل کی منظوری دی جس میں موجود شقوں میں انٹرنیٹ پر 'قومی مفاد' پر سنسرشپ، نگرانی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو قانونی قرار دیا گیا ہے۔فریڈم ہاؤس کا کہنا تھا کہ اگرچہ پاکستان میں 2012 کے بعد 2016 میں یوٹیوب کو کھول دیا گیا مگر آن لائن تقاریر پر سخت سزائیں بھی دی گئی ہیں جس کی وجہ سائبر کرائم بل 2015 کی منظوری ہے۔رپورٹ کے مطابق اس بل کے تحت اظہار رائے کی آزادی کو دبایا گیا جس پر پاکستانی اور بین الاقوامی انسانی حقوق کے اداروں سمیت اقوام متحدہ کے اظہار رائے کی آزادی کے خصوصی نمائندے نے بھی شدید تنقید کی۔رپورٹ میں اس امر پر تحفظات کا اظہار کیا گیا کہ پاکستان میں مختلف مقدمات پر آن لائن 'نفرت انگیز' یا 'فرقہ وارانہ' مواد شیئر کرنے پر لوگوں کو سخت سزائیں سنائی گئیں تاہم مثبت پہلوؤں میں یوٹیوب پر پابندی ختم ہوئی، جبکہ بلیک بیری کی انکرپٹڈ پیغامات کی سروسز بھی برقرار رہیں جسے حکومت نے بند کرنے کا انتباہ جاری کیا تھا۔اس رپورٹ میں ممالک کی درجہ بندی تین شعبوں کی بنیاد کی گئی جن میں انٹرنیٹ تک رسائی پر پابندیاں، مواد کو محدود کرنا اور صارفین کے حقوق کی خلاف ورزی شامل ہیں۔

رسائی میں رکاوٹ

اس شعبے میں پاکستان کو 25 میں سے 18 نمبر دیتے ہوئے کہا گیا کہ ملک میں ناکافی ذرائع اور انفراسٹرکچر کے باعث انٹرنیٹ تک رسائی محدود ہے، تاہم حالیہ برسوں میں تھری جی اور فور جی سروسز کی بدولت موبائل انٹرنیٹ رسائی بڑھی ہے مگران سروسز کو بھی سیاسی یا مذہبی بنیادوں پر اکثر بند کردیا جاتا ہے۔رپورٹ کے مطابق انٹرنیشنل ٹیلی کمیونیکشن یونین نے 2015 میں بتایا تھا کہ صرف 18 فیصد پاکستانی انٹرنیٹ استعمال کررہے ہیں تاہم موبائل انٹرنیٹ کی بدولت اس میں اضافے کا امکان ہے مگراب بھی آبادی کا بڑا حصہ اس سے محروم ہے۔اسی طرح براڈ بینڈ سروسز شہری علاقوں میں تو ہے مگر دیہی اور دور دراز کے علاقے اس سے محروم ہیں اور وہاں کے رہنے والوں کو سلو ڈائل اپ کنکشن پر انحصار کرنا پڑتا ہے جو کہ موبائل انٹرنیٹ ٹیکنالوجی کی ابتدائی قسم ہے، جبکہ پاکستانی ٹیلی کمیونیکشن پاکستان انٹرنیٹ ایکسچینج کو کنٹرول کرتی ہے اور کسی بھی وقت سروسز کو بند کیا جاسکتا ہے، جس کے بارے یں مقامی اور بین الاقوامی گروپس اور ماہرین تحفظات کا اظہار کرچکے ہیں۔

مواد کو محدود کرنا

اس شعبے میں پاکستان کو 35 میں سے 20 نمبر دیئے گئے، جس کی وجہ سائبر کرائمز بل کے ذریعے پی ٹی اے کو انٹرنیٹ مواد کے انتظام سنبھالنے کا اختیار دینا ہے۔رپورٹ کے مطابق اس بل کی شق 34 کے تحت پی ٹی اے کو اختیار حاصل ہے کہ وہ وہ کسی بھی انفارمیشن تک رسائی کو بلاک یا اسے ریموو کرسکتی ہے، 'جس کے لیے اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی، ملکی سالمیت، سیکیورٹی یا دفاع، عوامی امن و امان، توہین عدالت یا ایسے ہی دیگر عوامل کو بنیاد بنایا جاسکے گا'۔رپورٹ میں سیٹزن لیب کی ایک رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ پاکستان میں انٹرنیٹ سنسرشپ کے حوالے سے شفافیت اور جوابدہی کی بھی کمی ہے، جہاں اکثر سوشل میڈیا اور کمیونیکشن ایپس کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔جہاں تک مواد ہٹانے کی بات ہے کہ حکومت کی جانب سے اکثر ویب سائٹس سے اس کی درخواستیں کی جاتی ہیں، مثال کے طور پر 2015 کی دوسری ششماہی کے دوران فیس بک نے پاکستان کی درخواست پر 6 پوسٹوں پر پابندی عائد کی تھی، تاہم حکومتی حلقوں کی جانب سے اس حوالے سے مکمل خاموشی اختیار کی جاتی ہے۔

انسانی حقوق کی خلاف ورزی

اس شعبے میں پاکستان کو 40 میں سے 31 نمبر دیئے گئے جس کی وجہ آن لائن سرگرمیوں پر مقدمات چلانے کے لیے سائبر کرائم بلز سمیت دیگر قوانین کو استعمال کرنا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

بھتہ نہ دینے والے قبائلی کے گھر پر فائرنگ

پشاور پشاور کے علاقہ متھرا فقیر کلے میں بھتہ نہ دینے کی پاداش میں دہشتگردوں نے رات گئے قبائلی باشندے کے گھر پر حملہ کرتے ہوئے اندھا دھند فائرنگ کردی۔حملہ آور ارتکاب جرم کے بعد فرار ہوگئے۔سی ٹی ڈی پولیس نے مدعی کی رپورٹ پر نامعلوم بھتہ خوروں کے خلاف دہشتگردی کا مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔18 نومبر 2016 کو اورکزئی ایجنسی کے رہائشی محمد زمان ولد غلام سرور نے پولیس کو رپورٹ درج کراتے ہوئے بتایا کہ اسے چند روز سے ایک نمبر سے بھتہ کی کالیں موصول ہورہی تھیں جن میں نامعلوم کالر اس سے دو کروڑ بھتہ کا مطالبہ کررہا تھا۔گزشتہ شب متھرا فقیر آباد کلے میں واقع اپنے گھر میں موجود تھا اس دوران چند مسلح افراد نے اس کے گھر پر حملہ کرتے ہوئے اندھا دھند فائرنگ کردی جس سے اس کے مکان کے گیٹ کو بھی نقصان پہنچا۔ملزمان ارتکاب جرم کے بعد فرار ہوگئے، سی ٹی ڈی پولیس نے مدعی کی رپورٹ پر نامعلوم بھتہ خوروں کے خلاف دہشتگردی کا مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔

(روزنامہ آج)

دو افراد لاپتہ

قلات 27 ستمبر کو ضلع قلات میں ڈاک خانہ کے قریب ندیم عرف آفتاب اور عبدالنبی نامی شخص اپنی دکان پر کام کررہے تھے کہ سکیورٹی اہلکار دونوں کو دکان کے اندر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نامعلوم مقام پر لے گئے اور تین مہینے ہونے کے باوجود ابھی تک ان کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ ندیم اپنے گھر کا واحد کفیل تھا اس کا والد غم سے نڈھال تھا۔

(نامہ نگار)

خیبر پختونخوا میں نصابی کتابوں کا جائزہ موخر

پشاور خیبر پختونخوا حکومت نے سیاسی و مذہبی جماعتوں کے خوف کی وجہ سے نصاب میں بہتری کے لیے تین اہم ترین مضامین کی نصابی کتابوں کا جائزہ لینے والا منصوبہ موخر کر دیا، صوبائی حکومت نے نصاب میں بہتری کے لیے ایک سال قبل وفاقی حکومت کے ساتھ مل کر جائزہ منصوبہ شروع کیا تھا۔ سیاسی و مذہبی پارٹیوں کے دباؤ کی وجہ سے محکمہ تعلیم خیبر پختونخوا نیا ردو، اسلامیات، اور سماجیاتی علوم کے کتابوں کا جائزہ لے کر نصابی تبدیلیاں کرنے کا منصوبہ موخر کیا، محکمہ ایلیمنٹری ایجوکیشن کے حکام کے مطابق نصابی تبدیلیاں نہ کرنے کی وجہ سے طلبہ مسائل سے دوچار ہوں گے۔ ڈان سے گفتگو کرتے ہوئے سرکاری اہلکار کا کہنا تھا کہ نصابی کتابوں کا جائزہ لینے کے بعد اہم تبدیلیاں کرنے کا منصوبہ ٹیکسٹ بک بورڈ خیبر پختونخوا، ڈائریکٹوریٹ آف کریکیولم اور اساتذہ کی تعلیم والے اداروں نے مشترکہ طور پر شروع کیا تھا، جس کے تحت نرسری سے 12 ویں جماعت تک کے نصاب میں اہم تبدیلیاں کر کے بہتری لانے کا منصوبہ تھا۔ نرسری سے 12 ویں جماعت کے جن مضامین کا جائزہ لے کر نصابی تبدیلیاں کی گئی ہیں ان میں ریاضی، جنرل سائنس، انگریزی، کیمسٹری، فزکس اور بائیولاجی کے مضامین شامل ہیں، جب کہ طاقتور ترین سیاسی و مذہبی پارٹیوں کے دباؤ کی وجہ سے اردو، اسلامیات اور سماجی علوم کے مضامین کا جائزہ لے کر تبدیلی لانے کا منصوبہ موخر کر دیا گیا۔ محکمہ ایلیمنٹری سیکنڈری ایجوکیشن نیا سلامیات، اردو اور سماجی علوم کے مضامین تبدیلیوں سے مستثنیٰ قرار دے دیئے ہیں۔ محکمہ تعلیم کے اہم عہدے پر فائز اہلکار کے مطابق جدید دور کے تقاضوں اور طلبہ کی ضروریات کے مطابق جب کتابوں کے باب یا عنوانات تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی تو طاقتور سیاسی مذہبی پارٹیاں محکمہ تعلیم کے خلاف گلیوں میں نکل آئیں اور نصاب میں تبدیل نہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ سرکاری اہلکار کا کہنا تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں نصابی کتابوں میں مزید بہتری لانے کے منصوبے شروع کیے جاتے ہیں تاکہ طلبہ کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق تعلیم دی جا سکے۔ سرکاری اہلکار کے مطابق سیاسی مذہبی پارٹیوں نے محکمہ تعلیم پر اردو، اسلامیات اور سماجی علوم کے نصابی کتابوں میں تبدیلی نہ کرنے کے لئے دباؤ ڈالا، یہ کہنا مشکل ہے کہ اب ان مضامین کے نصاب میں کب بہتری اور تبدیلی کی جا سکے گی۔ محکمہ تعلیم کے مطابق پانچویں کلاس تک نصابی کتابوں کا جائزہ آخری مراحل میں شامل تھا اور کچھ کتابیں چھپائی کے لئے بھی بھیجنے کی تیاری تھی، نظر ثانی اور بہتری کے بعد تیار ہونے والے نصابی کتاب اپریل سے نئے تعلیمی سال میں تعلیمی اداروں میں پڑھائے جانے تھے۔ صوبے میں تعلیمی بہتری کے لئے نصابی کتابوں کا جائزہ لینے اور نصاب تبدیل کرنے کا منصوبہ سال 07-2006 میں شروع کیا گیا تھا، نویں سیبارہویں جماعت تک اسلامیات کے نصابی کتابوں کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق یار کیا جا رہا تھا۔ سرکاری اہلکار کے مطابق نصاب میں تبدیلی اور جائزے والے منصوبے کی منظوری محکمہ ایلیمنٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سے بھی لی گئی تھی، نصابی کتابوں میں ملک کے دیگر تعلیمی اداروں کے نصاب کے معیار کے مطابق تبدیلیاں اور بہتریاں لائی جا رہی تھیں۔ اعلیٰ عہدے پر فائز محکمہ تعلیم کے سرکاری اہلکار کے مطابق اٹھارہویں آئینی ترمیم پر مکمل عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے ایلیمنٹری سیکنڈری ایجوکیشن اور اس کے نصاب کی تیاری کا معاملہ مرکزیت سے محروم ہے۔ سرکاری اہلکار کے مطابق معیاری نصاب اور معیاری تعلیم وہ ہوتی ہے جو بچے کو قومی جذبے، قومی ہم آہنگی، اتحاد کو آگے بڑھانے اور سلمیت کا درس دیتی ہو، معیاری تعلیم تحقیق پر مبنی ہوتی ہے، جس میں مسائل پر تنقید اور ان کا حل پیش کیا جاتا ہے، معیاری تعلیم اخلاق، جنسی تفریق، نسلی تعصب سے پاک، ثقافت و تہذیب سے پیار اور دوسروں کا احترام کرنے کا درس دیتی ہے۔ محکمہ تعلیم خیبر پختونخوا کے مطابق نصابی کتابوں کے جائزے اور تبدیلیوں کا چار مراحل پر مشتمل منصوبہ 2018 تک مکمل ہو جائیگا، منصوبے کا پہلا مرحلا اپنے اختتامی مراحل میں داخل ہو چکا ہے، جس میں انگریزی، جنرل سائنس اور ریاضی کے پرائمری سطح کے نصابی کتابوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ دوسرے مرحلے میں انگریزی، ریاضی اور جنرل سائنس کی کتابوں کا جائزہ اور تبدیلی مکمل کر کے تیسرے اور چوتھے مرحلے میں فزکس، کیمسٹری، بائیولاجی، انگریزی، ریاضی اور جنرل سائنس کے تمام نصابی کتابوں میں بہتری لائی جائیگی۔

سیاسی و مذہبی پارٹیوں کی جانب سے دباؤ کے بعد نصابی کتابوں کے موخر کیے گئے جائزے سمیت دیگر معاملات پر موقف دینے کے لیے محکمہ ایلیمنٹری سیکنڈری ایجوکیشن کے صوبائی وزیر محمد عاطف خان موجود نہیں تھے۔

(روزنامہ ڈان)

فرقہ وارانہ حملے میں طالبعلم ہلاک

کراچی کراچی کے علاقے گلستان جوہر میں مشتبہ طور پر فرقہ وارانہ حملے میں ایک طالب علم ہلاک اور 2 زخمی ہوگئے۔ سینئر سپرنٹنڈنٹ (ایس پی) گلشن ڈاکٹر فہد احمد نے کہا کہ 11 نومبر کو 3 طالب علم موٹر سائیکل کے ذریعے اپنی منزل کی جانب جا رہے تھے کہ اسی دوران گلستان جوہر کے بلاک 4 کی سنسان سڑک پر موٹر سائیکل سوار مسلح ملزمان ان پر فائرنگ کر کے فرار ہوگئے۔ ان کا کہنا تھا کہ فائرنگ سے زخمی ہونے والا ایک طالب علم مرتضٰی ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ جناح ہسپتال کے شعبہ ایمرجنسی کی سربراہ ڈاکٹر سیمی جمالی نے فائرنگ کے واقعے میں زخمی ہونے والے دیگر دو طالب علموں کی شاہد علی اور احسان علی کے نام سے شناخت کی۔ پولیس حکام کا کہنا تھا کہ بظاہر واقعہ فرقہ وارانہ طور پر نشانہ بنائے جانے کا معلوم ہوتا ہے۔ واقعے کی ابتدائی رپورٹ میں سامنے آنے والی معلومات کے مطابق متاثرہ طالب علم کراچی یونیورسٹی اور ڈاؤ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز میں تعلیم حاصل کر رہے تھے اور کوچنگ سینٹر سے واپس جا رہے تھے۔ خیال رہے کہ حالیہ دنوں میں کراچی میں فرقہ وارانہ طور پر مسلح حملوں میں اضافہ ہوا ہے۔ چند روز قبل یونیورسٹی روڈ پر کار فائرنگ کے واقعے میں ایک شخص ہلاک اور ایک زخمی ہو گیا تھا۔ پولیس حکام کے مطابق 35 سالہ سید کامران عباس اور 50 سالہ انور علی کاظمی نیو رضویہ سوسائٹی میں مجلس میں شرکت کے بعد واپس گھر جا رہے تھے کہ اسی دوران راستے میں نامعلوم موٹر سائیکل سوار ملزمان نے یونیورسٹی روڈ پر ان کی کار پر حملہ کر دیا۔ قبل ازیں جمعہ کے روز ملک کے سب سے بڑے شہر میں فائرنگ کے مختلف واقعات میں کالعدم اہل سنت والجماعت (اے ایس ڈبلیو جے) کے 5 کارکنان سمیت 6 افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ اہل سنت والجماعت کے کارکنان پر پٹیل پاڑہ اور شفیق موڑ پر فائرنگ کے واقعات پیش آئے۔ جمعے اور ہفتے کی درمیانی شب پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کے سابق سینیٹر سید فیصل رضا عابدی کے گھر پر قانون نافذ کرنے والے اداروں نے چھاپہ مارا اور انہیں حراست میں لے کر تفتیش کے لیے نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا۔ بعد ازاں پولیس نے انہیں باضابطہ طور پر گرفتار کر کے پٹیل پاڑہ میں ہونے والی فائرنگ کے واقعے میں شامل تفتیش کر لیا۔ 29 اکتوبر کو کراچی کے علاقے ناظم آباد نمبر 4 پر واقع تھانے کی پچھلی گلی میں واقع گلی میں مجلس عزا پر فائرنگ کے نتیجے میں ایک ہی گھرانے کے 5 افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے تھے۔ اس سے قبل 18 اکتوبر کو لیاقت آباد کے علاقے ایف سی ایریا میں مجلس پر دستی بم حملہ کیا گیا تھا جس میں ایک بچہ ہلاک اور 8 افراد زخمی ہو گئے تھے۔ (نامہ نگار)

پاکستان میں ایک لاکھ افراد ایڈز سے متاثرہ

اسلام آباد اقوام متحدہ کے مطابق پاکستان میں تقریباً ایک لاکھ افراد ایچ آئی وی مرض سے متاثر ہیں جن میں سے تیس ہزار عورتیں شامل ہیں۔ ان متاثرہ خواتین میں حاملہ بھی ہیں جنہیں مدد کی ضرورت ہے۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں یکم نومبر کو ایچ آئی وی ایڈز کے خلاف آگہی بڑھانے کے لیے عالمی دن منایا گیا۔ پاکستان کی وزارت صحت کے اعداد وشمار کے مطابق ملک میں صرف 17 ہزار مریضوں نے ایڈز کنٹرول پروگرام میں اپنا اندراج کیا ہوا ہے جہاں انہیں باقاعدہ علاج فراہم کیا جا رہا ہے۔ تاہم زیادہ تر مریض 'معاشرتی رویے یا شرم' کی وجہ سے سامنے نہیں آتے جس سے ان مریضوں کی زندگیوں کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ ملک کی دیگر شہروں کی طرح پشاور میں بھی ایڈز کے خلاف عالمی دن کی مناسبت سے مختلف تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔ اس ضمن میں مختلف تنظیموں کی طرف سے پشاور کے مقامی کالج میں ایک آگاہی سیمنار کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف تعلیمی اداروں کی طالبات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ سیمنار سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ پاکستان میں ہر سال آبادی کے ساتھ ساتھ ایڈز سے متاثرہ مریضوں کی تعداد بھی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ سیمنار میں شریک نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کے پراجیکٹ ڈائریکٹر ڈاکٹر ایم ایوب روز نے کہا کہ رواں برس حکومت نے خون سے متعلق بیماروں یعنی ایچ آئی وی ایڈز، تھیلی سیمیا اور ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لیے بجٹ میں 50 کروڑ روپے مختص کیے ہیں جس سے عوام کو تشخیص اور علاج کی سہولیات فراہم کیے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس پروگرام کے تحت صوبے کے سات ڈویژنوں میں ایڈز کنٹرول سنٹر قائم کیے جائیں گے جہاں مریضوں کو علاج معالجے اور تشخیص کے سلسلے میں سہولیات فراہم کی جائیں گی۔ انھوں نے کہا کہ صوبے کے بڑے شہروں پشاور اور کوہاٹ میں پہلے ہی سے دو سینٹر کام کر رہے ہیں جہاں ایچ آئی وی سے متاثرہ مریضوں کا علاج ہو رہا ہے۔

نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کے مطابق خیبر پختونخوا میں پشاور ایڈز کی مریضوں کی تعداد کے لحاظ پہلے نمبر پر ہے جہاں 432 مریضوں میں اس مرض کی تشخیص ہو چکی ہے جبکہ بنوں، دیر اور کوہاٹ بالترتیب دوسرے، تیسرے اور چوتھے نمبر پر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قبائلی علاقوں میں شمالی وزیرستان واحد ایجنسی ہے جہاں ایڈز سے متاثرہ مریضوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے اور جہاں رواں برس 133 مریضوں میں اس مرض کی تشخیص ہوئی ہے۔ دنیا بھر میں ایچ آئی وی سے متاثرین کی سب سے بڑی تعداد جنوبی افریقہ میں ہے۔ یہاں روزانہ ایک ہزار افراد ایچ آئی وی سے متاثر ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس کے علاج کے لیے یہاں ایک نئی ویکسین تجرباتی عمل سے گزر رہی ہے۔ ایچ ٹی وی این سیون زیرو ٹو (702) نامی یہ پروگرام اپنی نوعیت کا سب سے بڑا تجربہ ہے جس میں پانچ ہزار چار سو ایسے مرد و خواتین حصہ لے رہے ہیں جو جنسی طور پر متحرک ہیں۔ اس ویکسین کی بنیاد 2009 میں تھائی لینڈ میں کیے گئے تجربوں پر ہے جس میں بچاؤ کی شرح 30 فیصد تھی۔ اب ماہرین پر امید ہیں کہ نیا تجربہ ایچ آئی وی کے خاتمے کا سبب بن سکیگا۔ اگر تحقیق کامیاب ثابت ہوئی تو نئی ویکسین چار سال میں تیار ہو سکے گی اور دنیا کے باقی ملکوں کی طرح پاکستان میں بھی متاثرین کے لیے امید کی کرن ثابت ہوگی۔

(رپورٹ، رفعت اللہ اورکزئی، بشکریہ بی بی سی اردو)

وٹامن اور معدنیات کی کمی

اسلام آباد پاکستان میں 50 فیصد خواتین و بچے ضروری وٹامن اور معدنیات کی کمی شکار ہیں، جبکہ پانچ سال سے کم عمر کے بچوں کی 45 فیصد اموات غذائی قلت کے باعث ہوتی ہے۔ یہ بات مائیکرو نیوٹرینٹ انیشی ایٹیو پاکستان (ایم آئی پی) کے پاکستان میں ڈائریکٹر ڈاکٹر نصیر محمد نظامانی نے مقامی ہوٹل میں 'پاکستان میں غذائی قلت کی صورتحال' کے عنوان سے ایک ورکشاپ سے خطاب کے دوران کہی۔ یہ ایونٹ ایم آئی پی نے سَن سول سوسائٹی الائنس پاکستان اور بلیک باکس ساؤنڈز کے اشتراک سے منعقد کیا تھا۔ ورکشاپ سے خطاب کے دوران ڈاکٹر نصیر نے کہا کہ 'غیر صحتمند اور کمزور قوم ملک پر بوجھ اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہوتی ہے، جس کا اثر بالآخر مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) پر پڑتا ہے۔' 60 فیصد پاکستانی مناسب خوراک سے محروم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 'موجودہ توانائی بحران کے باعث ملک کو مجموعی پیداوار کا تقریباً ڈیڑھ فیصد کے برابر نقصان ہو رہا ہے'۔ ان کا کہنا تھا کہ 'ملک میں بچوں کی بڑی تعداد کا وزن ان کی عمر کے مطابق نہیں اور ان کا قد بھی ان کی عمر کے مطابق نہیں بڑھ رہا۔' ڈاکٹر نصیر نے کہا کہ 'چونکہ قد 18 سال کی عمر کے بعد بڑھنا رُک جاتا ہے اس لیے ان بچوں کا قد کبھی نہیں بڑھ پائے گا۔ ان کا کہنا تھا کہ صرف متوازن خوراک ہی کسی بھی شخص کو صحت مند رکھ سکتی ہے کیونکہ اس میں آئرن موجود ہوتا ہے۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے ذریعے لوگوں کو فورٹیفائیڈ آٹا فراہم کیا جانا چاہیے، تاکہ ان میں معدنیات کی کمی پر قابو پایا جا سکے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

پولیس اہلکار کی گاڑی کے قریب دھماکا

پشاور صوبہ خیبر پختونخواہ کے دارالحکومت پشاور میں ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (ڈی ایس پی) کی گاڑی کے قریب دھماکا ہوا، تاہم کسی قسم کے جانی نقصان کی اطلاعات موصول نہیں ہوئیں۔ پولیس ذرائع کے مطابق ناردرن بائی پاس کے قریب ڈی ایس پی چمکنی عبدالسلام کی گاڑی کے قریب دھماکا ہوا، حملہ آوروں نے ریموٹ کنٹرول بم سے گاڑی کو نشانہ بنایا۔ ڈی ایس پی واقعے میں محفوظ رہے، تاہم ان کی گاڑی کو معمولی نقصان پہنچا۔ اس سے قبل پشاور کے علاقے کارخانو مارکیٹ کے قریب بھی سڑک کنارے نصب بم سے دھماکا کیا گیا، دھماکے سے کچھ دیر قبل ہی ایک پولیس موبائل وہاں سے گزری تھی۔ خوش قسمتی سے دھماکے کے نتیجے میں کسی قسم کا جانی نقصان نہیں ہوا، تاہم ایک مسافر بس کو معمولی سا نقصان پہنچا اور اس کے شیشے ٹوٹ گئے۔ بم ڈسپوزل اسکواڈ (بی ڈی ایس) کے ایک عہدیدار کے مطابق دھماکے میں 6 کلوگرام دھماکا خیز مواد استعمال کیا گیا، جسے سڑک کنارے ایک پائپ میں نصب کیا گیا تھا۔ ملک بھر میں دہشت گردوں کے مذموم عزائم پست کیے جانے کے باوجود صوبہ خیبر پختونخوا میں وقتاً فوقتاً دہشت گردی کے واقعات پیش آرہے ہیں۔

رواں برس بھی پشاور میں سیکیورٹی فورسز کو متعدد مرتبہ دہشت گردوں نے نشانہ بنایا۔ گذشتہ ماہ 22 نومبر کو پشاور میں سڑک کنارے نصب بم دھماکے کے نتیجے میں فرنٹیئر کورپس (ایف سی) کے 3 اہلکار جاں بحق اور 3 زخمی ہوگئے تھے۔ رواں برس جنوری میں بھی پشاور کی کارخانو مارکیٹ کے قریب دھماکے کے نتیجے میں خاصہ دار فورس کے اہلکاروں سمیت 10 افراد ہلاک اور 20 سے زائد زخمی ہوئے تھے۔ اس دھماکے کی ذمہ داری کالعدم تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) فضل اللہ گروپ نے قبول کی تھی۔

(نامہ نگار)

ماحولیاتی تبدیلیوں سے پاکستان کو سالانہ 95 ارب روپے کا نقصان

کراچی عالمی موسمیاتی تبدیلیوں پر نظر رکھنے والے ادارے کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں گزشتہ برس آنے والی گرمی کی شدید لہر سے 1200 افراد ہلاک ہوئے، تاہم پاکستان کے لیے اچھی خبر یہ ہے کہ پاکستان ابھی تک ماحولیاتی تبدیلیوں سے دوچار دنیا کے دس بڑے ممالک کی فہرست میں شامل نہیں ہے۔ گلوبل کلائیمیٹ رسک انڈیکس 2017 کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 2015 میں آنے والے ہیٹ ویو سے 1200 افراد ہلاک ہوئے، جب کہ پاکستان ابھی تک عالمی ماحولیاتی تبدیلیوں سے دوچار ممالک کی فہرست میں 11 ویں نمبر پر ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان اب بھی ماحولیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے پاکستان کو سالانہ 907 ملین ڈالر (تقریباً 95 ارب روپے) کا نقصان ہو رہا ہے، جو سالانہ جی ڈی پی کا 0.0974 حصہ بنتا ہے۔ گلوبل کلائمیٹ کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کو آنے والے سالوں میں سخت ماحولیاتی تبدیلیوں کا سامنا کرنا پڑیگا، پاکستان آنے والے وقت میں ماحولیاتی تبدیلیوں سے دوچار ممالک میں 8 ویں نمبر پر ہوگا، گزشتہ سال پاکستان کا نمبر ساتواں تھا۔ آنے والے سالوں میں ماحولیاتی تبدیلیوں سے دوچار ہونے والے اولین ممالک میں ہنڈراس، میانمار اور ہیٹی بھی شامل ہوں گے، ماحولیاتی تبدیلیوں کا سب سے برا اثر افریقی خطے پر ہوگا، جہاں کے 4 ممالک موزمبیق پہلے، ملاوی دوسرے، گھانا اور مڈغاسکر اس فہرست کا حصہ ہوں گے۔ گلوبل کلائیمیٹ رسک انڈیکس کی رپورٹ مرتب کرنے والے سونگی کریفٹ کے مطابق گزشتہ 20 سال سے ماحولیاتی تبدیلیوں کا سامنا کرنے والے ممالک میں اکثریت ترقی پذیر ممالک ہیں، کیوں کہ یہ ممالک ترقی اور کاروبار کی وجہ سے ماحولیاتی تبدیلیوں پر بہت کم توجہ دیتے ہیں۔ ماحولیاتی تبدیلیوں کا موازنہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہیٹ ویو کی وجہ سے بھارت میں 4300 جب کہ فرانس میں 3300 لوگ مارے گئے، اس سے بات واضح ہوتی ہے کہ موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک دونوں پر پڑتا ہے۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ آنے والے چند سالوں میں ماحولیاتی تبدیلیوں سے دوچار ممالک کی کیٹیگری میں ایک اور کیٹگری کا اضافہ ہونے والا ہے، اس کیٹگری میں پاکستان اور فلپائن جیسے ممالک شامل ہوں گے، جہاں مسلسل قدرتی آفات آتی رہتی ہیں۔ انٹرنیشنل یونین فار کنزرویشن آف نیچر نامی عالمی ادارے کے ایشیائی نمائندے ملک امین اسلم کے مطابق ماحولیاتی تبدیلیوں کی وجہ پاکستان میں مسلسل قدرتی آفات آتی رہتی ہیں، گزشتہ 20 سال سے پاکستان ماحولیاتی تبدیلیوں کے شکار 10 بڑے ممالک میں شمار رہا ہے۔ ملک امین اسلم کے مطابق ماحولیاتی تبدیلیوں اور قدرتی آفات کی وجہ سے پاکستان کو سالانہ 3 اعشاریہ 8 بلین امریکی ڈالرز کا نقصان ہو رہا ہے، جو پاکستان کی سالانہ جی ڈی پی کا 0 اعشاریہ 6 فیصد بنتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ آنے والے سالوں میں ماحولیاتی تبدیلی کی وجہ سے پاکستان کی آبادی سیلابوں اور گلیشیئر ز پگھلنے کی وجہ سے متاثر ہوگی اور اس کا اثر زرعی پیداوار پر بھی ہوگا۔ ملک امین کے مطابق گزشتہ 20 سالوں کے دوران پاکستان میں 133 قدرتی آفات آچکی ہیں، کیوں کہ پاکستان کی جغرافیائی حیثیت سے ایسے خطے میں موجود ہے، جہاں آفات آتی رہتی ہیں۔ انہوں نے مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ قدرتی آفات سے بچنے اور ماحولیاتی تبدیلیوں سے نمٹنے کے لیے ہمیں دیرینہ منصوبہ بندی کے تحت کام کرنے پڑے گا، ہمیں ماحول دوست سرگرمیوں کا بڑے پیمانے پر آغاز کرنا پڑے گا۔ بوسٹن یونیورسٹی کے گلوبل اسٹڈیز کے ڈین اور لمز یونیورسٹی لاہور کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر عادل انجم نے گلوبل کلائیمیٹ رسک کی رپورٹ پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ کوئی خبر نہیں ہے کہ پاکستان کو موسمیاتی تبدیلیوں کا سامنا ہے، بلکہ اصل خبر یہ ہے کہ ہم پاکستانیوں کو قدرتی آفات کا سامنا کرنے کا فن حاصل ہے۔ ڈاکٹر عادل کے مطابق پاکستان میں حکومت اور انفرادی سطح پر ماحولیاتی آلودگی سے نمٹنے کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے، ہمیں ایک قوم بن کر ماحولیاتی تبدیلیوں سے بچنے کے لیے بہتر کام کرنا ہوگا۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

پولیس تشدد سے ایک شخص جاں بحق

دیربالا دیربالا کے علاقہ سلطان خیل درہ کا رہائشی 70 سالہ شخص راولپنڈی پولیس کے ہاتھوں دوران تفتیش تشدد سے جاں بحق ہوگیا۔ سیف علی خان قتل کیس میں پنڈی پولیس کو مطلوب تھا جس کو تیمر گرہ جیل سے نکال کر تین دن قبل گنج منڈی تھانہ منتقل کیا گیا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ دیر بالا کے علاقہ شگئی سلطان خیل درہ کے رہائشی ستر سالہ سیف علی خان قتل کیس میں تھانہ گنج منڈی پولیس کو مطلوب تھا جسے 3 ماہ قبل صاحب آباد پولیس نے گرفتار کرکے تیمر گرہ جیل منتقل کیا تھا جہاں سے 3 دن قبل راولپنڈی پولیس تفتیش کی غرض سے تھانہ گنج منڈی لے گئی تھی، دوران تفتیش پولیس نے شدید جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا اور سر پر گہری چھوٹ لگنے سے تھانہ کی حوالات میں دم توڑ گیا۔ مقتول کے بیٹے نور زمین نے الزام لگایا ہے کہ گنج منڈی پولیس نے مخالف فریق کی ایماء پر میرے والد کو تشدد کرکے قتل کردیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں انصاف نہ ملا تو اپنے بچوں اور اہل و عیال کے ہمراہ پنجاب اسمبلی کے سامنے اجتماعی خود سوزی پر مجبور ہوں گے۔

(ایچ آر سی پی، پشاور

قبائلی تصادم میں پانچ افراد ہلاک

جھل مگسی جھل مگسی کے ضلع ہیڈ کوارٹر گنداوہ سے تقریبا تیرہ کلومیٹر دور واقع گاؤں میں 5 نومبر کو لاشاری قبیلہ کے دو گروہوں میں تصادم ہوا جس میں پانچ افراد ہلاک اور تین شدید زخمی ہوگئے۔ ایچ آر سی پی کے کور گروپ نے معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ گزشتہ سال سے تاحال سولہ افراد ہلاک ہوچکے ہیں۔ یہ تنازعہ ایک خاتون کے اغواء سے شروع ہوا۔ گوٹھ گاجان کے درمیان جنگل اور ویرانہ ہے۔ اس علاقہ میں لاشاری قبیلہ کے سات بڑے گوٹھ آباد ہیں۔ پتری سے گاجان ساتھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور ضلعی ہیڈ کوارٹر سے راستہ جاتا ہے۔ ایک سال سے یہ راستہ بند پڑا ہوا ہے۔ ایک ہائی سکول ہے۔ وہ بھی بند پڑا ہوا ہے۔ یونین کونسل کا دفتر بھی بند ہے۔ یونین کونسل جو کہ پتری کے نام سے ہے۔ پتری میں شفٹ کیا جائے اور ہائی سکول کو بھی پتری میں شفٹ کیا جائے۔ اور اس سال کے دوران انتظامیہ نے ایک ملزم بھی گرفتار نہیں کیا ہے۔

(رحمت اللہ)

قبائلی رہنما جاں بحق

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند کے علاقے ترخو میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ سے ایک قبائلی رہنما جاں بحق اور ایک شخص شدید زخمی ہوگیا۔ 26 ستمبر 2016 بروز اتوار کی شام باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند کے علاقہ ترخو میں سڑک کے قریب کچے راستے میں پہلے سے نصب ریموٹ کنٹرول بم اس وقت زوردار دھماکے سے پھٹ گیا جب قبائلی رہنما ملک فضل منان اپنے ساتھی علیم گل کے ہمراہ پیدل جارہے تھے، کہ دھماکے کے نتیجے میں قبائلی رہنما ملک فضل منان جاں بحق جبکہ علیم گل شدید زخمی ہوگئے جنہیں علاج معالجے کیلئے ایجنسی ہیڈ کوارٹر ہسپتال منتقل کیا گیا بعد ازاں مزید علاج کیلئے پشاور منتقل کردیا گیا ہے۔ واقعے کی اطلاع ملتے ہی سیکورٹی فورسز اور انتظامیہ کے اہلکار جائے وقوعہ پر پہنچ گئے اور علاقے کو گھیرے میں لیکر سرچ آپریشن شروع کردیا۔

(روزنامہ مشرق)

باپ کونسلر بیٹے سمیت جاں بحق

صوابی یارحسین میں موٹر کار پر فائرنگ سے نجی ٹو بیکو کمپنی کے منیجر اور ان کا کونسلر بیٹا جاں بحق ہو گیا۔ سکیل احمد ساکن ترلاندی نے تھانہ یار حسین میں ایف آئی آر درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ وہ اپنے والد حاجی منتظر شاہ اور بھائی اعجاز احمد کے ہمراہ موٹر کار میں اپنے والد کو ٹو بیکو کمپنی چھوڑنے چھوٹا لاہور جا رہے تھے جب ان کی کار یار حسین کے قریب پہنچی تو پہلے سے تاک میں بیٹھے مسلح شخص طارق ساکن ترلاندی نے کار کو روک کر ان پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں ان کا والد حاجی منتظر شاہ اور ان کا بھائی جنرل کونسلر اعجاز احمد جو کہ ڈرائیونگ کر رہا تھا موقع پر جاں بحق ہو گئے جب کہ شکیل احمد بال بال بچ گیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا تھا۔

(روزنامہ مشرق)

قتل کر کے نعش نہر میں پھینک دی

پشاور تھانہ یکہ توت کی حدود میں قاتلوں نے شہری کو تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کر کے لاش نہر کے قریب اراضیات میں پھینک کر فرار ہو گئے جسے پولیس نے تحویل میں لیکر پوسٹ مارٹم کیلئے مردہ خانہ پہنچا دیا۔ پولیس رپورٹ کے مطابق 28 اکتوبر 2016 کو انکو اطلاع ملی کہ یکہ توت کے علاقے جبہ سہیل نہر کے قریب لاوارث شخص کی لاش پڑی ہے اطلاع ملتے ہی پولیس نے جائے وقوعہ پر پہنچ کر لاش کو تحویل میں لیکر پوسٹ مارٹم کیلئے خیبر میڈیکل کالج پہنچا دیا پولیس کے مطابق نامعلوم قاتلوں نے شہری کو تشدد کرنے کے بعد ان پر فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور نعش کو نہر کے قریب پھینک کر فرار ہو گئے پولیس کے مطابق تا حال مقتول کی شناخت نہیں ہو سکی۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(روزنامہ آج)

سانحہ کوئٹہ کی مذمت

چمن 28 اکتوبر کو سول سوسائٹی چمن کے زیر اہتمام تاج روڈ سے ایک احتجاجی جلوس نکالا گیا جو شہر کی مختلف شاہراؤں سے ہوتے ہوئے فلسطین چوک پر ایک بڑے جلسہ عام میں تبدیل ہوا۔ مظاہرین نے پلے کارڈ زاٹھا رکھے تھے اور حکومت کیخلاف نعرے بازی کی۔ سانحہ کوئٹہ پولیس ٹریننگ سنٹر پر دہشت گردی حملہ کی شدید مذمت کی۔ احتجاجی جلسے سے سول سوسائٹی چمن کے رہنماؤں پکار خان اچکزئی، عبدالرزاق، بشیر خان، نوراللہ کاکوزئی، محمد خان اچکزئی، محمد سلیم خان اچکزئی، محمد قسیم خان، کونسلر محمد علی اور سعد اللہ قاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صوبائی حکومت عوام کی جان و مال کی حفاظت میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ انہوں نے شہداء کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ 24 اکتوبر کے پولیس شہداء کے لواحقین کے لیے فوری امداد کا اعلان اور زخمیوں کو علاج کی سہولت فراہم کی جائے۔

(محمد صدیق)

نائب ناظم 8 سالہ بیٹے سمیت قتل

پشاور 25 اکتوبر 2016 کو نوشہرہ میں تحریک انصاف کے رہنماء اور یونین کونسل جی نظام پور کے نائب ناظم قاتلانہ حملے میں 8 سالہ بیٹے سمیت جاں بحق ہو گئے۔ پولیس کے مطابق ارشد خان اپنے 8 سالہ بیٹے کے ساتھ موٹر کار میں کامرہ سے اپنے گاؤں جی واپس جا رہے تھے کہ اٹک پل پر موٹر سائیکل سواروں نے انہیں گن پوائنٹ پر روکا اور شناخت کے بعد اندھا دھند فائرنگ کر دی جس سے باپ اور کمسن بیٹا موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ پولیس کے مطابق واقعہ پرانی دشمنی کا شاخسانہ ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

سکیورٹی پر متعین اہلکار کی ٹارگٹ کلنگ

کوہاٹ کوہاٹ میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے امام بارگاہ کی سکیورٹی ڈیوٹی پر تعینات پولیس کانسٹیبل شہید ہو گیا۔ واقعہ کا مقدمہ سی ٹی ڈی کوہاٹ ڈویژن میں نامعلوم ملزمان کے خلاف درج کر لیا گیا۔ 28 ستمبر 2016 کو کوہاٹ شہر کے مرکزی بازار سے متصل بنوں بازار میں واقع امام بارگاہ رضویہ کے مین گیٹ پر سکیورٹی ڈیوٹی پر تعینات پولیس کانسٹیبل رضا علی کو بھرے بازار میں نامعلوم مسلح افراد فائرنگ کر کے موقع پر شہید کر دیا۔ واردات کے بعد ملزمان جائے وقوعہ سے فرار ہو گئے۔

(روزنامہ آج)

خواجہ سراء کو قتل کرنے کی دھمکیاں

پشاور پشاور کے علاقہ کوتوالی ٹیوب ویل چوک میں دوستی سے انکار کرنے پر خواجہ سراء کو قتل کرنے کی دھمکیاں اور مکان جلانے کی کوشش کرنے والے شخص کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ 25 اکتوبر 2016 کو حسنین عرف چٹکی ولد بنات گل نامی خواجہ سراء نے رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ گزشتہ کئی دنوں سے ملزم عثمان ولد اسلم ساکن سٹی ٹاؤن مدینہ کالونی اس کے ساتھ دوستی کرنے کیلئے دباؤ ڈال رہا ہے تاہم انکار کرنے پر ملزم اسے قتل کرنے اور دیگر سنگین نتائج کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ مزید برآں وہ گھر میں موجود تھا کہ اس دوران ملزم عثمان نے اس کے مکان کو آگ لگا کر جلانے کی کوشش کی جسے اس نے شور مچا کر لوگوں کو بلا کر ناکام بنا دیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا تھا۔

(روزنامہ ایکسپریس)

دھماکہ میں چار افراد زخمی

اورکزئی ایجنسی خادی زئی میں بم دھماکہ میں چار افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ اپر تحصیل محمد اقبال وزیر نے بتایا کہ 8 سال بعد آنے والے متاثرین ملک ملنگ بادشاہ اپنے حجرے میں آرہا تھا کہ اچانک شعیب کا پاؤں آئی ڈی پر پڑا جس کی پھٹنے سے اچانک دھماکہ ہوا جس سے موقع پر چار افراد محمد شعیب، احسان، حیدر اور مجیب شدید زخمی ہو گئے۔ پولیٹیکل انتظامیہ کو دھماکے کی اطلاع ملتی ہی موقع پر پہنچ کر زخمیوں کو ہنگو ڈسٹرکٹ ہسپتال منتقل کر دیا گیا جبکہ دھماکہ کی اطلاع ملتے ہی سکیورٹی فورسز نے علاقے کا محاصرہ کر لیا اور علاقے میں صفائی کا آغاز کر دیا، یاد رہے کہ اورکزئی کے علاقے خالی کر کے دہشت گردوں نے خالی گھروں میں آئی ڈی نصب کیے تھے۔

(روزنامہ مشرق)

سیاسی جماعتوں کی تنزلی

آئی۔اے۔رحمٰن

بظاہر ایسے لگ رہا ہے کہ بڑی سیاسی جماعتوں میں اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ سیاسی جماعتوں کے ڈھانچے کو جمہوری شکل نہ دی جائے اور یہی وہ بڑی وجہ ہے جس کے باعث عوام رفتہ رفتہ جمہوری سیاست کے حوالے سے بیگانگی کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کے باعث امراء کی حکومت کے رجحان کو تقویت مل رہی ہے۔

سیاسی جماعتوں کی طرف سے اندرون پارٹی انتخابات کروانے میں ناکامی سے ایک بار پھر ان کے اندر جمہوری عمل کی نفی کا اظہار ہوا ہے۔ اگر کبھی انتخابات ہوئے بھی ہیں تو وہ صرف اس لیے کروائے گئے کہ عام انتخابات میں حصہ لینے کے اہل بننے کے لیے اندرونِ پارٹی انتخابات کا انعقاد ضروری ہوتا ہے۔

ہم یہاں دو منفرد مثالوں سے اپنی بات کا آغاز کرتے ہیں۔ جماعت اسلامی نے ہر پانچ سال بعد اپنا امیر منتخب کرنے کی روایت کو برقرار رکھا ہے۔ اس کے علاوہ عوامی ورکرز پارٹی نے حال ہی میں جو انتخابات کروائے ہیں انہیں شفاف ماننا پڑے گا اس لیے کہ پارٹی ارکان کے نمائندہ کنونشن میں یہ انتخابات کروائے گئے تھے۔ اب پارٹی کے نئے صدر اور سیکرٹری جنرل آگئے ہیں اور انہوں نے کام شروع کر دیا ہے۔

دو اور سیاسی جماعتوں یعنی پاکستان مسلم لیگ (نواز) اور پاکستان مسلم لیگ (ق) نے اپنے کنونشنوں میں اپنے عہدیداروں کو دوبارہ سے چن لیا ہے۔ تاہم چناؤ کے اس عمل کے دوران پارٹی کیڈر کو اپنی رائے کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ملا۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے کنونشن میں مندوبین کو کسی بھی معاملے پر خیالات کے اظہار کا موقع نہیں دیا گیا اور اس مقصد کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا گیا وہ یہ تھا کہ انتظامیہ نے اپنی مرضی کے افراد کا چناؤ کیا اور صرف انہیں گفتگو کرنے کی اجازت دی گئی۔

جہاں تک دوسری بڑی سیاسی جماعتوں کا تعلق ہے تو ان میں سے پاکستان پیپلزپارٹی تو ثابت قدمی کے ساتھ تنظیمی انتخابات سے گریز کر رہی ہے۔ جبکہ پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ اب اس حوالے سے گرم جوش نہیں رہے۔ اس کے علاوہ وہ پی ٹی آئی کے الیکشن کمیشن کے سربراہ کو بھی اس لیے برداشت کرنے سے انکاری ہیں کہ وہ اپنا ذہن استعمال کرتا ہے۔ جہاں تک ایم کیو ایم کا تعلق ہے تو وہ تو اس وقت نامزد پارٹی رہنماؤں کے دو گروہوں کے مابین شدید کشیدگی کے باعث جمہوری تنظیم سازی کا ثمر حاصل کرنے سے قاصر ہے۔

ترقی پذیر ملکوں میں جہاں کے آئین میں اختیارات کے توازن کو برقرار رکھنے کا کوئی ٹھوس نظام موجود نہیں ہوتا یا اس کی روایت ہی نہیں ہے اور جہاں قانون کے تحت کام کرنے کی بھی روایت بہت کمزور ہوتی ہے، وہاں سیاسی جماعتوں کا یہ کردار عام حالات کی نسبت زیادہ اہمیت اختیار کر جاتا ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ انتظامیہ اور قانون ساز ادارے دونوں ہی ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں اور ان کے اٹھائے گئے اقدامات عوامی مفاد (جس کا تعین عوام کریں) میں ہوں۔

آج ہم پاکستان کی سیاسی جماعتوں پر نظر ڈالیں تو ایسے لگتا ہے جیسے ہماری سیاسی جماعتیں ایسے انسانی ہجوموں پر مشتمل ہیں جیسے وہ پارٹیوں کے سربراہوں کے محض ملازم اور پیغام رساں ہوں۔ انہیں حکم دے دیا جاتا ہے کہ وہ جلسے اور جلوس کریں لیکن آپ کو جماعتوں کے اندرون معاملات پر گفت و شنید کا ریکارڈ نہیں مل پائے گا کہ ریاست کو کس سمت میں چلنا چاہیے یا یہ کہ عوام کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے اپنی صلاحیتوں کو کیسے بروئے کار لانا چاہیے۔ سیاسی جماعتوں کے اندر جمہوری عمل کے فقدان کے باعث ان کی اہلیت کو گھن لگ جاتا ہے اور ان کی اقتدار میں آنے کی صورت میں جمہوری حکومت قائم کرنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔ یہ کہ پاکستان کو صحیح

آج ہم پاکستان کی سیاسی جماعتوں پر نظر ڈالیں تو ایسے لگتا ہے جیسے ہماری سیاسی جماعتیں ایسے انسانی ہجوموں پر مشتمل ہیں جیسے وہ پارٹیوں کے سربراہوں کے محض ملازم اور پیغام رساں ہوں۔

معنوں میں جمہوری طرز پر تشکیل شدہ سیاسی جماعتیں کبھی بھی نہیں مل پائیں ملک میں ہونے والے سیاسی بحث مباحثہ کا مستقل موضوع رہا ہے۔ تقسیم ہند سے قبل کی مسلمان جماعتوں نے کبھی جمہوری ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے مقبول ترین سیاسی جماعت مسلم لیگ نے بھی عمل کی بجائے محض لفظوں کی حد تک جمہوری تنظیم سازی کے اصولوں کی پاسداری کی۔

آزادی مل گئی۔ عالمی رائے عامہ منظم سیاسی جماعتوں کے قیام کے لیے سازگار تھی جن سے توقعات وابستہ کی گئیں کہ وہ ریاستی اداروں کو نظم و ضبط کے ساتھ چلائیں گی۔ پاکستان نے بھی یہی راستہ چنا اور وزیر اعظم لیاقت علی خان نے ملکی قیادت سنبھالنے کے مسلم لیگ کے حق کو تسلیم کیا جس کے اس وقت کے سربراہ چودھری خلیق الزماں تھے۔

لیکن یہ تجربہ ناکام ہو گیا۔ خلیق الزماں کو استعفیٰ دینے پر مجبور کیا گیا اور سربراہ حکومت (یعنی وزیر اعظم لیاقت علی خان) ہی پارٹی کے سربراہ بھی بن بیٹھے۔ بعد ازاں، اس کھیل کے دوران تمام مسلم لیگی حکومتوں کے سربراہ بلحاظ عہدہ پارٹی کے سربراہ بنتے رہے۔ پارٹی تنظیم کے نام پر ہونے والا سب سے بڑا مذاق ایوب خان کی کنونشن مسلم لیگ نے کیا۔ ہر ایسا فرد جو اپنے اندراج کردہ فرضی پارٹی اراکین سے ایک لاکھ روپے پارٹی فیس کے طور پر اکٹھے کر کے جمع کرواتا اسکو کونسلر بنا دیا جاتا۔ اس وقت کا سب سے بڑا لطیفہ یہ تھا کہ جن لوگوں نے پارٹی کی رکنیت حاصل کی تھی، ان کی تعداد ملک کی مجموعی آبادی سے بھی زیادہ ہو گئی تھی۔

جن سیاسی جماعتوں نے مسلم لیگ کے تسلط کو چیلنج کیا، وہ خود بھی پارٹی کے جمہوری ڈھانچے پر زیادہ یقین نہیں رکھتی تھیں۔ زیادہ تر جماعتیں کنوینزوں یا کنوینگ کمیٹیوں کے تحت کام کرتی تھیں اور استبدادی حکمرانوں کو چیلنج کرنے کی ذمہ داری تحریکوں/متحدہ محاذوں کو دے دی جاتی تھی۔ اس صورتحال کے باوجود بیسویں صدی کی ساتویں دہائی تک جماعت اسلامی، نیشنل عوامی پارٹی، پاکستان پیپلز پارٹی اور بائیں بازو کے متعدد گروپوں نے ضروری سمجھا کہ وہ اپنے عہدیدار منتخب کیا کریں اور پارٹی کی مجالس عاملہ اور کونسلوں کے قیام کی ضرورت کو تسلیم کیا۔ لیکن پارٹی کی تنظیموں نے شاذ و نادر ہی کام کیا۔ یہ صورتحال خصوصاً ایسی سیاسی جماعتوں کو درپیش تھی جو اقتدار میں آئیں۔ ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خان اور عمران خان کی چند برس قبل کی گئی کوششیں مختلف سیاسی جماعتوں میں آمرانہ عناصر کے تسلط کو کمزور نہ کر سکیں۔

سیاسی جماعتوں نے 1962ء کے ایوب خان کی غیر جماعتی پارلیمنٹ اور انتظامیہ کے تجربے کے علاوہ ضیاء الحق کے سیاسی جماعتوں کو مکمل طور پر ختم کرنے کے پختہ ارادے کا بڑی کامیابی سے مقابلہ کیا۔ تاہم، آخر الذکر قومی سیاست میں دو اہم تبدیلیاں کرانے میں کامیاب رہا۔ پہلی تبدیلی یہ تھی کہ اسمبلیوں میں پارٹی کے نامزد ارکان کو (نظریاتی طور پر) اسمبلی کے ایگزیکٹو یعنی انتظامی حیثیت دے دی۔ دوسری یہ کہ ان ارکان اسمبلی کو رقم دی گئی تاکہ وہ آئندہ انتخابات میں بھی اپنی کامیابی کو یقینی بنا سکیں۔ اس کا نتیجہ نکلا کہ یہ لوگ اسمبلیوں اور اقتدار کے ایوانوں میں عوام کی نمائندگی کرنے کی بجائے عوام کو خاموش رکھنے کے لیے حکومتی ایجنٹ کے طور پر کام کرنے لگے۔

ریاستی امور میں عوام کی شرکت کو ختم کرنے کا عمل تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ حکمرانوں کے نزدیک عوام کی کوئی اہمیت اور حیثیت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ کچھ برس بعد ہونے والے انتخابات میں ووٹ ڈال دیا کریں جو کہ کچھ حد تک ہی شفاف ہوتی ہیں۔

پارٹی کارکنوں کیساتھ صلاح مشورہ کرنے اور ان کی وساطت سے عوام کی خواہشات کو جان لینے کے فریضے سے نجات پانے کے بعد اور اس کی بجائے اراکین اسمبلی پر انحصار کرنے کی پالیسی اختیار کر کے اب اقتدار کے محافظ امراء شاہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا۔

ہم سول سوسائٹی کا گلا گھونٹنے کے عمل کو دیکھ رہے ہیں، ہم عوام کی رضامندی اور حق اختلاف پر پابندیاں لگانے کے لیے نئے قانون بنانے کی تیاریاں دیکھ رہے ہیں۔ حکام نے عوام پر سائبر کرائمز ایکٹ کی شکل میں خوفناک استحصالی آلہ مسلط کرنے کے بعد معلومات کے حصول کے حق کو معلومات دینے سے انکار کے آلے کے طور پر استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ امکان ہے کہ سیاسی جماعتوں کو متحرک اور جمہوری بنانے کی عوامی قوت کو تباہ کرنے کی سازش ناکام ہو جائے گی۔ تاہم، سیاسی جماعتوں کو شعور سے خالی خول بنانے کی حالیہ کوشش اس قدر نقصان دہ ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 24 اکتوبر سے 21 نومبر 50 افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں 34 خواتین شامل ہیں۔ 32 واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور 4 واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
24 اکتوبر	۔	بچہ	7 برس	غیر شادی شدہ	ولی محمد	اہل علاقہ	وادی یاسین، غذر	درج	گرفتار	دی نیشن
24 اکتوبر	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	چک 358 ج ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ	درج	۔	ڈان
24 اکتوبر	۔	بچی	12 برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	چک 180 گ ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ	درج	۔	ڈان
25 اکتوبر	ب	خاتون	۔	۔	شاہد	اہل علاقہ	چک 5/4 ایل، اوکاڑہ	درج	۔	نیوز
26 اکتوبر	تنویر احمد	مرد	۔	۔	محمد علی، ساتھی	اہل علاقہ	پھول نگر، قصور	درج	۔	نوائے وقت
26 اکتوبر	ط۔ب	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	امجد	اہل علاقہ	چک مدرسہ، جھنگ	۔	۔	نوائے وقت
26 اکتوبر	ر	خاتون	۔	۔	زاہد	اہل علاقہ	چک 602 گ ب، فیصل آباد	درج	۔	نوائے وقت
26 اکتوبر	ش	خاتون	۔	۔	آصف، ساتھی	اہل علاقہ	تاندلیاں والا، فیصل آباد	درج	۔	نوائے وقت
28 اکتوبر	نادر علی	بچہ	10 برس	غیر شادی شدہ	فاروق	اہل علاقہ	چک 17/1 ایل، رینالہ خورد	درج	۔	نوائے وقت
28 اکتوبر	ن	خاتون	۔	شادی شدہ	محمود علی	اہل علاقہ	واربرٹن	۔	۔	نوائے وقت
30 اکتوبر	۔	بچی	12 برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	چک 114 ٹی ڈی اے، لیہ	درج	۔	ڈان
30 اکتوبر	۔	بچہ	6 برس	غیر شادی شدہ	اظہر	اہل علاقہ	گاؤں سلدیرا ہٹھار، بورے والا	درج	۔	دنیا
30 اکتوبر	ف	خاتون	17 برس	غیر شادی شدہ	ارشد	اہل علاقہ	شاہدرہ ٹاؤن، لاہور	درج	۔	خبریں
یکم نومبر	ش	خاتون	14 برس	غیر شادی شدہ	شہباز، آصف، نذیر، امین	اہل علاقہ	فرید ٹاؤن، ساہیوال	۔	۔	نوائے وقت
یکم نومبر	محمد نوید	مرد	۔	غیر شادی شدہ	مزمل	اہل علاقہ	گوہر والا، منکیرہ	۔	۔	نوائے وقت
یکم نومبر	ز	خاتون	۔	شادی شدہ	انصر، ساتھی	اہل علاقہ	موضع کسانہ، منڈی بہاؤالدین	۔	۔	نوائے وقت
یکم نومبر	ص	خاتون	15 برس	غیر شادی شدہ	بلال	اہل علاقہ	وڈانہ، قصور	۔	۔	نوائے وقت
یکم نومبر	علی عباس	بچہ	7 برس	غیر شادی شدہ	سلیمان	اہل علاقہ	بھلے ڈسن وال، فیروز والا	۔	۔	نوائے وقت
یکم نومبر	اویس	بچہ	9 برس	غیر شادی شدہ	سعید	اہل علاقہ	فیروز والا	۔	۔	نوائے وقت
2 نومبر	س	خاتون	14 برس	غیر شادی شدہ	تنویر اقبال	اہل علاقہ	مسلم آباد، گجرات	درج	۔	خبریں
2 نومبر	ف	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	تنویر	ایل علاقہ	59 ایم بی، جوہر آباد	درج	۔	خبریں
3 نومبر	ش	خاتون	۔	شادی شدہ	ارشد	اہل علاقہ	پھولنگر، قصور	۔	۔	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
4نومبر	ع	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	نوشیر احمد،ساتھی	اہل علاقہ	موضع بارہ، پاک پتن	۔	۔	نوائے وقت
5نومبر	ش	خاتون	۔	شادی شدہ	منصب علی	سابق شوہر	دانیال ٹاؤن، جڑاں والا	درج	۔	نوائے وقت
5نومبر	ف	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	وہاب،ابرار،عثمان	اہل علاقہ	محلّہ اسلام پورہ، ڈسکہ	درج	۔	نوائے وقت
7نومبر	الف	بچی	7برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	سیٹلائٹ ٹاؤن، گجراں والا	۔	۔	ایکسپریس
7نومبر	ر	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	چک395 گ ب، تاندلیاں والا، فیصل آباد	درج	۔	ایکسپریس
7نومبر	زاہد	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	۔	۔	موشوگر، بڈھ بیر، پشاور	درج	۔	آج
8نومبر	ت	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	توقیر احمد	منگیتر	3ایل، فیز5،ڈیفنس، لاہور	درج	۔	خبریں
9نومبر	ارحم	بچہ	۔	غیرشادی شدہ	احسن،مصدق	اہل علاقہ	ساہیوال	درج	گرفتار	نوائے وقت
9نومبر	ط	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	سرفراز	اہل علاقہ	چک420 گ ب، تاندلیاں والا، فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
9نومبر	ف	بچی	۔	غیرشادی شدہ	گلشن،مجاہد،منور	اہل علاقہ	چک59 گ ب، فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
9نومبر	۔	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	مختار احمد	معلم	رائے ونڈ، لاہور	۔	۔	جنگ
12نومبر	ش	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	دیور	چک98 گ ب، فیصل آباد	درج	۔	نوائے وقت
12نومبر	ف	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	ناصر	اہل علاقہ	موچی والا، جھنگ	درج	۔	نوائے وقت
13نومبر	ش	خاتون	۔	شادی شدہ	عادل،ثمر،احتشام،ارسلان	اہل علاقہ	محلّہ قادر آباد، حافظ آباد	درج	ایک گرفتار	نوائے وقت
13نومبر	ع	خاتون	۔	شادی شدہ	عادل،ثمر،احتشام،ارسلان	اہل علاقہ	محلّہ قادر آباد، حافظ آباد	درج	۔	نوائے وقت
13نومبر	ع	خاتون	۔	۔	یوسف	اہل علاقہ	غلام محمد آباد، فیصل آباد	درج	۔	نوائے وقت
13نومبر	غ	خاتون	۔	۔	محمود،ساتھی	اہل علاقہ	موٹر مارکیٹ، جھنگ روڈ، فیصل آباد	درج	۔	نوائے وقت
13نومبر	م	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	مدثر،ساتھی	اہل علاقہ	53/5ایل، ساہیوال	۔	۔	نوائے وقت
13نومبر	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	ارشاد	اہل علاقہ	چک185/9ایل، ساہیوال	۔	۔	نوائے وقت
13نومبر	سرفراز	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	نبیل	اہل علاقہ	ملٹری فارم بولان، اوکاڑہ	۔	۔	نوائے وقت
14نومبر	۔	بچی	7برس	غیرشادی شدہ	عامر	اہل علاقہ	خان پور، لاہور روڈ، فیروز والا	درج	۔	جنگ
14نومبر	۔	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	ندیم اقبال	اہل علاقہ	115/9ایل، ہڑپہ، ساہیوال	درج	۔	نوائے وقت
21نومبر	حسن	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	آصف،سلمان،عامر	اہل علاقہ	ملت پارک، لاہور	درج	۔	خبریں
21نومبر	۔	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	بلوکی، قصور	درج	گرفتار	نوائے وقت
21نومبر	۔	بچہ	7برس	غیرشادی شدہ	عمر	اہل علاقہ	کوٹ رادھا کشن	درج	۔	نوائے وقت
21نومبر	م	بچی	12برس	غیرشادی شدہ	آصف	۔	گاؤں جھنگ خیل، لکی مروت	درج	۔	ایکسپریس
21نومبر	۔	بچہ	6برس	غیرشادی شدہ	آصف	اہل علاقہ	موضع واں میر، صدر گوگیرہ	درج	۔	ایکسپریس
21نومبر	ش	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	فیصل مسیح،ساتھی	اہل علاقہ	497 گ ب، ماموں کانجن	۔	۔	خبریں

گھر پر دستی بم سے حملہ

لکی مروت صاحبزادہ خوست میں نامعلوم افراد نے گھر پر دستی بم سے حملہ کر دیا تاہم کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ مدعی نافع اللہ ولد مرحوم صاحبزادہ محمد اقبال نے تھانہ عصمت اللہ نورنگ میں ایف آئی آر درج کراتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ وہ اپنے اہل کے ہمراہ گھر میں محوخواب تھے کہ نامعلوم افراد نے دستی بم پھینکا جو گھر کے صحن میں زوردار دھماکے سے پھٹ گیا جس سے گھر کی عمارت کو جزوی نقصان پہنچا۔ واقعہ 7 نومبر کو پیش آیا۔ (محمد ظاہر شاہ)

دو مزید نعشیں برآمد

نوشہرہ اکوڑہ خٹک دریائے کابل کے کنارے سے 2 جواں سال لڑکوں کی لاشیں برآمد ہوئی ہیں۔ ایک کو گلے میں رسی سے پھانسی دے کر جبکہ دوسرے کو فائرنگ کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ دونوں لاشیں دریائے کابل کے مختلف مقامات پر برآمد ہوئیں۔ اکوڑہ خٹک پولیس کے مطابق پولیس کو پہلی لاش دریائے کابل کے کنارے تو حیدآباد جہانگیرہ میں ملی جسے نامعلوم مقام پر گلے میں پھندا ڈال کر قتل کرنے کے بعد لاش دریائے کابل میں بہا دی جو پانی میں کافی عرصہ رہنے کے بعد گل سڑ گئی تھی۔ (ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر)

دو نعشوں کی برآمدگی

قلات 20 ستمبر کو قلات کے علاقہ دشت گوران سے مزید دو لاشیں ملیں۔ قلات کے علاقہ دہشت گوران میں پہاڑی علاقہ پارود سے دو لاشیں ملیں جن میں ایک لاش محمد امین ساسولی علاقہ نیمرغ کی تھی جس کو دو سال قبل علاقہ نیمرغ کے پہاڑی علاقہ سے لکڑیاں اکٹھے کرتے ہوئے اغواء کیا گیا تھا جبکہ دوسرا شخص نصیر احمد ضلع نوشکی کے علاقہ کشنگی کا تھا جسے اٹھارہ اگست کو نوشکی سے قلات آتے ہوئے راستے میں مسلح افراد گاڑی سے اتار کر اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ دونوں افراد کی لاشیں تقریبا دو مہینے سے بھی زیادہ پرانی معلوم ہوتی تھی جن کی شناخت ان کے جوتوں سے کی گئی۔ ورثاء لاشوں کو لے گئے۔ (محمد علی دھوار)

سماجی شخصیت کے خلاف امتیازی اقدامات

گلگت گلگت بلتستان کی انتظامیہ نے معروف شیعہ رہنما اور سماجی شخصیت علامہ شیخ محسن علی نجفی کا نام 'چوتھے شیڈول' میں ڈال دیا ہے، ان کے بینک اکاؤنٹ منجمد کر دیے ہیں اور ان کی شہریت منسوخ کرنے کی سفارش کی ہے۔ انتظامیہ کے مذکورہ بالا اقدام سے علامہ محسن علی نجفی کے زیرنگرانی چلنے والے جابرین الجیان ٹرسٹ، مدینہ کالونی، اسوہ ایجوکیشن سسٹم اور حسینی فاؤنڈیشن سمیت دیگر رفاہی ادارے شدید متاثر ہوں گے جس کے نتیجے میں ہزاروں طلباء و طالبات کی تعلیم، نادار و غریب مریضوں کا علاج و معالجہ اور سینکڑوں غریبوں کو دستیاب رہائش کی سہولیات ختم ہو جائیں گے۔ اسوہ ایجوکیشن سسٹم میں زیرتعلیم طالب علموں نے سکردو میں علامہ نجفی کا نام 'چوتھے شیڈول' میں ڈالنے کے خلاف شدید احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ ان کے خلاف امتیازی اقدامات واپس لیے جائیں۔ مزید برآں علاقے کے شہریوں کا کہنا ہے کہ انتظامیہ کے مذکورہ اقدامات غیر منصفانہ وغیر قانونی ہیں اور محض سیاسی بنیادوں پر ایک غیر متنازعہ سماجی شخصیت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے جو کہ گلگت بلتستان کے عوام کے ساتھ زیادتی و ظلم کے مترادف ہے۔ (اسرار الدین اسرار)

مسخ شدہ نعش برآمد

قلات قلات کے شمال میں گاؤں جوہان کے پہاڑی علاقہ نرسک کے مقام پر ایک شخص کی مسخ شدہ لاش ملی۔ علاقہ کے ایک شخص نے گاؤں والوں کو اطلاع دی کہ نرسک کے پہاڑوں میں ایک شخص کی نعش پڑی ہے۔ گاؤں والوں نے نعش کو گاؤں لا کر دفن کر دیا جس کی شناخت ملنگ خان کے نام سے ہوئی جس کے سر پر گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ (محمد علی دھوار)

قوم پرست رہنما کی بازیابی کے لیے احتجاج

شہداد کوٹ 23 اکتوبر کو تحصیل وارھ سے زبردستی اٹھا کر غائب کئے گئے قوم پرست رہنما مجیب چولیانی کی بازیابی کے لیے شہری تنظیموں کی جانب سے احتجاج کیا گیا۔ مظاہرین کے ہاتھوں میں پلے کارڈز اور بینرز تھے، جن پر 'ہمارے ساتھ انصاف کرو' 'مجیب چولیانی کو آزاد کرو'، جیسے نعرے لکھے ہوئے تھے۔ مظاہرین نے شہر کے مختلف علاقوں سے گزرتے ہوئے پریس کلب کے سامنے دھرنا دے کر نعرے لگائے۔ اس موقع پر غائب کئے گئے قوم پرست رہنما مجیب چولیانی کی بیوی افشاں چولیانی، بہنوں حسنا چولیانی، کبرا چولیانی، بچوں حفیظ الرحمان چولیانی اور بیٹی درشہوار چولیانی میڈیا سے باتیں کرتے ہوئے بتایا کہ کچھ دن پہلے سادہ لباس میں ملبوس افراد چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کر کے مجیب چولیانی کو شدید تشدد کا شکار بنانے کے بعد اسلحہ کے زور پر اٹھا کر لے گئے۔ انہوں نے کہا کہ مجیب کے اوپر کوئی کیس ہے تو انہیں ظاہر کر کے کیس چلایا جائے انہوں نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ مجیب چولیانی کو بھی دیگر قوم پرست رہنماؤں کی طرح تشدد کا شکار بنا کر مار دیا جائے گا۔ انہوں نے اعلیٰ حکام اور انسانی حقوق کی تنظیموں سے مطالبہ کیا ہے کہ مجیب چولیانی کو بازیاب کرا کر اس کے معصوم بچوں پر رحم کیا جائے۔ (ندیم جاوید)

کمسن طالبہ کی ہلاکت

کرم ایجنسی 5 نومبر کو وسطی کرم ایجنسی کے علاقے درگئی کے پرائمری سکول میں ایک بچی اچانک بے ہوش ہوگئی، بعدازاں ہسپتال لے جاتے ہوئے وہ راستے میں جاں بحق ہوگئی۔ ذرائع کے مطابق وسطی کرم ایجنسی کے علاقے درگئی کے پرائمری سکول میں ایک 6 سالہ بچی ملتان بی بی ولد صالح خان سکول میں اچانک رونے لگی اور گھر جانے کی ضد کرنے لگی، سکول کے بچے اسے گھر لے جانے لگے تو وہ سکول کے قریب گر کر بے ہوش ہوگئی اور جب اسے وسطی کرم کے علاقہ ڈوگر میں واقع قریبی ہسپتال منتقل کیا جا رہا تھا تو بچی نے راستے میں ہی دم توڑ دیا، بچی کی اچانک موت کے متعلق سکول کے ایک استاد نے بتایا کہ بظاہر اس کی موت کی وجہ معلوم نہ ہو سکی ہے لیکن ممکن ہے کہ اس کی موت ڈی ہائیڈریشن کی وجہ سے ہوئی ہو کیونکہ علاقے میں پانی کی شدید قلت ہے اور لوگ راتوں کو اٹھ کر خچروں، گدھوں اور دیگر ذرائع کو استعمال میں لاتے ہوئے دور دراز علاقوں سے پانی لاتے ہیں جس میں مرد اور خواتین دونوں شامل ہوتے ہیں، جبکہ سکول کی یہ حالت ہے کہ اس میں 470 بچے اور بچیاں پڑھتے ہیں جبکہ آپریشن کی وجہ سے سکول کی عمارت تباہ ہو چکی ہے او ر بچے کھلے آسمان کے نیچے پڑھتے ہیں اس سکول میں صرف دو استاد بچوں کو پڑھاتے ہیں، سکول کے استاد کہنا تھا کہ جان بحق بچی ملتان بی بی سکول میں باقاعدہ طور پر داخل نہیں کی گئی تھی اور وہ دوسرے بچوں کے ساتھ سکول میں پڑھنے آتی تھی۔ (نامہ نگار)

عورتیں

بہن کو قتل

چارسدہ گھریلو نا چاقی پر بھائی نے بھرے بازار میں اپنی بہن کو قتل کر دیا۔ 28 اکتوبر کو ناظمہ زوجہ طارق سکنہ یکہ غنڈ مہمند ایجنسی کو اس کے بھائی مجید خان ولد رویش خان اور اس کے ساتھی ایا خان ولد پشم گل سکنہ مردان نے اس وقت شبقدر کے بھرے بازار میں گولی ماردی جب وہ اپنے گھر جا رہی تھی۔ تھانہ شبقدر نے واقعے کی ایف آئی آر درج کر لی ہے۔ (ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر)

بیٹی کا اغواء

عمرکوٹ تحصیل پتھورو کی یونین کونسل وعلاقے شادی پلی کے گاؤں گڑ کے رہائشی اکرم آرائیں نے پولیس تھانہ شادی پلی میں مقدمہ درج کرایا کہ اس کی نوجوان بیٹی نبیلا عرف گلاں اپنے گھر کے باہر لکڑیاں لینے گئی تو محمد شریف کپری نے اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ اسلحہ کے زور پر اس کی بیٹی کو اغواء کرلیا ہے۔ شادی پلی پولیس نے 20 اکتوبر کو ملزم محمد شریف کپری اور دو نامعلوم افراد کے خلاف لڑکی کے اغواء کا مقدمہ درج کرلیا ہے۔

(اوکھومنروپ)

بہنوئی کا کمسن بچی پر تشدد

حیدرآباد 7 نومبر کو 11 سالہ بچی کی جبری شادی کرانے کی کوشش کی گئی۔ بچی کی بہنیں زینب کو لے کر پریس کلب پہنچ گئیں۔ بہنوئی گیارہ ماہ تک بچی پر تشدد کرتا رہا۔ شوکت کالونی ٹنڈو محمد خان کی رہائشی امیر زادی میمن کا کہنا تھا کہ اس کا بہنوئی امداد شاہ اس کی گیارہ سالہ زینب کا زبردستی نکاح کرانا چاہتا ہے جس کے لیے اس نے تین ماہ تک زینب کو حبس بے جا میں رکھا اور اسے تشدد کا نشانہ بنایا۔ ٹنڈو محمد خان پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان کے بہنوئی نے ان کی والدہ نسرین پر بھی تشدد کیا اور ان کا ہاتھ بھی توڑ دیا ہے، جس کے علاج کے لیے وہ حیدرآباد کے ہسپتال میں داخل ہیں جبکہ وہ نشے کی حالت میں بہن پر بھی تشدد کرتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ غریب اور بے سہارا ہیں اور پولیس بھی ان کی مدد نہیں کر رہی ہے۔ انہوں نے وزیراعلیٰ سندھ اور آئی جی سندھ سے اپیل کی ہے کہ انہیں تحفظ اور انصاف فراہم کیا جائے۔ (لالہ عبدالحلیم)

شوہر نے بیوی کو قتل کر دیا

پشاور تھانہ فقیر آباد کے علاقے افغان کالونی میں سعودی پلٹ شخص نے گھریلو نا چاقی کی بناء پر اپنی بیوی کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور واردات کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ 27 ستمبر 2016 کو ساجد علی ولد نفاذ علی سکنہ افغان کالونی نے رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ اس کا والد نفاذ علی حال ہی میں سعودی عرب سے واپس وطن آیا تھا جس نے آتے ہی اپنی بیوی مسماۃ اختر ہ بی بی سے لڑائی جھگڑے شروع کر دیئے۔ اپنی بیوی مسماۃ اختر ہ بی بی کو فائرنگ کر کے زخمی کر دیا جسے تشویشناک حالت میں طبی امداد کیلئے ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی جبکہ ملزم واردات کے بعد فرار ہوگیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر)

غیرت کے نام پر 2 افراد قتل

ڈیرہ اسماعیل خان کوٹ ظفر بالا دستی میں غیرت کے نام پر ایک خاتون سمیت دو افراد کو قتل کر دیا گیا۔ تھانہ کلاچی کے علاقہ ظفر بالا دستی میں ناجائز تعلقات کے شبہ میں نصیب اللہ نے نماز کیلئے جانے والے شوکت ولد شیرین خان کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ اسی طرح ملزم نے اپنی بھابھی لائقہ بی بی زوجہ انعام خان کو بھی فائرنگ کر کے موت کی نیند سلا دیا۔ کلاچی پولیس نے مقتول شوکت کے بھائی وسیم کی رپورٹ پر ملزم نصیب اللہ کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کرلیا۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر)

دو اور نوجوان لڑکیاں غیرت کے نام پر قتل

دیربالا شرینگل کے علاقہ ڈوگدرہ ڈوگ پائیں میں دو چچا زاد سترہ سالہ بہنیں مسماۃ (ک) دختر امان اللہ اور مسماۃ (ہ) دختر عمر زادہ اپنگھر سے دو دن غائب تھیں جنہیں گھر واپس آنے پر 26 اکتوبر کی رات کو ذبح کر دیا گیا۔ تھانہ شرینگل پولیس کے مطابق ایک لڑکی مسماۃ (ہ) کی ذبح شدہ لاش برآمد ہوئی ہے جسے پولیس نے اپنی تحویل میں لے لی ہے جبکہ دوسری لڑکی غائب ہے پولیس دوسری لاش کی تلاش میں ہے۔ پولیس نے مقتولہ کے تین رشتہ داروں کو گرفتار کرلیا ہے۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش شروع کر دی ہے۔

(روزنامہ مشرق)

خاتون کو گلا دبا کر قتل کر دیا

عمرکوٹ 07 نومبر کو تحصیل وضلع عمرکوٹ کے علاقے پولیس تھانہ حد چھور کے گوٹھ امین بجیر کی رہائشی سترہ سالہ خاتون حلیماں بنت یا مین بجیر کی نعش گوٹھ کے قریب جنگل سے ہاتھ آئی۔ نعش ملنے کی اطلاع پر آس پاس کے علاقوں کے درجنوں افراد نے جائے نعش پر پہنچ کر شناخت کرنے کی کوشش کی۔ آخرکار ورثاء نے پہنچ کر شناخت کی۔ اطلاع پر چھور پولیس نے وقوعہ کی جگہ پہنچ کر نعش تحویل میں لی اور پوسٹ مارٹم کے لیے سول ہسپتال عمرکوٹ پہنچایا لیکن لیڈی ڈاکٹر نہ ہونے کے باعث نعش تین گھنٹے تک مردہ خانے میں پڑی رہی۔ لیڈی ڈاکٹر کے پہنچنے کے بعد اس کی نگرانی میں پوسٹ مارٹم کرنے کے بعد نعش ورثاء کے حوالے کی گئی۔ پوسٹ مارٹم کے مطابق خاتون کی گردن ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس کے جسم کے مختلف حصوں اور چھاتی پر تشدد کے واضح نشانات موجود تھے جبکہ مقتولہ کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنائے جانے کے شک کے باعث اجزاء لے کر رپورٹ کے لئے کراچی لیبارٹری بھی بھیجے ہیں۔ ٹیسٹ رپورٹ آنے کے بعد ہی جنسی زیادتی ہونے یا نہ ہونے کے متعلق بتایا جاسکے گا۔ مقتولہ خاتون کے والد یامین اور والدہ میرا بجیر کے مطابق ان کی لڑکی کو منگریا ذات سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان کافی عرصے سے تنگ کر رہا تھا۔ ان کی طرف سے منع کرنے کے باوجود وہ باز نہیں آیا۔ انہوں نے کہا کہ ان کی لڑکی سے یہ وحشتناک واقعہ اسی نے کیا ہے۔ وہ غریب، مسکین لوگ ہیں ان کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ مقتولہ کے قتل کا مقدمہ 9 نومبر کو لڑکی کے باپ کی فریاد پر درج کیا گیا۔ فریادی نے مقدمے میں موقف اختیار کیا کہ اس کی بیٹی کو نامعلوم جوابدار دھمکیاں دیتا تھا اور تنگ بھی کرتا تھا۔ واقعے والی رات وہ اس کی بیٹی کو ورغلا کر اپنے ساتھ لے گیا اور قتل کر دیا۔

(اوکھومنروپ)

پسند کی شادی کرنے پر لڑکی قتل

شہداد کوٹ شہداد کوٹ کے نواحی گاؤں محمد بخش بروہی نے کی رہائشی 18 سالہ شبانہ بروہی 19 اگست 2016 کو لاڑکانہ کے رہائشی نوجوان اعجاز مگسی کے ساتھ پسند کی شادی کی تھی جس کا شبانہ کے ورثاء کو رنج تھا۔ چونکہ لڑکا مگسی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اس لئے اسی قبیلے کے سربراہ اور شہداد کوٹ کے مقامی ایم پی اے نادر مگسی نے لڑکے اعجاز کے گھر والوں پر دباؤ ڈال کر لڑکی کو واپس اپنے پاس بلالیا جس کے بعد بروہی قبیلے کے کچھ بااثر لوگوں اور لڑکی شبانہ کے گھر والوں کی طرف سے دباؤ ڈالا گیا کہ لڑکی ان کے حوالے کی جائے وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے جس پر لڑکی کو یکم ستمبر کو بروہی قبیلے کے بااثر شخص اعجاز بروہی کے حوالے کر دیا گیا۔ مگر ایک دن بعد 2 ستمبر کو اطلاع ملی کہ لڑکی کو زبردستی بااثر شخص کے گھر سے اٹھا کر گاؤں محمد بخش بروہی میں قتل کر دیا گیا ہے۔ آخری اطلاعات تک لڑکا مبینہ طور پر غائب تھا اور خدشہ ہے کہ نام نہاد فرسودہ رسم کاروکاری کا الزام دے کر اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ سندھ کے ان اضلاع لاڑکانہ، قمبر۔ شہداد کوٹ، گھوٹکی، شکارپور، جیکب آباد اور کشمور میں پسند کی شادی کرنے والی لڑکی کو جب کوئی بااثر واپس کرتا ہے تو وہ اسے اپنے پاس امانت کے طور پر رکھتا ہے جسے مقامی طور پر ''سام'' کہا جاتا ہے اور اس لڑکی کو جب بھی انکے ورثاء کے حوالے کیا جاتا ہے تو اکثر طور پر اسے قتل کر دیا جاتا ہے اور جسے قتل نہیں کیا جاتا ہے تو اسے اپنے برادری سے باہر فروخت کر دیا جاتا ہے۔ لڑکی کو باقاعدہ فروخت کرنے کے نتیجے میں وہ رقم لڑکی کے ورثاء اور اس بااثر شخص کے جیب میں چلی جاتی ہے، شبانہ بروہی کے قتل کے بارے میں بعض اطلاعات ہیں کہ مقامی پولیس اس پورے صورتحال سے باخبر تھی اور پورے منصوبے کے تحت لڑکی کو لاڑکانہ سے زبردستی اٹھا کر گاؤں میں قتل کر دیا گیا۔ شبانہ بروہی قتل کیس میں فریادی اسکا باپ ہے اور ملزم انکے چچازاد بھائی اور چچا ہیں۔ علاقے کے بااثر شخص اور مقامی ایم پی اے نادر مگسی کا موقف ہے کہ لڑکی ان کے پاس امانت کے طور پر رہ رہی تھی جسے بااعتماد ضمانت پر ان کے ورثاء اور بروہی قبیلے کے بااثر شخص کے حوالے کیا گیا تھا، بعد میں اسے اطلاع ملی کہ لڑکی کو قتل کیا گیا تھا۔ دوسری جانب سے ایس ایس پی۔ قمبر شہداد کوٹ ساجد سدوزئی سے رابطہ کرنے پر ان کا موقف تھا کہ اس قتل کی ایف آئی آر مقتولہ کے باپ کی طرف سے درج ہوئی ہے اور ریاست کی طرف سے کوئی ایف آئی آر درج نہیں کی جائے گی۔

(مراد نیدرانی)

زندہ جلائی جانیوالی خاتون کی قبر کشائی

ایبٹ آباد نگری بالا میں مبینہ طور پر زندہ جلائی جانے والی خاتون شائلہ بی بی کے والد کی جانب سے دائر درخواست کے بعد جوڈیشل مجسٹریٹ کی موجودگی میں خاتون کی قبر کشائی کر کے نعش کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ آنے کے بعد اصل حقائق سامنے آئیں گے۔ پولیس ذرائع کے مطابق نگری بالا میں چند روز قبل شائلہ بی بی کے جل جانے سے اس کی موت ہوئی۔ شائلہ بی بی کے خاوند نے پولیس کو بتایا کہ اس کی اہلیہ نے خود کو آگ لگا کر خودکشی کی ہے۔ خاتون کے والد خلیل الرحمٰن نے تھانہ ڈونگا گلی میں رپورٹ درج کرواتے ہوئے بتایا کہ اس کی بیٹی مسماۃ شائلہ بی بی کو اس کے خاوند اور ساس نے جلا کر قتل کیا۔ تھانہ ڈونگا گلی میں مسماۃ شائلہ بی بی کے خاوند اور ساس کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔ پولیس نے بعد ازاں جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں خاتون کی قبر کشائی کیلئے درخواست دی۔ بدھ کے روز جوڈیشل مجسٹریٹ کی موجودگی میں شائلہ بی بی کی قبر کشائی کی گئی اور نعش کا پوسٹ مارٹم کیا گیا۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ آنے کے بعد اصل حقائق سامنے آئیں گے۔

(روزنامہ مشرق)

تین تشدد شدہ نعشیں برآمد

قلات 12 اکتوبر کو قلات کے گاؤں سے دو افراد کی نعشیں ملی ہیں جن کی شناخت محمد ہاشم عبدالقادر اور میر محمد کے نام سے ہوئی۔ نعشوں کو ایک چرواہے نے دیکھا تھا بعد میں علاقہ کے لوگوں کو اطلاع دی۔ علاقہ والوں نے قلات انتظامیہ کو بتایا قلات لیویز کے سپاہی اور علاقے والوں نے نعشوں کو شناخت کے لیے سول ہسپتال قلات لایا گیا۔ لاشیں بہت پرانی اور مسخ شدہ تھیں جن کے سر میں کلاشنکوف سے فائرنگ کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ ضروری کارروائی کے بعد نعشوں کو ورثاء کے حوالے کر دیا گیا۔ پولیس کی گشتی ٹیم کو ایک شخص نے اطلاع دی کہ گرانی کراس کے قریب نیشنل ہائی وے کے ایک پل کے نیچے ایک شخص کی بوری بند نعش پڑی ہے جس کو پولیس نے اپنی تحویل میں لے کر سول ہسپتال قلات پہنچایا۔ ڈاکٹرز کے مطابق لاش پر تشدد کے نشانات موجود تھے جس کو ایک دن سے پہلے تشدد کر کے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ بعد میں نعش کی شناخت درخان ہندرانی سے ہوئی۔

(محمد علی دہوار)

خواتین کے حقوق کے تحفظ پر زور

پاکپتن 25 نومبر کو دفتر برائے انسانی حقوق میں ضلعی کور گروپ کا ماہانہ اجلاس بسلسلہ خواتین کے خلاف تشدد کے عالمی دن کے موقع پر منعقد ہوا جس میں تمام مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے خواتین/حضرات نے شرکت کی۔ غلام نبی ڈھڈی ضلعی کور گروپ کو آرڈینیٹر پاکپتن نے کہا کہ آج کا دن پوری دنیا میں منایا جاتا ہے کہ خواتین کے بارے میں عام لوگوں/شہریوں میں شعور اجاگر ہو اور متعلقہ اداروں تک تشدد کے ہونے والے واقعات میں کمی واقع ہو سکے اور متعلقہ ادارے اپنا کردار بہتر طریقے سے ادا کر سکیں۔ اس دن کی اہمیت کے حوالے سے اور اس میں سول سوسائٹی کا کیا کردار ہو سکتا ہے اس پر ساتھی بات کریں گے۔ غلام مصطفیٰ بھٹی ایڈووکیٹ اور ممبر ضلعی کور گروپ نے کہا کہ ضلع پاکپتن میں بچیوں کی کم عمر میں شادی کر دی جاتی ہے۔ وٹہ سٹہ کی شادی کر دی جاتی ہے جو کہ ایک جرم ہے لیکن ایسی صورت میں ان بچیوں پر تشدد ہوتا ہے جو بچیاں میکے جہیز کم لاتی ہیں۔ کم عمری کی شادی کی وجہ سے لڑکے بالغ نہ ہونے اور بیروزگار ہونے کی وجہ سے بڑے مسائل کا سامنا کرتے ہیں اور ان فرسودہ روایات کی وجہ سے بچیوں کو بڑے مسائل درپیش ہیں اور ان فرسودہ روایات کی وجہ سے کئی بچیوں کے گھر برباد ہو چکے ہیں۔ امانت بی بی نے کہا کہ وہ بھٹہ مزدور خواتین پر بھٹہ مالکان کی طرف سے دن رات کام نہ کرنے اور ڈیلیوری کے دوران چھٹیاں کرنے پر تشدد کیا جاتا ہے۔ دوران ڈیلیوری خواتین پر تشدد کیا جاتا ہے۔ ڈیلیوری سے ایک دن پہلے تک اور ڈیلیوری سے دوسرے دن کام پر مجبور کیا جاتا ہے۔ صحت کی سہولیات میسر نہیں اور بچیوں کو تعلیم کے مواقع بہت کم میسر ہیں۔ کشور پروین ممبر میونسپل کمیٹی پاکپتن نے کہا کہ ابھی تک ضلع پاکپتن میں بھی ایسے دیہات ہیں جہاں پر بچیوں کو تعلیم حاصل نہیں کرنے دی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں ان دیہات کے لوگوں میں شعور اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

(نامہ نگار)

فائرنگ سے خاتون جاں بحق

پشین 30 ستمبر کو پشین کی تحصیل حرمزئی کے علاقے کلی سیمزئی میں گھریلو تنازعہ پر فائرنگ کی گئی جس سے 25 سالہ شادی شدہ ف جاں بحق ہوگئی۔ یاد رہے کہ پوسٹ مارٹم کے مطابق واقعہ خودکشی کا نہیں بلکہ فائرنگ کر کے قتل کیا گیا ہے۔ مرحومہ کو کلی سیمزئی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

(عبدالخالق)

عدالتی حکم پر خاتون بازیاب

عمرکوٹ 13 نومبر کو بودر فارم تھانے کی پولیس نے عدالت کے حکم پر تحصیل سامارو کی یونین کونسل ستریوں کے گوٹھ رئیس کاپڑی خان کھوسو میں ایک گھر پر چھاپہ مار کر جس بے جا میں رکھی گئی شہید بینظیر آباد کی رہائشی خاتون شکیلا زوجہ عبدالبنی جمالی کو بازیاب کرایا۔ بازیاب ہونے والی خاتون کے مطابق اس کی شادی سات ماہ قبل عبدالنبی جمالی سے ہوئی تھی۔ اس کے دیور اس پر تشدد کرتے تھے۔ اس کا شوہر گزشتہ روز کراچی گیا ہے اور اب وہ اپنے والد کے ساتھ جانا چاہتی ہے۔ بودر فارم پولیس کے مطابق شہید بینظیر آباد کے محلے حقانی کالونی کے رہائشی عبدالستار راجپوت کی درخواست پر عدالت کے حکم پر خاتون کو بازیاب کرایا گیا ہے۔

(نامہ نگار)

غیرت کے نام پر قتل کر دیا

پشاور تھانہ تہکال کے علاقے جہانگیر آباد میں رات کی تاریکی میں باپ نے شادی شدہ بیٹی کو آشنا سمیت غیرت کے نام پر فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ایس ایچ او تہکال نعیم حیدر خان کے مطابق بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب 3 بجے کے قریب تہکال پولیس معمول کی گشت پر تھی کہ اس دوران اندھا دھند فائرنگ کی آواز آئی جس پر پولیس الرٹ ہوگئی اور جائے وقوعہ تلاش کر کے موقع پر پہنچی تو جہانگیر آباد کے رہائشی خان افضل ولد سید افضل نے غیرت کے نام پر اپنی 23 سالہ بیٹی یاسمین زوجہ نصیر اور ہمسایہ لڑکے جنید ولد شاہ فیصل کو فائرنگ کر کے قتل کیا تھا جس پر پولیس نے ملزم کو آلہ قتل سمیت گرفتار کر لیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔

(روزنامہ آج)

پنچایت کے حکم پر زیادتی کے بعد خاتون کی خودکشی

گجرات پولیس نے پنچایت کے حکم پر جنسی زیادتی کے بعد شادی شدہ خاتون کی خودکشی کی تحقیقات شروع کر دیں اور اس سلسلے میں چند افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ضلع گجرات کے گاؤں ڈھلو غربی میں چند ماہ قبل پیش آیا تھا اور مذکورہ خاتون دو ہفتے قبل لاہور کے میو ہسپتال میں دم توڑ گئی تھی۔ ذرائع کے مطابق خاتون نے جب خود کو آگ لگائی۔ اس وقت وہ 5 ماہ کی حاملہ بھی تھی اور اس نے 18 اکتوبر کو آزاد جموں و کشمیر کے ضلع بھمبر میں اپنے سسرالیوں کے گھر پر خود کو آگ لگالی تھی۔ اپنی موت سے چند روز قبل میو ہسپتال میں پولیس کو دیے جانے والے بیان میں خاتون نے بتایا تھا کہ وہ ریپ کے بعد حاملہ ہوگئی جس کے بعد اس نے خود کو آگ لگالی کیوں کہ وہ اپنے شوہر کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی جو حال ہی میں بیرون ملک سے وطن واپس آیا تھا۔ ذرائع کا کہنا ہے چند ماہ قبل متوفیہ کا والد گاؤں ڈھلو غربی میں ایک کمسن لڑکی کے ساتھ دست درازی کرتے ہوئے پکڑا گیا تھا۔ اس وقت متوفیہ اپنے ماں باپ کے گھر پر ہی رہتی تھی کیوں کہ اس کا شوہر ملازمت کی غرض سے بیرون ملک تھا۔ تاہم جب پنچایت کے حکم پر اس کا ریپ کر دیا گیا تو گھر والوں نے اسے واپس اس کے سسرال بھیج دیا تھا جہاں اس نے اقدام خودکشی کیا۔ پولیس نے 30 مارچ کو خاتون کے والد کو کمسن لڑکی سے زیادتی کی کوشش کے الزام میں گرفتار کر لیا تھا لیکن کچھ عرصے بعد اسے رہا کر دیا گیا اور معاملہ پنچائیت کے سامنے لایا گیا۔ پنچایت نے فیصلہ کیا کہ کمسن لڑکی کا باپ سزا کے طور پر اس شخص کی بیٹی کا ریپ کرے گا جس کے باپ نے کمسن بچی سے بدسلوکی کی کوشش کی۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ جب خاتون کو میو ہسپتال لاہور لایا گیا تو اس کی حالت انتہائی تشویش ناک تھی اور موت سے قبل اس نے ہسپتال میں ایک مردہ بچے کو جنم بھی دیا تھا۔ گجرات کے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر سہیل ظفر چٹھا نے ڈان کو بتایا کہ بھمبیر کے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس نے 7 نومبر کو گجرات پولیس کو خط بھیجا اور اس بات کی اطلاع دی کہ ایک خاتون نے 18 اکتوبر کو بھمبیر میں اپنے سسرالیوں کے گھر میں خودکشی کرنے کی کوشش جو بعد میں لاہور کے ہسپتال میں چل بسی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ 10 نومبر کو متوفیہ اور کمسن لڑکی کے باپ سمیت پنچائیت کے بعض ارکان کو بھی حراست میں لے لیا گیا اور ان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ تاہم ان کا کہنا تھا کہ اس معاملے میں نیا موڑ اس وقت آیا جب متوفیہ کے والدین، کیس کے مشتبہ افراد اور گاؤں کے بعض افراد نے بتایا کہ کوئی پنچایت نہیں ہوئی اور نہ ہی کمسن بچی کے باپ نے ریپ کیا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ اب پولیس مردہ پیدا ہونے والے اس بچے کی لاش کو تلاش کر رہی ہے جسے شائد یا تو لاہور میں کسی مقام پر دفن کر دیا گیا یا پھر قبل از وقت پیدائش کے بعد کہیں پھینک دیا گیا ہوگا۔ بچے کو تلاش کرنے کا مقصد اس کا ڈی این اے حاصل کرنا اور یہ پتہ لگانا ہے کہ آیا اس کا باپ وہی شخص ہے جس نے مبینہ طور پر ریپ کیا یا کوئی اور ہے۔ ذرائع کہتے ہیں کہ یہ بات واضح نہیں کہ کس نے میو ہسپتال سے بچے کی لاش کو اٹھایا جبکہ متوفیہ کے شوہر نے ہسپتال میں رکھے ایک کوڑے دان سے ملنے والا کپڑے کا ایک ٹکڑا فراہم کیا ہے جس کے بارے میں اس کا دعویٰ ہے کہ قبل از وقت پیدائش کے بعد بچے کو اس کپڑے میں لپیٹ کر رکھا گیا تھا۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ ڈان)

شوہر پر تشدد کا الزام

عمرکوٹ 4 نومبر کو عمرکوٹ شہر کے درزی محلے کی رہائشی شادی شدہ خاتون شریمتی موہنی نے اپنے والد بھورال لال اور والدہ کے ہمراہ پریس کلب عمرکوٹ کے آگے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ اس کی شادی دو ماہ قبل عمرکوٹ شہر کی رہائشی دھرموہ درزی سے ہوئی تھی لیکن اس دو ماہ کے عرصے میں شوہر بنا کسی سبب کے اس لیے تشدد کا نشانہ بناتا رہا۔ اس کا مزید کہنا تھا کہ اس کے سسرالیوں نے ناحق مجھ پر ظلم کیا ہے۔ اعلیٰ حکام اس معاملے کا نوٹس لے کر مجھے انصاف دلوائے۔

(اوکھومنروپ)

غیرت کے نام پر قتل

حیدرآباد 10 نومبر کو ٹنڈو حیدرآباد غیرت کے نام پر 8 بچوں کے باپ کو قتل کر دیا گیا۔ ٹنڈو حیدر کی جام کالونی میں چند ماہ قبل مرتضیٰ برڑو نے جمالی برادری کی لڑکی شازیہ جمالی سے پسند کی شادی کر لی تھی، بعدازاں اس تنازعہ کا فیصلہ ہوگیا تھا۔ 10 نومبر کی صبح مرتضیٰ برڑو اور بہنوئی اپنے رکشا میں بچوں کو مدرسے چھوڑنے جا رہا تھا کہ راستے میں موٹر سائیکل سوار مسلح افراد نے ان پر گولیاں برسا دیں جس کے نتیجے میں مرتضیٰ برڑو موقع پر ہی جاں بحق ہوگیا، پولیس نے لاش پوسٹ مارٹم کے لیے سول ہسپتال پہنچائی۔

(نامہ نگار)

بھٹہ مزدور یونینز کے عہدیداران کی تربیتی ورکشاپ

ملتان جسٹس اینڈ پیس کمیشن-ایم ایس ایل سی پی، ملتان کے زیر اہتمام بھٹہ مزدور یونینز کے عہدیداران کی تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں تین یونینز انقلاب، ستون اور آوازِ حق یونین کے عہدیداران نے شرکت کی۔اس تربیتی ورکشاپ میں یونینز کے مختلف عہدے اوران کی ذمہ داریوں کے بارے میں بھٹہ مزدوروں کو آگاہ کیا گیا۔تربیتی ورکشاپ کا مقصد یونین سازی کی اہمیت اور کام کرنے کے طریقہ کار کے بارے میں عہدیداران کی تربیت کرنا تا کہ وہ یونین کے پلیٹ فارم سے اپنے مسائل کو حل کر سکیں۔ہائی سینٹ پیٹر (ایگزیکٹو سیکرٹری جے پی سی)، نعیم ہارون (کوارڈینیٹر جبری مشقت)، مصور عباس صدیقی (صدر، ریلوے یونین) اور فرحان بھٹی (سوشل سیکورٹی آفیسر) نے بھٹہ مزدور یونینز کے عہدیداروں کو تربیت دی۔

نعیم ہارون نے ''یونین سازی کی اہمیت'' پر بات کرتے ہوئے کہا کہ یونین بنانے کا مقصد مزدوروں کو خود انحصار اور با اعتماد بنانا ہے تا کہ وہ خود اپنے مسائل کو متحد ہو کر حل کر سکیں۔یونین سازی کے فوائد پر گروپ ورک کروایا گیا جس میں یونینز کے عہدیداران نے بھرپور حصہ لیا۔گروپ ورک کے ذریعے بھٹہ مزدور یونینز کے عہدیداروں نے بتایا کہ ہم اس کے ذریعے سے ہم بھٹہ مالکان سے اپنے مطالبات منوا سکتے ہیں جیسے کہ اُجرت بڑھانے کا مطالبہ، خدمت کارڈ، سوشل سیکورٹی کارڈ بنوا سکتے ہیں، اپنے مطالبات مالکان اور حکومت سے منوا سکتے ہیں، مالکان سے پینے کیلئے صاف پانی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔عظمت ہدایت نے بھٹہ مزدور یونینز کے عہدیداران کے سامنے ایک بھٹہ مزدور کی سرگذشت سنائی۔جس کے بعد مسئلہ کے حل کیلئے مزدوروں نے اپنی رائے دی کہ کس طرح ایسے حالات سے نبٹنا چاہیے۔ مصور عباس صدیقی (صدر، ریلوے یونین، ملتان) نے ''یونینز کو درپیش مسائل اوران کے سدِ باب'' کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ بحثیت انسان عزت واحترام، صحت وزندگی، تعلیم، خوراک، آزادی ہمارے حقوق ہیں۔مگر آج کے جدید دور میں بھی ہمارا مزدور بنیادی ضروریاتِ زندگی کو بھی پورا کرنے سے قاصر ہیں۔اس کی بنیادی وجہ مزدوروں کی نا اتفاقی ہے۔ ہمارا متحد نہ ہونا ہی ہماری پست حالی کی وجہ ہے لہذا آپ تمام مزدور کسی بھی مسئلہ کو حل کرنے کیلئے متحد ہو جائیں۔متحد ہونے سے ہی آپ اپنے بہتر زندگی کے خواب کو پورا کر سکتے ہیں۔

فرحان بھٹی (سوشل سیکورٹی آفیسر) نے ''سوشل سیکورٹی کارڈ کے طریقہ کار اور فوائد'' کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ سوشل سیکورٹی کارڈ مزدور طبقہ کیلئے نہایت مفید ہے مگر اس کے حصول کیلئے بھٹہ مالک کے دستخط کے ساتھ ہر سال کارڈ کی تجدید کیلئے ماہانہ فیس کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔اس کے ذریعے سے مزدور بہت سی سہولیات سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں، جیسے کہ جہیز فنڈ، شادی کیلئے مالی معاونت، ڈیتھ گرانٹ، معذور افراد کیلئے بھی مالی معاونت اور طبی سہولیات شامل ہیں۔ہائی سینٹ پیٹر (ایگزیکٹو سیکرٹری جے پی سی) نے ''یونین کے کام کے طریقہ کار'' پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یونین کے رہنما کی ذمہ داری ہے کہ تمام معاملات میں اپنے تمام ممبران کے ساتھ مشاورت کے ساتھ چلے اور سب کی رائے کو مقدم جانے اور مشترکہ مفاد کے لئے کوشاں رہے۔انہوں نے مزید کہا کہ یونین کے صدر کی ذمہ داریوں میں کہ یونین کے چندہ کے استعمال کی اجازت دینا اور میٹنگ کی صدارت کرنا، مزدوروں کے مسائل کے حل کیلئے بھٹہ مالکان سے بات چیت کرنا شامل ہے۔اس کے علاوہ مقررہ مدت میں الیکشن کرانے کی ذمہ داری بھی صدر کی ہے۔جنرل سیکرٹری کی ذمہ داری یونین کے تمام نظام کو چلانا، تمام ریکارڈ رکھنا شامل ہے۔جنرل سیکرٹری کی غیر موجودگی میں جوائنٹ سیکرٹری کو تمام معاملات دیکھنا ہوتے ہیں۔اسی طرح خزانچی کا کام چندہ اکٹھا کرنا، اندراج کرنا اور چندے کے تمام لین دین کا ریکارڈ رکھنا ہے۔وہ ضرورت پڑنے پر مشیر بھی رکھ سکتے ہیں جیسے کہ وکیل یا سینئیر ٹریڈ یونین کا نمائندہ۔تربیتی ورکشاپ کے اختتام پر نعیم ہارون نے تمام تربیت کاروں اور شرکا کا شکریہ ادا کیا۔

(حفصیاہ افتخار)

غیرت کے نام پر 6 افراد کا قتل

جیکب آباد صوبہ سندھ کے 3 مختلف اضلاع جیکب آباد، قمبر شہداد کوٹ اور خیر پور میرس میں 28 نومبر کو غیرت کے نام پر 2 لڑکیوں اور 3 لڑکوں سمیت 6 افراد کو قتل کر دیا گیا۔تھانہ صدر کے ایس ایچ او ایاض پٹھان کا کہنا ہے کہ 'ضلع جیکب آباد میں مشتاق وسیر نامی شخص نے اپنی 16 سالہ بیٹی گل بانو اور اس کے کزن 18 سالہ دار محمد ولد حکیم وسیر کو غیرت کے نام پر قتل کر دیا'۔ان کا کہنا تھا کہ مشتاق نے دونوں پر لاٹھی سے تشدد کیا اور بعد ازاں دونوں کو گلا دبا کر قتل کیا۔پولیس افسر نے ڈان نیوز کو مزید بتایا کہ ملزم مشتاق وسیر کو گرفتار کر کے مقتولین کی لاشیں پوسٹ مارٹم کے لیے جیکب آباد کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال منتقل کی گئیں۔ان کا کہنا تھا کہ 'پوسٹ مارٹم کے بعد لاشوں کو ان کے ورثا کے حوالے کر دیا گیا'۔ایس ایچ او ایاض پٹھان نے بتایا کہ ریاست کی مدعیت میں واقعے کا مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ادھر ضلع قمبر شہداد کوٹ میں تھانہ قمبر کی حدود میں ایک شخص نے اپنی اہلیہ 24 سالہ زلیخا اور اس کے مبینہ عاشق محمد ایوب چانڈیو کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔تھانہ قمبر کے پولیس افسر نے ڈان نیوز کو بتایا کہ 'پولیس نے غیرت کے نام پر اہلیہ اور اس کے مبینہ عاشق کو قتل کرنے کے الزام میں خاتون کے شوہر کو گرفتار کرلیا ہے'۔ دوسری جانب صوبہ سندھ میں ہی ضلع خیر پور میرس کے علاقے زاہد بمبھارگاؤں میں ایک شخص نے مبینہ طور پر غیرت کے نام پر اپنی 18 سالہ بھتیجی نائلہ اور 19 سالہ بھتیجے جعفر لاشاری کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ پیروسان تھانے کے پولیس عہدیدار نے ڈان نیوز سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ملزم کو گرفتار کرلیا گیا ہے، تاہم واقعے کا مقدمہ تا حال درج نہیں کیا گیا۔واضح رہے کہ ملک میں غیرت کے نام پر قتل کے رجحان میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اس طرح کے کئی واقعات روز رپورٹ ہو رہے ہیں۔اب تک ملک میں غیرت کے نام پر قتل کے کیسز کے ملزمان، جن میں عام طور پر خاتون کو اس کے اپنے قریبی رشتہ دار ہی قتل کرتے ہیں، گرفتاری کے چند روز بعد ہی اس لیے آزاد ہو جاتے ہیں کیونکہ مقتولہ کے ورثا اسے معاف کر دیتے ہیں۔تاہم ماڈل قندیل بلوچ کے اپنے بھائی کے ہاتھوں غیرت کے نام پر قتل کے بعد خواتین کے حقوق کے لیے کام کرنے والی تنظیموں اور متعدد سیاستدانوں کی جانب سے حکومت کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ اس حوالے سے سخت قوانین بنائے۔اسی سلسلے میں 21 جولائی کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے اراکین پر مشتمل کمیٹی نے غیرت کے نام پر قتل اور انسداد عصمت دری کے دو بل متفقہ طور پر منظور کیے تھے۔

(روزنامہ ڈان)

اقلیتیں

اقلیتیں قبرستان پر غیر قانونی قبضے کا خدشہ

حیدرآباد ٹنڈو یوسف میں واقع اقلیتی قبرستان بدستور گندے پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ قبرستان کے ایک حصے میں کچرا پھینکے جانے کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ دوسری طرف قبضہ مافیا دھڑے سے قبرستان کی زمین پر مزید پختہ تعمیرات کررہی ہے لیکن ان تمام معاملات کا علم ہونے کے باوجود بلدیاتی حکام سمیت ضلعی انتظامیہ معاملے کا نوٹس نہیں لیں گے۔ ٹنڈو یسف میں مسلمانوں کے سب سے بڑے قدیمی قبرستان کے سامنے واقع اقلیتی قبرستان ماضی میں ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والی ان برداریوں کا سب س بیڑا قبرستان تھا جو اپنے مردے دفن کرنے پر یقین رکھتے ہیں جبکہ اس قبرستان میں مسیحی برادری بھی اپنے مردے دفن کرتی تھی اس مقصد کے اسی قبرستان میں ان کے لیے ایک الگ حصہ مختص تھا۔ کچھ عرصہ قبل تک یہاں سیکڑوں قبریں تھیں لیکن سابق ضلعی حکومت سے موجود بلدیہ اعلیٰ حیدرآباد تک کسی بلدیاتی ادارے نے اس قبرستان کی حالت زار کو بہتر بنانے پر توجہ نہیں دی۔

(لالہ عبدالحلیم)

گستاخانہ پوسٹ پر مسیحی برادری کا کارروائی کا مطالبہ

پشاور مختلف مذاہب کے نمائندگان کی جانب سے سوشل میڈیا پر حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھیوں سے متعلق توہین آمیز مواد شائع کرنے والے افراد کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا گیا۔ پشاور پریس کلب میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں کی سربراہی کرتے ہوئے پشاور چرچ کے بشپ سرفراز پیٹر نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسیحی برادری کے افراد معاشرے میں امن اور بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کرنے میں مصروف ہیں، مگر بدقسمتی سے سوشل میڈیا پر حضرت عیسیٰ اور ان کے پیروکاروں سے متعلق توہین آمیز پوسٹ سے ان کے مذہبی جذبات مجروح کیے جارہے ہیں۔ بشپ سرفراز نے وزیراعظم نواز شریف سے اپیل کی کہ معاملے کی تحقیقات کے احکامات جاری کرتے ہوئے توہین رسالت قانون کے تحت مجرمان کو سخت سزا دی جائے۔ سرفراز پیٹر کا مزید کہنا تھا کہ حضرت عیسیٰ اور ان کے پیروکاروں نے سچ، دیانت، برداشت، اور امن کی تعلیمات دیں، لیکن کچھ عناصر ان کے خلاف مہم شروع کرکے معاشرے میں عدم برداشت اور بے چینی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ بشپ نے چیف جسٹس سپریم کورٹ سے بھی درخواست کی کہ وہ سوشل میڈیا پر توہین آمیز کارٹون شائع کرنے والے افراد کے خلاف سخت ایکشن کی یقین دہانی کرائیں۔ سرفراز پیٹر کا مزید کہنا تھا کہ گستاخی کرنے والے افراد کی گرفتاری اور سزا تک مسیحی برادری ملک گیر مظاہرے کرے گی۔ ہندو رہنما ہارون سراب دیاب اور سکھ رہنما سردار چرنجیت سنگھ ساگر نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ مسیحی برادری کو مطمئن کرنے کے لیے اس معاملے پر مناسب اقدامات اٹھائیں۔ اقلیتی رہنماؤں کا کہنا تھا کہ پاکستان مسلمانوں اور غیر مسلم افراد دونوں کا ملک ہے جبکہ وہ قومی ترقی کے لیے پرامن رہنے اور خلوص نیت سے کام کرنا چاہتے ہیں۔ اسلامی اسکالر مقصود احمد سلفی کا کہنا تھا کہ مسلمان تمام انبیا و رسول کی تکریم کرتے ہیں اور گستاخی میں ملوث افراد دہشت گردوں کی طرح ہیں، انہیں کوئی رعایت نہیں دی جانی چاہیئے۔ مذہبی اسکالر علامہ قراروی نے بھی بین المذاہب ہم آہنگی کو متاثر کرنے کی کوششوں میں مصروف افراد کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ مسلمانوں کے لیے تمام انبیا و رسول باعث تکریم ہیں، گستاخی کے مرتکب افراد کو سخت سزا دی جانی چاہیئے۔ اسلامی اسکالر حافظ عبدالغفور کا اس حوالے سے کہنا تھا کہ مختلف مذاہب کے نمائندگان پر مشتمل 'انٹرفیتھ فرینڈز' نامی تنظیم مذہبی ہم آہنگی پھیلانے میں مصروف ہے اور ہم ان تمام افراد کی مخالفت کرتے ہیں جو لوگوں کو مذہب اور فرقوں کے نام پر تقسیم کرنے کی سازش میں مصروف ہیں۔ یونیورسٹی آف پشاور کے سابق وائس چانسلر پروفیسر قبلہ ایاز نے معاشرے میں امن کے قیام کے لیے بہتر اور مضبوط مذہبی ہم آہنگی پر زور دیا۔

(نامہ نگار)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

پولیس کی غیر قانونی حراست میں ہلاکت

جھنگ جھنگ بھکر روڈ پر واقع ایک نجی کاروباری ادارے داؤد ٹریڈرز میں چند روز قبل ڈکیتی کی واردات ہوئی جس میں ملوث افراد نے وہاں سے چالیس لاکھ روپے کا کیش لوٹ لیا جس کی رپورٹ نزدیکی چوکی علی آباد تھانہ کوتوالی میں درج کرائی گئی۔ ایک ہفتہ قبل پولیس نے داؤد ٹریڈرز کے سیکورٹی گارڈ جہانگیر کو حراست میں لے لیا اور اسے مبینہ طور پر تشدد کا نشانہ بنایا۔ 15 نومبر کو جہانگیر کے لواحقین کو ایک نامعلوم نمبر سے کال موصول ہوئی جس نے بتایا کہ وہ آ کر جہانگیر کو لے جائیں۔ لواحقین کے مطابق جب وہ تھانے سے جہانگیر کو لے کر آئے تو اس کی حالت غیر تھی جس پر وہ اسے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی ایمرجنسی میں لے گئے لیکن رات ایک بجے وہ دم توڑ گیا۔ لواحقین کے مطابق جہانگیر کو پولیس نے غیر قانونی حراست میں رکھا ہوا تھا اور اسے تشدد کا نشانہ بنایا گیا جبکہ اس کا نام نہ تو بطور ملزم ایف آئی آر درج تھا اور نہ ہی اس کی گرفتاری کا اندراج پولیس ریکارڈ میں کیا گیا۔

(قمر زیدی)

شہری پر پولیس کا تشدد

لکی مروت مقامی عدالت کے حکم پر پولیس نے مشہ منصور سے تعلق رکھنے والے دیہاتی کو تشدد کا نشانہ بنانے اور ان کی ٹانگ توڑنے پر تھانہ غزنی خیل کے سابق ایس ایچ او سب انسپکٹر حیدر علی کے خلاف مقدمہ درج کرلیا۔ دیہاتی احمد جان نے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لکی مروت ہیں کی عدالت میں ایس ایچ او کے خلاف ایف آئی آر کے اندراج کے لیے پٹیشن دائر کی تھی جس کی سماعت ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں ہوئی۔ واقعہ 13 نومبر کو پیش آیا تھا۔

(محمد ظاہر شاہ)

سرکاری سکول دھماکے سے تباہ کردیا گیا

مہمند ایجنسی مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی چمرکنڈ میں نامعلوم افراد نے سرکاری سکول دھماکہ خیز مواد سے تباہ کردیا۔ مذکورہ سکول پہلے بھی نشانہ بنا تھا۔ جسے مرمت کرکے بحال کردیا گیا تھا۔ اجتماعی ذمہ داری کے تحت سکول چوکیدار کو گرفتار کرلیا گیا۔ مقامی انتظامیہ کے مطابق مہمند ایجنسی میں نامعلوم شرپسندوں نے تحصیل صافی کے علاقہ کوز چمرکنڈ میں گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول ملک بشیر کلے کو دھماکہ خیز مواد سے تباہ کردیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ مذکورہ سکول کچھ عرصہ پہلے بھی عسکریت پسندی کا نشانہ بنا تھا جسے مرمت کرکے دوبارہ پڑھائی کے لیے بحال کردیا گیا تھا کہ ایک بار پھر نشانہ بن گیا۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر)

انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس

انتہا پسندی کے خاتمے اور انسانیت دوست اقدار کے فروغ کے لئے دوروزہ تربیتی ورکشاپ

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے 08-09 اکتوبر 2016ء کو ضلع پنجگور ، 11 اکتوبر کو تربت ، 15-14 اکتوبر کو آواران ، 19-18 اکتوبر کو تفتان اور 21-20 اکتوبر کو ضلع واشک میں انتہا پسندی کے خاتمے اور انسانیت دوست اقدار کے فروغ کے عنوان سے دوروزہ تربیتی ورکشاپوں کا انعقاد کیا گیا جن میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ پنجگور ورکشاپ میں شرکاء کی تعداد 33 افراد، تربت میں 21 خواتین سمیت 51 شرکاء، آواران میں 33 افراد، تفتان میں 37 افراد اور واشک میں شرکت کرنے والے افراد کی تعداد 37 تھی۔ تربیتی ورکشاپ میں مندرجہ ذیل موضوعات پر ماہرین نے شرکاء کو ٹریننگ دی۔ انسانی حقوق کا فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت علمی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار، انتہاء پسندی کیا ہے؟ اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کے لئے لائحہ عمل، انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کیا کردار ہوسکتا ہے؟ طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویّوں کے فروغ کیلئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، کسی بھی ملک میں میڈیا کی بنیادی ذمہ داریاں کیا ہوتی ہیں، انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار؟ ماہرین نے ورکشاپ کے دوران انتہاء پسندی کے انسداد و تدارک میں عام شہریوں اور اانسانی حقوق کے کارکنوں کے کردار، انتہاء پسندی کی وجہ سے سماج میں ہونے والے نقصانات کے حوالے سے شرکاء کو نہ صرف مفصل لیکچرز دیئے بلکہ اس حوالے سے ہر سیشن کے اختتام پر سوال و جواب کا سیشن میں رکھا گیا جس میں مختلف سوالات پوچھے گئے سوالات پر بھی تفصیلی بحث ومباحثہ کیا گیا اور انتہاء پسندی کے مندرجات کو بہتر انداز میں سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ دوروزہ تربیتی ورکشاپ کے دوران نہ صرف پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے متعلق شرکاء کو دستاویزی فلم دکھائی گئی بلکہ انتہاء پسندی کے انسداد، باہمی احترام، ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے کے متعلق بھی دستاویزی فلمیں دکھائی گئیں جنہیں شرکاء اور ماہرین نے بے حد سراہا۔ دوروزہ تربیتی ورکشاپ کے انعقاد میں مجاہد بلوچ ، اقبال زہیر ، حسن بلوچ، غنی پرواز، امان صابر، عبدالواحد شاہوانی، اسد بلوچ، یوسف انیس، قاری عبدالمجید اور دیگر ساتھیوں نے بھرپور تعاون کیا۔

پنجگور 9-8 اکتوبر 2016ء

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

محمد یونس

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام منعقدہ اس ورکشاپ کا بنیادی مقصد ملک کو درپیش سب سے بڑے مسئلے انتہاء پسندی کا جائزہ لینا ہے اور اس کے حوالے سے ایک دوسرے سے نہ صرف آگاہی حاصل کرنا ہے بلکہ مشترکہ طور پر اس کے حل کے لئے تجاویز مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ انتہاء پسندی کے اصل اسباب کو جاننا ہے۔ انتہاء پسندی کو ہم مذہب کے دائرے میں نہیں دیکھتے۔ اس کا تعلق

> اس وقت ملک میں انتہاء پسندی بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے جس کی وجہ سے انسانی حقوق کی پامالی میں اضافہ ہورہا ہے۔ ایسی صورتحال میں ہمیں رواداری اور برداشت جیسے تصورات کو فروغ دینا ہوگا

مختلف شعبوں سے ہے۔ اس وقت ملک میں انتہاء پسندی بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے جس کی وجہ سے انسانی حقوق کی پامالی میں اضافہ ہورہا ہے۔ ایسی صورتحال میں ہمیں رواداری اور برداشت جیسے تصورات کو فروغ دینا ہوگا اور اس عمل کو سر انجام دینے کے لئے ہم آپ سب کو سننے اور اپنی معلومات آپ تک منتقل کرنے یہاں آئے ہیں۔ آپ سب سے ہماری توقع ہے کہ آپ اور ہم سب ملکر اس کام کو آگے لے جائیں گے۔ ہمیں عہد کرنا ہوگا کہ ہم دوروزہ تربیتی ورکشاپ میں جو بھی سیکھیں گے اسے اپنے گلی محلہ اور علاقے کے لوگوں میں بھی منتقل کریں گے۔ انتہاء پسندی کے حوالے سے اگر ہم نے آج اپنا کردار بہتر انداز میں ادا نہیں کیا تو ہماری آنے والی نسل کو ناقابل تصور مشکلات پیش آئیں گے۔ میری ایک گزارش یہ بھی ہوگی کہ ہم بنیادی طور پر ایک دوسرے سے سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں آپ بھی اس حوالے سے کھل کر مباحثہ میں حصہ لیں تاکہ ہم سب ملکر اس حوالے سے مشترکہ تجاویز پیش کرسکیں۔

شرکاء کی رائے میں ضلع پنجگور کے عوام کو درپیش بنیادی مسائل

دوروزہ تربیتی ورکشاپ کی ابتداء میں شرکاء کے سامنے یہ سوال رکھا گیا کہ ضلع بھر میں انتہاء پسندی کی کیا صورتحال ہے اور ضلع کے عوام کو درپیش بنیادی مسائل کیا ہیں۔ اس حوالے سے شرکاء کا کہنا تھا کہ ضلع میں انتہاء پسندی مختلف شکلوں میں موجود ہے جس میں، مذہبی انتہاء پسندی، ریاستی انتہاء پسندی، سیاسی انتہاء پسندی اور ثقافتی انتہاء پسندی شامل ہیں۔ یہاں اظہار رائے کی آزادی نہیں۔ پرائیوٹ تعلیمی اداروں کو زبردستی بند کرنے کی کوشش کی گئی۔ بہت سے نوجوان لاپتہ ہیں۔ ان کے متعلق بتایا نہیں جاتا کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہیں۔ مخبر قرار دے کر لوگوں کو قتل کرنا یا سیاسی کارکنوں کو صرف ان کی سوچ کو جواز بنا کر نشانہ بنانا معمول بن گیا ہے۔ ضلع پنجگور میں مجموعی طور پر عام شہریوں بالعموم اور خاص طور پر خواتین کو صحت کی بنیادی سہولتیں میسر نہیں، پینے کے لئے صاف پانی دستیاب نہیں، ہسپتالوں میں ادویات نہیں، شہر کی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، تعلیمی اداروں کو مسائل درپیش ہیں۔ ان میں اسٹاف کی کمی ہے اور فرنیچر تک دستیاب نہیں۔ پنجگور کے دوردراز علاقوں میں ایسے سکول بھی ہیں جن کی کوئی عمارت نہیں ہے۔ بچے کھلے آسمان تلے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

انتہاء پسندی کیا ہے، اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کے لئے لائحہ عمل کی تشکیل

ندیم عباس

میں آپ تمام ساتھیوں کا مشکور ہوں کہ آپ ساتھی پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے منعقدہ اس دوروزہ ورکشاپ میں شریک ہوئے۔ اس دوروزہ تربیتی ورکشاپ میں ہماری کوشش ہوگی کہ ہم ایک دوسرے سے سیکھ کر انتہاء پسندی کے انسداد کے لئے اپنا مثبت اور بہترین کردار ادا کرسکیں۔ اس دوروزہ ورکشاپ میں مختلف عنوانات میں لیکچرز اور سوال جواب کے سیشن ہونگے مگر مرکزیت ہمارے ملک کو درپیش ایک اہم مسئلہ انتہاء پسندی کو حاصل ہوگی۔ دوروزہ ورکشاپ کی ابتداء میں ہماری کوشش ہوگی کہ انتہاء پسندی پر بحث کریں کہ انتہاء پسندی کیا ہے تاکہ ہم آگے

جا کر دوسرے موضوعات کو بہتر انداز میں سمجھ سکیں اور ان پر تجاویز دے سکیں۔ انتہاء پسندی کا لفظی معنی کسی چیز کو آخری حد تک پسند کرنا اور اپنی مرضی کے نتائج حاصل کرنے کے لئے تمام حدود کو پار کرنا چاہے اس کے حصول کے لئے طاقت کا استعمال کیوں نہ کرنا پڑے۔ اپنی خواہش، اپنی رائے کو زبردستی دوسرے لوگوں پر مسلط کرنا۔ یہ تمام تعریفیں انتہاء پسندی کی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں انتہاء پسندی کی مختلف شکلیں رائج ہیں جن میں مذہبی انتہاء پسندی، ذاتی انتہاء پسندی، خاندانی انتہاء پسندی، گروہی انتہاء پسندی، سماجی انتہاء پسندی ،قومی انتہاء پسندی اور بین الاقوامی انتہاء پسندی شامل ہیں۔ مذہبی انتہاپسندی کا واضح اور سمجھ میں آنے والا مفہوم یہ ہے کہ اپنے مذہبی عقائد کو سامنے رکھتے ہوئے انسانوں کو تقسیم کرنا ،انہیں مذہبی عقائد کی بنیاد پر کم تر یا برتر سمجھنا اور اپنے مذہبی عقائد کو سامنے رکھتے ہوئے دوسرے انسانوں سے امتیازی سلوک کرنا۔ اگر ہم سماجی انتہاء پسندی کا بغور مشاہدہ کریں تو ہمیں ناانصافیوں کی طویل صورتحال نظر آئے گی کیونکہ اس میں انفرادی طور پر ہم کسی نہ کسی شکل میں متاثر نظر آتے ہیں۔ سماجی رؤیوں میں کسی بھی شکل میں انتہا تک جانا سماجی انتہاء پسندی کہلاتا ہے اس میں ایک واضح مثال یہ ہے کہ بعض والدین بچوں پر اپنی مرضی زبردستی ٹھونستے ہیں۔ تعلیم ہو، شادی یا معاشرتی تعلقات، ان سب کے دائرے کا تعین والدین انتہاء پسند بن کر اپنی مرضی سے کرتے ہیں اور بچوں سے ان کی رائے بھی نہیں پوچھتے۔ سیاسی انتہاء پسندی بھی ہمارے معاشرے میں خطرناک صورتحال اختیار کر گئی ہے۔ صرف اپنے سیاسی نظریہ کو درست اور دیگر کو غلط سمجھنا سیاسی انتہاء پسندی کی ایک بدترین شکل ہے۔ اس کے علاوہ سیاسی پارٹیوں کی جانب سے طاقت کے زور پر ووٹ لینا اور ووٹروں کو دھونس دھمکی دیکر اپنے مرضی ان پر مسلط کرنا تو ہمارے معاشرے میں معمول بن گیا ہے۔

انتہاء پسندی کے اثرات: انتہاء پسندی ایک ایسا عمل ہے جس کے برے اثرات فوری طور پر معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ لوگوں میں رواداری ختم ہو جاتی ہے برداشت کا عمل کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔ جب کسی بھی معاشرے میں برداشت و رواداری ختم ہو جاتی ہے تو وہاں امن کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس معاشرے میں امن کا مسئلہ سنگین ہو جاتا ہے وہاں معاشی مسئلہ بھی سر اٹھانا شروع کر دیتا ہے۔ غربت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ردعمل میں انسانی حقوق کی بالخصوص خواتین کے حقوق کی پامالی شروع ہو جاتی ہے۔ جو انتہاء پسند ہوتے ہیں ان کے سامنے انسانی حقوق کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی وہ انسانی حقوق کے فلسفے پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کا ہدف ہمیشہ انسانی حقوق ہوتے ہیں

انتہاء پسندی کی روک تھام کے لئے لائحہ عمل: انتہاء پسند ہمیشہ مذہب کا سہارا لیتے ہیں مگر معاشرے میں بسنے والے لوگوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مذہب کی اصل روح کو سمجھیں کہ مذہب کیا پیغام دیتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام مذاہب انسان کو امن سے رہنے ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرنے کا درس دیتے ہیں۔ علماء مذہب کا اصل فلسفہ

> تعلیم وہ بنیادی ذریعہ ہے جو شعور کی جانب انسان کو لے جاتا ہے۔ تعلیم ہی وہ بنیاد ہے جو کسی بھی انسان میں شعور کو اجاگر کرتی ہے اور اس کی مخفی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتی۔

لوگوں میں پہنچا کر انتہاء پسندی کی روک تھام میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں کے نصاب اور میڈیا میں ایسے رجحانات موجود ہیں جو بنیاد پرستی کے پھیلاؤ کا سبب بن رہے ہیں۔ تعلیمی اداروں کے نصاب میں انتہاء پسندی کی روک تھام کے حوالے سے مضامین شامل کئے جائیں اور میڈیا میں سیکولر لوگوں کو بھی مواقع فراہم کیا جائے تاکہ وہ بھی اپنا موقف پیش کریں۔

انتہاپسندی کے انسداد/فروغ میں میڈیا کا کردار

امان صابر

انتہاء پسندی کے انسداد اور فروغ میں میڈیا کے کردار کو دیکھنے سے پہلے میں تمام ساتھیوں سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس موضوع کو مشترکہ طور پر چلائیں گے، سوالات اٹھائیں گے، ان پر بحث کرینگے اور حل بھی تجویز کریں گے۔ جب ہم مشترکہ طور پر موضوع کو لے کر چلیں گے اور درمیان میں کچھ گروپ ورک کریں گے تو چیزیں عملی ور پر ہماری سمجھ میں آئیں گی۔ میری کوشش ہے کہ میں بھی آپ سب کو مزید سمجھانے کی کوشش کروں کہ انتہاء پسندی کیا ہے تا کہ ہم سب اس کے تدارک کے لئے عملی طور پر کچھ کر سکیں۔ انتہاء پسندی کو ہم صرف مذہب کے نظر سے نہ دیکھیں بلکہ یہ ایک وسیع موضوع ہے اور معاشرے میں ہر جگہ اس کی جھلک ملتی ہے۔ ہر کوئی بالواسطہ یا بلاواسطہ انتہاء پسندی کی حمایت کر رہا ہوتا ہے۔ آج اگر ہم میڈیا کا مجموعی جائزہ لیں اور ان کی خبروں کی حقیقت کو پرکھنے کی کوشش کریں تو بہت ہی مشکل ہوگا کہ ہم یہ جان سکیں کہ میڈیا سے ملی خبر سچ ہے یا جھوٹ؟ کیونکہ ہمارا میڈیا کسی خاص مقصد کو سامنے رکھ کر رائے قائم کرنے کے لئے خبر کی حقیقت کو تبدیل کر دیتا ہے۔ اپنے حقوق و فرائض کو نظر انداز کر کے ذاتی مفادات کو ترجیح دینا انفرادی کرپشن کہلاتا ہے۔ آج میڈیا کسی حد تک انفرادی کرپشن کا شکار ہے۔ اسی طرح آج پاکستان میں سینکڑوں پرائیوٹ ٹی وی چینلز ہیں جن کے درمیان ریٹنگ کی جنگ شدت سے جاری ہے اور اسی جنگ میں ذاتی شہرت حاصل کرنے والے رپورٹرز حقیقت کے برعکس خبریں دیتے ہے جو واضح انداز میں ایک طرح کی کرپشن ہے۔ اس کے علاوہ اخبار و ٹی وی چینل مالکان بسا اوقات عملے کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ کرپشن کریں اور دوسری جانب ٹی وی مالکان مہینوں تک اپنے ورکروں کو تنخواہیں بھی نہیں دیتے۔ میڈیا پاکستان میں اخلاقی اقدار سے بھی عاری نظر آتا ہے۔ بم دھماکوں، سڑک حادثات اور دیگر واقعات کے بعد متعلقہ جگہ پر جو صورتحال ہوتی ہے، لوگوں کٹے ہوئے اعضاء پڑے ہوئے ہوتے ہیں اور آہ و بکار کا منظر براہ راست دکھایا جاتا ہے۔ اگر باریک بینی سے دیکھا جائے تو انتہاء پسندوں کی بھی یہی سوچ ہوتی ہے کہ ان کی کاروائیوں کو براہ راست دکھایا جائے اس طرح کسی ممکنہ حد تک میڈیا ان کے مقاصد کو آگے لے جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ میڈیا کو معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بننا چاہیئے، رائے عامہ کی خبروں کو سچائی سے من وعن عوام تک پہنچانا چاہیئے، اخبارات اور ٹیلی ویژن چینلوں کے ساتھ منسلک رپورٹروں کو غیر جانبدار ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ مذہبی پروگراموں کے دوران میزبانوں کو چاہیئے کہ وہ اس طرح کے پروگراموں کے انعقاد سے اجتناب کریں جن کے نشر ہونے سے مذہبی رواداری پروان چڑھ سکے۔ اگر میڈیا اس حوالے سے بہتر انداز میں کردار ادا کرے تو انتہاء پسندی کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی شمولیت کی اہمیت

اسد بلوچ

تعلیم وہ بنیادی نقطہ ہے جو شعور کی جانب انسانی عقل کو لے جاتا ہے۔ تعلیم ہی وہ بنیاد ہے جو کسی بھی انسان میں شعور کے پروانوں کو اجاگر کرتی ہے اور اس کی مخفی صلاحیتوں کو ظاہر کرتی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد جو نصاب تعلیمی اداروں کے لئے تشکیل دیا گیا تھا اس کا رخ اسلامائزیشن کی جانب رہا۔ تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کو نظر انداز کیا گیا جس کی وجہ سے ہمارے بچوں کو نہ اپنے حقوق اور نہ ہی دوسروں کے حقوق کے متعلق آگاہی ملی۔ آج ہم انتہاء پسندی کا جو سامنا کر رہے ہیں اگر ہمارے تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق شعور و آگاہی ہوتی تو ہمارے بچے کبھی انتہاء پسندوں کے ہتھے نہیں چڑھتے۔ تعلیم وہ ابتدائی سیڑھی ہے جس کے ذریعے انسانی سوچ اور انسانی روّیہ میں تبدیلی لائی

جاسکتی ہے،ہرانسان میں قدرت نے بہت سی صلاحیتیں رکھی ہیں۔ان صلاحیتوں میں ابھار تعلیم ہی لا سکتی ہے۔تعلیم وہ ہتھیار ہے جو کسی بھی قوم کو بہتر بنیاد فراہم کرتی ہے مگر بد قسمتی سے پاکستان میں تعلیم کے حصول کے دوران تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کے متعلق کوئی مواد نہیں ملتا۔ ہمارے نصاب مکمل طور پر قصے کہانیوں سے بھرے پڑے ہیں۔انسانی حقوق کی تعلیم کو اگر نصاب کا حصہ بنایا جائے تو ہر انسان کو بچپن ہی سے اپنے اور دوسرے انسانوں کے بنیادی حقوق کے متعلق نہ صرف آگاہی حاصل ہوگی بلکہ انہیں انسانی حقوق کا خیال رکھنے میں بھی مدد ملے گا۔تعلیمی اداروں خصوصاً پرائمری اور مڈل کے تعلیمی نصاب کو ترتیب دینے والے اداروں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق مضامین کی شمولیت کو اولیت دیں جس سے بچے بچپن ہی سے انسانی حقوق اور اپنے فرائض کے متعلق آگاہ ہوں گے اور بعدازاں وہ معاشرے سے انتہاء پسندی کے تدارک کے لئے اپنا مثبت کردار ادا کرسکیں گے۔ اگر ہر انسان اپنی ذاتی سوچ میں اجتماعیت کو اولیت دے اور اپنے رویہ میں مثبت تبدیلی لائے تو اس کے فوری مثبت اثرات معاشرے پر پڑیں گے اور معاشرہ انتشار کی کیفیت سے محفوظ رہے گا۔انسانی سوچ میں مثبت تبدیلی لانے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں انسانی حقوق کے متعلق جانکاری حاصل ہو اس کے لئے انسانی حقوق کی تعلیم کو عام کرنا ضروری ہے۔لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ حق کیا ہوتا ہے،اسے کیسے اور کہاں سے حاصل کرنا ہے اسکے لئے ریاست اور حکومت کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔

انسانی حقوق کا فروغ،حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

مجاہد بلوچ

کسی بھی معاشرے میں تمام انسانوں کو ان کے حقوق کے حوالے سے آگاہی فراہم کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے۔حق کے معنی بھی اسی دائرے میں آتے ہیں یعنی درست ،ٹھیک اور حق بجانب۔انسانی حقوق کے مسئلے کا اگر ہم باریک بینی سے جائزہ لیں تو ہمیں یہ سمجھنے میں آسانی ہوگی کہ یہ ایک اخلاقی مسئلہ ہے۔حقوق کے تحفظ کے لئے سول سوسائٹی کا اہم کردار ہوتا ہے۔انسانی معاشرے میں آج تک جتنی بھی ترقی ہوئی ہے انسانی ضروریات کے ساتھ ساتھ انسانی سوچ میں ترقی کی بدولت ہوئی ہے۔ اگر ہم اپنے حقوق کے متعلق خود نہیں سوچیں گے تو یقیناً حکومت یا کوئی اور ادارہ ان کی طرف توجہ نہیں دے گی۔انسانی حقوق میں انسانی بقا کا حق ،زندگی کا حق ،مذہبی آزادی اور سیاسی آزادی سمیت دیگر حقوق شامل ہیں۔ دوسری جنگ عظیم میں تقریباً چھ کروڑ انسان مارے گئے اس کے بعد بین الا اقوامی طاقتوں نے اکٹھے ہو کر انسانی حقوق کے متعلق ایک منشور تیار کیا۔انسانی حقوق کے عالمی منشور میں زندہ رہنے کے حق کو ہر انسان کا بنیادی حق مانا گیا۔محصولات اور ٹیکسوں کے لئے خود کار نظام کی طرح انسانی حقوق کا نظام بھی خودکار ہونا چاہئے یعنی لگاتار اور مسلسل چلنے والا نظام جس میں تمام لوگوں کو یکساں ہر قسم کے حقوق حاصل ہونے چائیں۔ جمہوری روّیوں کا انسانی حقوق کے فروغ میں اہم کردار ہوتا ہے۔جمہوری روّیے ہم سے تقاضا کرتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کریں۔ جب ہم

> شاعروں اور ادیبوں نے معاشرے کی اصلاح کے لئے کام کیا۔اپنی توجہ اصلاح کی جانب مرکوز رکھی اور ان کے اس کردار سے تاریخی طور پر بہتر نتائج دیکھنے کو ملے۔ادیب کا کردار بنیادی طور پر معاشرہ کی اصلاح کا ہوتا ہے۔

جمہوریت کی آواز بلند کرتے ہیں تو سب سے پہلے خود کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا ہمارے گھروں محلوں اور سوسائٹی میں جمہوریت ہے؟ کچھ عناصر ایسے ہیں جو ملک میں جمہوریت نہیں دیکھنا چاہتے ، وہ انتہاء پسندی کو پروان چڑھا رہے ہیں۔اس حوالے سے سول سوسائٹی کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ سماج میں بہتر تبدیلی لانے اور انتہاء پسندی کی روک تھام کے حوالے وہ بہتر کردار ادا کرسکتے ہیں۔ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم تمام انسانوں کو یہ شعور دیں کہ انتہاء پسندی تمام مسائل کی جڑ ہے جس کی وجہ سے انسانوں کے بنیادی حقوق غصب ہورہے ہیں۔

انتہاء پسندی کے انسداد میں ادب،ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار

اقبال زہیر

ادب ادیب کی حیثیت کسی بھی سماج میں حیثیت ریڈھ کی ہڈی کی ہوتی ہے۔معاشرہ میں کسی سطح پر ان کے کردار و اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔اگر ہم تاریخ کا مشاہدہ کریں اقوام کے باہمی معاملات کا مشاہدہ کریں تو بھی ادیب کا کردار واضح نظر آتا ہے۔شاعروں اور ادیبوں نے معاشرے کی اصلاح کے لئے کام کیا۔اپنی توجہ انتہاء پسندی کی بجائے اصلاح کی جانب مرکوز رکھی اور ان کے اس کردار سے تاریخی طور پر بہتر نتائج دیکھنے کو ملے۔ادیب کا کردار بنیادی طور پر معاشرہ کی اصلاح کا ہوتا ہے۔ اگر وہ مثبت طریقے سے اپنے قلم کا استعمال کریں تو انتہاء پسندی کے انسداد میں سب سے اہم اور نتیجہ خیز نتائج دیکھنے کو ملیں گے۔ اسی طرح اگر ہم فنون لطیفہ کا جائزہ لیں جس کی مختلف شکلیں ہیں جن میں سنگ تراشی ،تعمیرات اور پینٹنگ ،وغیرہ شامل ہیں جو کسی نہ کسی شکل میں لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہیں۔اگر فنون لطیفہ سے وابستہ شاہکار اپنی ان کاوشوں میں عوام کو انتہاء پسندی کے انسداد کے حوالے سے کوئی نہ کوئی پیغام دیں تو لوگ ان کی جانب بہتر انداز میں متوجہ ہوتے ہیں۔اس لئے یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ فنون لطیفہ سے وابستہ لوگ انتہاء پسندی کی انسداد میں بہتر کردار ادا کرسکتے ہیں۔

ویب ٹی وی کے متعلق تعارفی پروگرام

یونس بلوچ

ویب ٹی وی پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (آیچ آرسی پی) کے پروگراموں میں ایک اہم پروگرام ہے جس کے ذریعے معاشرے کے وہ بنیادی پہلو دکھائے جائیں گے جن کا واضح طور پر تعلق انسانی حقوق کے متعلق ہوگا۔ہم اس ویب ٹی وی کے ذریعے ان مسائل کی نشاندہی کرنے کی کوشش کریں گے جو نہ صرف حکومت بلکہ مرکزی میڈیا کی آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ مثال کے طور پر کسی جگہ سکول قائم ہے مگر وہ بند ہے،سکول میں مقامی سطح کے کسی امیر و معتبر کے جانور بندھے ہوئے ہیں،یا کہیں کوئی ہسپتال ہے جس میں اسٹاف کی کمی ہے ،ہسپتال میں ادویات کی کمی ہے ،عام مریضوں کی ادویات تک رسائی نہیں ،یا کہیں خواتین کے حقوق کی خلاف ورزی ہورہی ہے یا بچوں سے مشقت لی جا رہی ہے۔ان مسائل کے حوالے سے سول سوسائٹی کے ساتھی یا آج اس ورکشاپ میں شریک انسانی حقوق کے کارکنان میں تمام صورتحال کا ایک ویڈیو کلپ بنا کر ہمیں ارسال کریں ،یا ہمارے مرکزی دفتر کے ایڈریس پر کوریئر کریں جس میں مکمل مواد ہونا چاہئے ہم آپ کی جانب سے بھیجی گئی ویڈیو کلپ مکمل تفصیل کے ساتھ اپنے ویب ٹی وی کی ویب سائیٹ پر اپ لوڈ کریں گے اور اس کے علاوہ متعلقہ محکمہ کو بھی اس کے متعلق رپورٹ کریں گے۔امید ہے کہ ہم سب کی اس مشترکہ کاوش میں بہت سے مسائل حل ہوجائیں گے۔ویب ٹی وی کے لئے رپورٹنگ کے طریقہ کار دکھانے کے لئے پہلے سے بنائی گئی ویڈیوز بھی شرکاء کو دکھائی گئیں۔

کیچ 11 اکتوبر 2016ء

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

محمد یونس

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام منعقدہ اس ورکشاپ کا بنیادی مقصد ملک کو درپیش سب سے

بڑے مسئلے انتہاء پسندی کا جائزہ لینا ہے اور اس کے حوالے سے ایک دوسرے سے نہ صرف آگاہی حاصل کرنا ہے بلکہ مشترکہ طور پر اس کے حل کے لئے تجاویز مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ انتہاء پسندی کے اصل اسباب کو جاننا ہے۔انتہاء پسندی کو ہم مذہب کے دائرے تک محدود نہیں رکھ سکتے کیونکہ اس کا تعلق مختلف شعبوں سے ہے۔اس وقت ملک میں انتہاء پسندی بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے جس کی وجہ سے انسانی حقوق کی پامالی میں بے حد اضافہ ہو رہا ہے۔ایسی صورتحال میں ہمیں رواداری اور برداشت جیسے تصورات کو فروغ دینا ہو گا اور اس عمل کو سرانجام دینے کے لئے ہم آپ سب کو سننے اور اپنی معلومات آپ تک منتقل کرنے یہاں آئے ہیں۔آپ سب سے ہماری توقع ہے کہ آپ اور ہم سب مل کر اس کام کو آگے لے جائیں گے۔ہمیں عہد کرنا ہوگا کہ ہم دو روزہ تربیتی ورکشاپ میں جو کچھ سیکھیں گے اسے اپنے گلی محلّہ اور علاقے کے لوگوں میں بھی منتقل کریں گے۔انتہاء پسندی کے حوالے سے اگر ہم نے آج اپنا کردار بہتر انداز میں ادا نہیں کیا تو ہماری آنے والی نسل کو ناقابل تصور مشکلات پیش آئیں گی۔ ورکشاپ کے اغراض و مقاصد بیان کرنے کے ساتھ میری ایک گزارش یہ بھی ہوگی کہ ہم بنیادی طور پر ایک دوسرے سے سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔آپ بھی اس حوالے سے کھل کر مباحثں میں حصہ لیں تاکہ ہم سب مل کر اس حوالے سے مشترکہ تجاویز پیش کر سکیں۔

شرکاء کی نظر میں ضلع کیچ کے بنیادی مسائل

ورکشاپ کے شرکاء کی جانب سے یہ رائے مشترکہ طور پر سامنے آئی کہ مکران میں بالخصوص اور تربت میں بالعموم انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں جاری ہیں۔بلوچ سیاسی کارکنوں کو اغواء کر کے لاپتہ کرنا روز کا معمول بن گیا ہے۔شہری عدم تحفظ کا شکار ہیں۔سالوں سے لاپتہ کئی نوجوانوں کے والدین اپنے بچوں کی واپسی کی راہ تکتے تکتے فوت ہوگئے ہیں۔شرکاء کی اکثریت نے اس پوری صورتحال کا ذمہ دار ملکی اداروں کو قرار دیا۔اس کے علاوہ شرکاء کا یہ کہنا تھا کہ ضلع کیچ کے شہریوں کو وہ بنیادی سہولتیں حاصل نہیں جو کسی ملک کے شہریوں کو حاصل ہوتی ہیں۔تعلیمی اداروں میں اسٹاف کی کمی ہے،سائنس کا سامان نہیں،لائبریریوں میں نہ کورس کی اور نہ ہی جنرل نالج کی کتابیں موجود ہیں۔اکثر تعلیمی اداروں کی عمارتیں یا تو نہیں ہیں اگر ہیں تو وہ بالکل خستہ حال ہوگئی ہیں جو کسی بھی سانحہ کا پیش خیمہ ہوسکتی ہیں۔خواتین کو صحت کے حوالے سے سنگین مسائل و مشکلات کا سامنا ہے۔ہسپتالوں میں ادویات کی قلت اور ماہر ڈاکٹروں کی کمی کا مسئلہ درپیش ہے۔

انسانی حقوق کا فروغ،حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

غنی پرواز

انسانی حقوق کی سب سے اچھی تعریف نامور انگریز دانشور لاسکی نے کی ہے،جن کے بقول حقوق معاشرتی زندگی کی وہ شرائط ہیں جن کے بغیر انسان اپنے ذاتی کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔حقوق دراصل معاشرتی زندگی کی بعض ایسی شرائط ، چیزیں،یا سہولیات ہوتی ہیں جو اگر انسان کو مل جائیں تو وہ اپنی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کے مطابق ترقی کر سکے گا۔اگر وہ انسان کو حقوق نہ ملیں،تو وہ اپنی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کے مطابق ترقی نہیں کر سکے گا۔یہی وجہ ہے کہ ہر انسان کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ اُسے اس کے جائز حقوق ملیں تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں اور دلچپیوں کے مطابق زیادہ سے زیادہ ترقی کر سکے۔یہی وجہ ہے کہ تہذیب یافتہ اور ترقی یافتہ ممالک انسانی حقوق کو بے حد اہمیت دیتے ہیں اور اپنے شہریوں کے بنیادی انسانی حقوق کی فراہمی کو یقینی بناتے ہیں۔

انسانی حقوق کی تحریک کا شعوری آغاز اُس وقت ہوا جب چھ ہزار سال پہلے آقا اور غلام کے طبقات پیدا ہوئے جن کی بنیاد پر ریاست پیدا ہوئی اور پھر ریاستی جبر کا آغاز ہوا۔آقاؤں نے غلاموں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے اور ان سے طرح طرح کے جائز اور ناجائز کام لئے۔اس کے نتیجے میں بالآخر غلاموں میں اپنی مظلومیت کا احساس پیدا ہوا اور پھر اپنے حقوق کا شعور بھی پیدا ہوا جس سے اُن کی طرف سے مزاحمت شروع ہوئی اور بہت سے لوگوں نے جانی قربانیاں بھی دیں۔فرانسیسی انقلاب کے دوران ایک ایسا تین لفظی نعرہ بھی لگایا گیا ، جو دنیا بھر میں مشہور ہوگیا یعنی ’’آزادی ، مساوات اور دوستی‘‘۔اُس وقت تو یہ ایک خوبصورت خواب سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔لیکن اُس کے کوئی ڈیڑھ سو سال بعد 1946 کے اوائل میں جب اقوام متحدہ نے ایک 18 رکنی انسانی حقوق کمیشن تشکیل دیا تو اس خوبصورت خواب کی تعبیر نظر آنے لگی اور انسانی حقوق کی منظم جدوجہد شروع ہوئی۔ مذکورہ کمیشن نے جنوری 1947 میں اپنے پہلے اجلاس کے دوران اپنی سفارشات مرتب کیں اور پھر انہی سفارشات کی بنیاد پر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 10 دسمبر 1948ء کو انسانی حقوق کا عالمی منشور (Universal Declaration of Human Rights) منظور کرلیا جو کل 30 دفعات پر مشتمل ہے۔یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ انسانی حقوق کے اس عالمی منشور کو اقوام متحدہ کے تمام ممبر ممالک اپنے دساتیر اور تعلیمی نصاب میں شامل کریں۔اس کے علاوہ نچلے طبقات کے خصوصی حقوق کے معاہدے اور قواعد وضوابط بھی طے کئے گئے،جن میں بچے،خواتین،قیدی،مذہبی اقلیتیں،محنت کش اور مہاجر وغیرہ شامل ہیں۔

اگرچہ انسانی حقوق کا عالمی منشور اور خصوصی حقوق کے معاہدے اور قواعد وضوابط اقوام متحدہ کے تمام ممبر ممالک کے لئے تھے۔لیکن مغربی ممالک نے ان پر تقریباً پورے طور پر عمل کیا جس کی بدولت وہاں کم از کم اندرون ممالک انسانی حقوق کو کافی فروغ حاصل ہوا۔جبکہ مشرقی ممالک خصوصاً مسلم ممالک نے بعض وجوہات کی بناء پر ان پر کوئی خاص عمل نہیں کیا جس کے نتیجے میں وہاں انسانی حقوق کی صورتحال ہمیشہ خراب رہی ہے۔

تعلیم اور علوم وفنون کو اہمیت نہ دینا:۔مسلمانوں نے آٹھویں صدی عیسوی سے لیکر پندرھویں صدی عیسوی تک 800 سو سال تک ہسپانیہ میں بلاشرکت غیرے حکمرانی کی ہے۔اس دوران ایک طویل عرصے تک انہوں نے تعلیم اور علوم وفنون کو کافی اہمیت دی ہے جس کی بناء پر نہ صرف وہ متحد رہے ہیں اور انہوں نے تمام شعبہ ہائے زندگی میں ترقی کی ہے بلکہ غیر مسلموں سے بھی ان کے تعلقات اچھے رہے ہیں۔مگر آج حالت یہ ہے کہ 57 مسلم ممالک میں صرف 500 کے لگ بھگ یونیورسٹیاں ہیں۔اکیسویں صدی میں بھی بہت سے مسلمان ممالک میں بیشتر علوم وفنون کو غیر اسلامی قرار دے کر ان کی مخالفت کی جاتی ہے جس سے انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں۔

انتہا پسندی: 1970 کی دہائی میں جب سابقہ سوویت یونین کی پشت پناہی اور نور محمد ترہ کئی کی سربراہی میں افغانستان میں ثور انقلاب کے نام سے قومی جمہوری انقلاب برپا ہوگیا،تو اسے ناکام بنانے کے لئے امریکہ کی سربراہی میں دنیا کی بیشتر انتہا پسند مذہبی طاقتیں مقدس اتحاد کے نام سے پاکستان میں جمع ہوگئیں جنہیں جنرل ضیاء الحق کی مشاورت اور تعاون سے اسلحہ اور ٹریننگ دے کر مجاہدین کے نام سوویت یونین ، افغانستان اور ثور انقلاب کے خلاف استعمال کیا گیا۔روس کو پسپائی پر مجبور کرنے کے بعد انہوں نے اسلحہ اور ٹریننگ سمیت مزید انتہا پسندانہ شکل اختیار کر کے اپنا رخ امریکہ اور یورپ سمیت مغرب اور مغرب نواز طاقتوں کی جانب موڑ دیا۔اس طرح طالبان ، القاعدہ ، داعش اور جماعت الدعویٰ سمیت سینکڑوں انتہا پسند گروپ سامنے آئے جو دنیا میں سلفی خلافت کے قیام کے لئے لڑ رہے ہیں جس سے انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ ناقدین کو اس تنقید کا موقع مل رہا ہے کہ مغرب کے مقابلے میں مسلمان ناکام ہو چکے ہیں۔

آمریت: کم وبیش تمام مسلم مما لک میں یا تو آمریت قائم ہے یا پھر جمہوریت کی کمی ہے۔ سعودی عرب ، اردن ، بحرین اور متحدہ عرب امارات سمیت بعض مما لک میں شاہی آمریت قائم ہے۔ سوڈان میں فوجی آمریت قائم ہے۔ ایران میں مذہبی آمریت قائم ہے۔ پاکستان ، افغانستان ، عراق، شام اور لیبیا سمیت بعض مما لک میں جمہوریت کی کمی ہے جس کے نتیجے میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ہورہی ہیں۔

سیکولرازم کی مخالفت۔ سیکولرازم سے مراد مذہبی مساوات اوراتحاد کے ہیں۔ بعد میں جب مسلمان تعلیم اور علوم وفنون کو نظرانداز کرکے لکیر کے فقیر بن گئے تو انہوں نے سیکولرازم کو کفر سے تعبیر کرکے اپنے آپ کو اس سے دور رکھا جبکہ مغرب نے اسے اپنا کر اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

فلاحی رجحانات کی کمی: سویڈن ، ڈنمارک ، ناروے اور فن لینڈ سمیت بعض مغربی مما لک نے تو فلاحی مملکتیں قائم کرکے اپنے تمام مسائل حل کر لئے ہیں اور باقی مغربی مما لک میں فلاحی رجحانات تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور وہ بھی بتدریج فلاحی مملکتوں کے قیام کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ مسلمان ابھی تک حقیقی فلاحی مملکتیں قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ ترکی، ملائیشیا، انڈونیشیا، اور بنگلہ دیش سمیت بعض مسلم مما لک میں فلاحی رجحانات بڑھتے جارہے ہیں لیکن مسلمانوں کے فرقہ وارانہ رجحانات، آبادی میں بے تحاشہ اضافہ اور دیگر مسائل ان کے سامنے رکاوٹیں پیدا کررہے ہیں۔ باقی مسلم مما لک میں فلاحی رجحانات کی شدید کمی ہے جس سے کچھ نہ کچھ فرق کے ساتھ تمام مسلم مما لک میں انسانی حقوق پامال ہورہے ہیں۔

دہشت گردوں کے بارے میں متضاد اور امتیازی سرکاری پالیسیاں: دہشت گردوں کے بارے میں بعض مسلم مما لک اور خصوصاً پاکستان کی سرکاری پالیسیاں انتہائی غلط، متضاد اور امتیازی ہوتی ہیں۔ دہشت گردی کو کنٹرول کرنے کے لئے موثر ترین ہتھیار تعلیم اور روزگار کی سہولیات اور مواقع کا ہوتا ہے تاہم اگر ان کے خلاف کارروائی یا آپریشن ضروری ہو، تو کسی امتیاز کے بغیر تمام دہشت گردوں کے خلاف کرنا چاہیئے۔ لیکن پاکستان کی سرکاری پالیسیاں اس کے برعکس ہوا کرتی ہیں۔ پاکستانی حکومتوں اور خصوصاً موجودہ حکومت کے نزدیک تعلیم اور روزگار کے ہتھیار کی تو کوئی اہمیت ہی نہیں جبکہ کارروائی اور آپریشن کے سلسلے میں سرکاری پالیسیاں خاصی امتیازی ہوتی ہیں جن کے مطابق دہشت گردوں کی دو بنیادی قسمیں ہوتی ہیں جن میں اچھے دہشت گرد اور برے دہشت گرد شامل ہیں۔ جو بھارت، افغانستان، شیعہ فرقوں، بلوچوں اور دیگر ناپسندیدہ عناصر کے خلاف حملے کرتے ہیں ان کو اچھے دہشت گرد سمجھا جاتا ہے۔ جو ایسا نہیں کرتے ، وہ برے دہشت گرد ہوتے ہیں جن کے خلاف سرکاری مشینری اپنی پوری طاقت کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے۔

حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل: حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے تشکیل دی جانے والی حکمت عملی کے بعض بنیادی اُصول ہوسکتے ہیں۔ تعلیم اور علوم وفنون کو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیئے۔ اس مقصد کے لئے ملک بھر میں تعلیم عام کرنی چاہیئے، اور علوم وفنون کے حصول کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرنے

کم وبیش تمام مسلم مما لک میں یا تو آمریت قائم ہے یا پھر جمہوریت کی کمی ہے۔ سعودی عرب ، اردن ، بحرین اور متحدہ عرب امارات سمیت بعض مما لک میں شاہی آمریت قائم ہے۔

چاہئیں۔ انتہا پسندی کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔ اس مقصد کے لئے اچھے اور برے دہشت گردوں کا فرق ختم کرنا چاہیئے۔ کسی بھی دہشت گرد گروہ کی پشت پناہی سے گریز کرنا چاہیے اور دہشت گردوں کو ختم کرنے کے لئے اسلحہ اور مسلح حملوں کے حربوں سے زیادہ تعلیم اور روزگار کی فراہمی کے حربے استعمال کئے جائیں۔ فرقہ پرستی کی حوصلہ شکنی کی جائے اور تمام فرقوں کو ایک ہی نظر سے دیکھنا چاہیے اور انہیں زندگی گزارنے کے یکساں مواقع فراہم کرنے چاہئیں۔ مسلمانوں اور مسلم مما لک کے نفاق کو ختم کرنے اور ان میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کی کوششیں کرنی چاہئیں۔ آمریت کی تمام شکلوں کو ختم کرکے جمہوریت قائم کرنی چاہیے۔ سیکولر ازم کے قیام پر زور دینا چاہیے اور اس مقصد کے لئے دساتیر میں ضروری ترامیم لانی چاہئیں۔ پاکستان سمیت تمام مسلم مما لک کے حکمران طبقہ اور عوام کو چاہیے کہ وہ اپنے ملکوں کو فلاحی مملکتیں بنائیں۔ اگر کہیں فلاحی مملکت ہے تو اسے مزید ترقی دینی چاہیے۔ پاکستان جیسے مسلم ملک کو چاہیئے کہ وہ اپنے مسلم شہریوں یعنی بلوچوں کو جبری طور پر اغوا کرنے، لاپتہ کرنے، قتل کرنے اور ان کی لاشیں مسخ کرکے ویرانوں میں پھینکنے یا دریاؤں میں بہادینے کا سلسلہ بند کردے اور افغانستان اور ہندوستان سمیت تمام پڑوسیوں کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر بنانے کی کوششیں کریں اور اس طرح ایک مہذب ملک ہونے کا ثبوت دیں۔ سول سوسائٹی عوام تک رسائی حاصل کرنے کی کوششیں کرے اور انہیں ساتھ لیکر آگے بڑھنے کی کوششیں کرے۔ عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی مختلف طریقوں سے اپنا کردار ادا کرسکتی ہے۔ جن میں سے یہ طریقے قابل ذکر ہوتے ہیں:

ریاست اور شہریوں کا رشتہ کن بنیادوں پر مستحکم یا کمزور ہوتا ہے؟ انتہاپسندی کے فروغ یا انسداد میں ریاست کا کردار آپ کیسے دیکھتے ہیں؟

شازیہ اختر

ریاست کے چار بنیادی خدوخال ہوتے ہیں جن میں آبادی، علاقہ، حکومت اور اقتدار اعلیٰ شامل ہیں۔ ریاست اور حکومت میں بڑا فرق ہے حکومت تبدیلی کا مظہر ہے۔ حکومت تبدیل ہوتی رہتی ہے جبکہ ریاست ایک مستقل ادارہ ہے۔ حکومت ریاست کا وہ ادارہ ہے جو ریاست کا اقتدار اعلیٰ اور اختیارات استعمال کرتی ہے۔ حکومت کی پھر تین انتظامی اکائیاں ہیں مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ۔ مقننہ ریاست میں قانون سازی کرتی ہے انتظامیہ جو اس قانون کا نفاذ کرتی ہیں اور عدلیہ قانون کی تشریح کرتی ہے اور اس قانون کو عملی جامع پہناتی ہیں۔ اقتدار اعلی ریاست کی وہ اعلیٰ قوت ہے جو قانون بناتی ہے اور ان کو ملک میں نافذ کرتی ہے۔ 1947ء سے پہلے برصغیر پاک و ہند کو ریاست نہیں کہا جاسکتا تھا کیونکہ اس کے پاس تینوں خصوصیات تو موجود تھی مگر چوتھی خصوصیت یعنی اقتدار اعلیٰ موجود نہیں تھا اس لئے کہ اقتدار اعلیٰ برطانیہ کے پاس تھا۔ ریاست کے فرائض دو قسم کے ہوتے ہیں لازمی فرائض اور اختیاری فرائض۔ لازمی فرائض میں ملک کا دفاع ، داخلی امن و امان ، عدل و انصاف ، بین الاقوامی تعلقات شامل ہیں جبکہ اختیاری فرائض میں تعلیم و تربیت، تجارت وصنعت، زراعت، صحت عامہ اور طبی امداد اور سماجی تحفظ ،، ریاست اور شہری کا رشتہ۔ شہری سے مراد وہ سب لوگ ہیں جو ایک ریاست میں رہتے ہوں انہیں تمام سیاسی ، سماجی اور معاشی حقوق حاصل ہوتے ہیں یا وہ تمام لوگ جو ریاست کی تمام سیاسی اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا حق رکھتے ہیں۔

شہری اور باشندہ میں فرق: شہری کو سیاسی حقوق حاصل ہوتے ہیں مگر باشندہ وہ ہے جو ریاست میں رہنے والا ہے مگر اسے سیاسی حقوق حاصل نہیں ہوتے، ووٹ اور انتخابات میں حصہ لینے کا حق نہیں ہوتا۔ کچھ ملکوں میں خواتین کو ووٹ ڈالنے کا حق نہیں ہوتا تو وہ بھی شہری شمار نہیں ہوتیں۔ ریاست اور اس کے شہریوں کے درمیان رشتہ اس وقت مضبوط ہوتا ہے جب ایک شہری میں فہم وفراست ہو، شہریوں میں ملکی معاملات کے بارے میں سوچنے و سمجھنے کی صلاحیت ہونی چاہئے، انہیں اتنا علم حاصل ہو کہ ان میں صحیح قوت فیصلہ پیدا ہوسکے۔ ہر شہری کو بہت سے معاملات میں ضبط نفس سے کام

لینا پڑتا ہے جیسے ریاست کے قوانین کی پاسداری، اپنے ذاتی یا خاندانی مفاد پر قومی مفاد کو ترجیح دینا، اکثریت کی رائے کا احترام کرنا۔ حقوق دیئے بغیر فرائض عائد کرنا بے معنی ہے اور اسی طرح فرائض کے بغیر حقوق کا مطالبہ نا جائز ہے۔ ہر حق جو شہری کو دیا جاتا ہے اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی فرض بھی عائد کیا جاتا ہے جس کا پورا کرنا شہری کی اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جو ایک شہری کا حق ہے وہی دوسرے کا فرض ہے اور جو ایک کا فرض ہے وہی دوسرے کا حق بھی ہے۔ ہر معاشرے میں حقوق وفرائض میں ایک توازن قائم رکھنا بہت ضروری ہے جس معاشرے میں کسی بھی فرد کی جب حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہو تو وہ معاشرہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ جب کسی بھی ریاست کا اس کے شہری کے ساتھ رشتہ کمزور ہو جائے تو انتہاء پسندی جنم لیتی ہے۔ جب کسی ریاست کے باشندوں کا اخلاقی معیار پست ہو جائے تو وہ اعلیٰ شہری نہیں بن سکتے۔ خلاقی پستی کے شکار شہریوں سے یہ توقع رکھنا بیکار ہے کہ وہ قومی معاملات میں ذمہ داری، فرض شناسی، دیانتداری اور خلوص کا ثبوت دیں گے۔

علم کی روشنی انسان کے لئے بہت بڑی رہنما سیاست ثابت ہوتی ہے۔ ایک باعلم اور حقوق وفرائض سے واقف شہری اپنے آپ میں مثبت تبدیلیاں لاتا ہے اور ایک ملک کی سالمیت کے لئے بہت سے مثبت کردار ادا کرتا ہے۔ مگر جن شہریوں کو اپنے حقوق وفرائض کی خبر نہ ہو، جو ملکی حالات سے بلکل ناواقف ہو اور جسے اپنے قومی معاملات کا شعور حاصل نہ ہو تو ایسا شہری ملک وقوم پر الٹا بوجھ ہوگا۔ ہمارے معاشرے میں کاہلی اور سستی پائی جاتی ہے۔ بہت سے شہری پڑھے لکھے ہونے کے باوجود ملکی مسائل میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے ہیں۔ ایسا زیادہ تر کاہلی اور سستی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

جب لوگوں کو بنیادی ضروریات زندگی بھی فراہم نہ ہو رہی ہوں تو وہ اپنی معاش کی فکر میں سرگرداں رہیں گے اور ملکی معاملات میں دلچسپی نہیں لیں گے۔ ریاست کو چاہئے کہ ایسی متوازن معیشت اختیار کریں جس میں کم از کم ایک ریاست کے شہری کی بنیادی ضروریات زندگی میسر ہوں تا کہ وہ اچھا شہری بننے کے لئے ذمہ داریاں سرانجام دے سکیں۔

انتہاء پسندی یا دوسرے لفظوں میں دہشت گردی ہمارا ملکی مسئلہ بلکہ بین الاقوامی مسئلہ بھی ہے۔ ہم ایک منقسم معاشرے کا حصہ ہیں جہاں مختلف قومیں آباد ہیں جیسے بلوچ، پشتون، سندھی، اور پنجابی وغیرہ۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم خود کو 70 سال سے ایک قوم نہیں بنا سکے۔ اکثریتی قومیں مظلوموں اور اقلیتوں کے حقوق غصب کریں تو انتہاء پسندی جنم لیتی ہیں اور لوگ فرقوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ریاست کو چاہئے کہ تمام عوام کو برابری کی بنیاد پر حقوق اور تحفظ دیں اور حقیقی جمہوریت سے ہی انتہاء پسندی ختم کی جا سکتی ہیں۔ مذہب کو ریاست سے وابستہ نہ کیا جائے کیونکہ مذہب انسانوں کا ہوتا ہے ریاست کا نہیں

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت

اسد بلوچ

انتہا پسندی بنیادی طور پر اس سوچ کا نام ہے جو انسان کے ذہن میں پھلتی پھولتی اور مختلف شکلوں میں سامنے آتی

> ریاست کے چار بنیادی خدوخال ہوتے ہیں جن میں آبادی، علاقہ، حکومت اور اقتدار اعلیٰ شامل ہیں۔ ریاست اور حکومت میں فرق ہے۔ حکومت تبدیلی کا مظہر ہے۔ حکومت تبدیل ہوتی رہتی ہے جبکہ ریاست ایک مستقل ادارہ ہے۔ حکومت ریاست کا وہ ادارہ ہے جو ریاست کا اقتدار اعلیٰ اور اختیارات استعمال کرتی ہے۔ حکومت کی تین انتظامی اکائیاں ہیں: مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ، مقننہ ریاست میں قانون سازی کرتی ہے انتظامیہ اس قانون کا نفاذ کرتی ہیں اور عدلیہ قانون کی تشریح کرتی ہے اور اس قانون کو عملی جامع پہناتی ہیں۔ اقتدار اعلیٰ ریاست کی وہ اعلیٰ قوت ہے جو قانون بناتی ہے اور ان کو ملک میں نافذ کرتی ہے۔

ہے۔ جب یہ عمل اپنی انتہاء تک پہنچتا ہے تب وہ انتہاء پسندی کہلاتی ہے۔ بعض اوقات انتہاء پسند اپنی سوچ کی تکمیل کے لئے جنونی بن کر تمام حدود پار کر جاتا ہے۔ طرز فکر انسان کے سوچنے کے ایک مخصوص انداز کو کہتے ہے جس میں انسان اپنے انداز میں مختلف زاویوں، مختلف چیزوں اور مختلف مسائل کے متعلق اپنی رائے قائم کرتا ہے۔ ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں وہاں بہت کم ایسے لوگ ہیں جو ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرتے ہیں یا ایک دوسرے کو سننے کے حوالے سے ایک مثبت سوچ رکھتے ہیں۔ ہمارے سماج کے لئے یہ ایک بہت بڑے المیہ کی بات ہے کہ ہماری اکثریت انفرادی سوچ رکھتی ہے یعنی صرف اور صرف اپنے نفع اور نقصان کے متعلق سوچتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے بنیادی حقوق متاثر ہوتے ہیں اور معاشرے میں ناانصافی پیدا ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنی سوچ میں اجتماعیت کو شامل کریں اور اپنے روّیوں میں مثبت تبدیلی لائیں تو یقیناً معاشرے کو ہم انتہاء پسندی جیسی خطرناک صورتحال سے بچا سکتے ہیں۔ ہمارا نصاب تعلیم جدید تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ مڈل سے لیکر ہائی سکول تک تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق کوئی مضمون ہمیں نظر نہیں آتا۔ اگر تعلیم نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق مضامین شامل کئے جائیں تو بچوں کو ابتداء ہی سے انسانی حقوق کے متعلق جانکاری حاصل ہوگی جس سے وہ انتہاء پسندی جیسے رجحانات سے محفوظ رہیں گے۔

آواران 14-15 اکتوبر 2016ء

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

محمد یونس

ہم اپنے ملک کا جائزہ لیں تو عدم رواداری اور عدم برداشت جیسے روّیوں کا ہر انسان سامنا کر رہا ہے۔ انتہاء پسند اپنا نظریہ، اپنی سوچ اور اپنی مرضی کو عوام پر زبردستی تھوپنے کے لئے روزانہ کوئی نہ کوئی قدم اٹھاتے ہیں۔ انتہاء پسندی کا فروغ اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ کوئی اس کے نتائج سے محفوظ نہیں۔ دوسری جانب انتہاء پسندی کے روک تھام اور اس کے اثرات سے عوام کو آگاہ رکھنے کے لئے کوئی اقدام نہیں اٹھایا جا رہا۔ اس حوالے سے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق ملک کے تمام صوبوں کے اضلاع اور تحصیلوں میں انتہاء پسندی کی روک تھام اور انسانی حقوق کی تعلیم کے حوالے سے تربیتی ورکشاپوں کا انعقاد کر رہا ہے۔ یہ ورکشاپ بھی ان ہی کاوشوں کا تسلسل ہے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے ہم آپ سب سے یہ امید رکھتے ہیں کہ آپ تربیتی ورکشاپ کے دوران مباحثہ میں بھر پور حصہ لیں گے، سوال جواب کے سیشنوں میں بھی اپنا حصہ ڈالیں گے اور اس دوروزہ ورکشاپ میں آپ جو کچھ سیکھیں گے یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اسے اپنے گلی محلوں بلکہ ہر گھر میں پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ اس حوالے سے اپنے اپنے علاقوں میں کمیونٹی میٹنگوں کا انعقاد کر کے لوگوں کو یہ بتائیں گے کہ انتہاء پسندی کیا ہے، ہمارے معاشرے پر اس کے اثرات کیسے پڑ رہے ہیں اور اس کی روک تھام کے لئے کمیونٹی کیا کردار ادا کر سکتی ہے۔

شرکاء کی نظر میں ضلع آواران کے مسائل

ورکشاپ میں موجود شرکاء کا کہنا تھا کہ ضلع آواران بلوچستان کا پسماندہ ترین علاقہ ہے۔ عدم توجہی اور حالات کی ستم ظرفی کی وجہ سے اس علاقے کی تعمیر وترقی پر کسی نے توجہ نہیں دی۔ عدم توجہی کی وجہ سے یہ علاقہ مسائل کا گڑھ بن گیا ہے۔ ضلع آواران میں تعلیمی اداروں کی تعداد نہ ہونے کے

برابر ہے۔ جو تعلیمی ادارے موجود ہیں وہ بھی وسائل کی عدم فراہمی کا شکار ہیں۔ تعلیمی اداروں میں ماہر اساتذہ کرام کی کمی ہے ،سائنس کا سامان نہیں، کسی بھی تعلیمی ادارے میں لائبریری نہیں ۔تعلیمی اداروں میں فرنیچر کی کمی ہے اور بعض پرائمری سکولوں کی عمارتیں نہیں۔ بچے کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔کئی تعلیمی ادارے ایسے بھی ہیں جہاں ون سکول ون ٹیچر کی پالیسی اپنائی گئی ہے۔اسی طرح ضلع آواران میں صحت کی سہولیات بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ضلع کے کسی بھی ہسپتال میں ایف سی پی ایس ڈاکٹر نہیں اور نہ ہی کوئی فزیشن ہے۔خواتین کے لئے گائنالوجسٹ تعینات نہیں اور کسی بھی ایمرجنسی سے نمٹنے کے لئے سرجن بھی دستیاب نہیں ۔پیسے والے افراد اعلاج کے لئے قریبی اضلاع یا کراچی کا رخ کرتے ہیں۔جس کے پاس مالی طاقت نہیں وہ یہی درد برداشت کر کے موت کے آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ بے روزگاری کے طوفان نے پورے ضلع کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جس کی وجہ سے ضلع میں جرائم کے واقعات بھی رونما ہوتے رہتے ہیں۔ان تمام مسائل کی نشاندہی متعدد بار ہو چکی ہے مگر آواران کے عوام کی آواز سننے والا کوئی نہیں۔ زلزلہ کے بعد یہاں کے لوگوں کے معمولات زندگی بری طرح متاثر ہوئے اور زلزلہ زدگان کی بہتر انداز میں امداد و بحالی ممکن نہیں ہو سکی جس کی وجہ سے لوگوں نے بڑی تعداد علاقے سے نقل مکانی کر لی ہے۔

انسانی حقوق کے فروغ،حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

سلطان احمد شاہوانی

ممتاز کالم نگار و ریڈیو پاکستان خضدار کے اسٹیشن ڈائریکٹر سلطان احمد شاہوانی نے شرکاء کو لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ تربیتی ورکشاپ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ٹریز تربیتی لیکچر دیں اور شرکاء سنتے جائیں بلکہ تربیتی ورکشاپ کی روح اس میں ہے کہ ہم سب مشترکہ طور پر ایک دوسرے سے سیکھنے کی کوشش کریں اور اور ایک دوسرے سے سوالات پوچھیں۔ لیکچر کو بحث کی طرف لے جائیں تاکہ بہتر انداز میں تربیتی ورکشاپ کے مقاصد حاصل ہو سکیں۔دنیا کے 190 کے قریب ممالک نے انسانی حقوق کے عالمی منشور پر دستخط کئے اور یہ تمام ممالک اس منشور کے پابند ہیں۔ پاکستان کے آئین میں بھی انسانی حقوق کی ضمانت فراہم کی گئی ہے جس میں مردوں ،عورتوں ،بچوں اور اقلیتوں سمیت تمام انسانوں کے حقوق کی فراہمی شامل ہے۔ موجودہ انسانی حقوق کے چارٹر میں معاشی ،سیاسی ،سماجی اور ثقافتی حقوق شامل ہیں۔ انسانی حقوق کی تحریک کا اگر ہم باریک بینی سے مشاہدہ کریں تو اس تحریک کے باقاعدہ آغاز کے شواہد یونان اور روم سے ملتے ہیں۔ وہاں سے جنم لینے والی یہ تحریک مختلف مراحل سے گزرتی ہوئی ایک عالمی منشور کی شکل میں آ کر رکی جس نے اس تحریک کو باقاعدہ و منظّم شکل دی۔دوسری جنگ عظیم میں تقریباً چھ کروڑ انسان مارے گئے اس کے بعد بین الاقوامی طاقتوں نے اکٹھے ہو کر انسانی حقوق کے متعلق ایک منشور تیار کیا۔انسانی حقوق کے عالمی منشور میں زندہ رہنے کے حق کو ہر انسان کا بنیادی حق مانا گیا۔محصولات اور ٹیکسوں کی وصولی کے لئے خودکار نظام بنایا گیا۔ یہ طے کیا گیا کہ انسانی حقوق کا نظام بھی خودکار ہونا چاہیئے یعنی لگاتار اور مسلسل چلنے والا نظام جس میں تمام لوگوں کو یکساں ہر قسم کے حقوق حاصل ہونے چائیں ۔ان حقوق کی ادائیگی کے اخراجات پورے کرنے کے لئے حکومتوں کو ٹیکسوں کی وصولی کا خودکار نظام ترتیب دینا ہوگا۔ جمہوری روّیوں کا انسانی حقوق کے فروغ میں اہم کردار ہوتا ہے۔ جمہوری روّیے ہم سے تقاضا کرتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کریں۔ جب ہم جمہوریت کی آواز بلند کرتے ہیں تو سب سے پہلے خود کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا ہمارے گھروں ،محلوں اور سوسائٹی میں جمہوریت ہے؟ اگر غور کیا جائے اور خود کے کردار کو پرکا جائے تو یہ حقیقت خود بخود ہمارے سامنے آئے گی کہ ہمارے اپنے اندر جمہوری رویے نہیں ہیں اور ان اداروں کی بھی کمی ہے جو ہماری سوسائٹی میں جمہوری رویوں کی فروغ کے لئے کام کرتے ہیں۔اسی طرح آج سوشل میڈیا کا دور ہے۔دنیا گلوبل ویلیج بن چکی ہے۔سوشل میڈیا کے ذریعے ہم مجموعی طور پر عوام بالخصوص نوجوانوں تک رسائی حاصل کر کے ان میں شعور کو اجاگر کر سکتے ہیں۔ ہماری سوچ کی بنیاد ہمارے خاندان سے شروع ہوتی ہے۔ ہم جس گھر میں پیدا ہوتے ہیں گھر اور گرد ونواح کے ماحول سے اثر لیتے ہیں۔سول سوسائٹی کو اس اہم نقطے پر اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے۔ وکلاء ،صحافی،ڈاکٹرز ،این جی اوز سے تعلق رکھنے والے افراد کو انسانی حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے اور اسی طرح انتہاء پسندانہ رویوں اور انتہاء پسندوں کے خلاف لوگوں میں شعور اجاگر کرنے کے لئے سول سوسائٹی کا اہم کردار ہے۔سول سوسائٹی کا کردار کسی بھی معاشرے میں انتہائی اہمیت کا عامل ہوتا ہے جس کے بغیر انسانی حقوق کا فروغ اور عوام تک رسائی ممکن نہیں۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے لئے نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

اسد بلوچ

موضوع کو ہم تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ۔طرز فکر میں مثبت تبدیلی، جمہوری رویوں کا فروغ اور تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت۔ جب ہم طرز فکر کی بات کرتے ہیں تو ہمیں یہ جاننا ہوگا کہ طرز فکر کیا ہے ؟اس میں مثبت تبدیلی کی کیا اہمیت ہے ؟سوچ حالات و واقعات سے جنم لیتی ہے۔ انسان جو کچھ اپنے آس پاس دیکھتا ہے اس سے انسان کے اندر سوچنے کی صلاحیت جنم لیتی ہے۔ انسان نے پہلی دفعہ پیالہ تخلیق کیا تو اس کے ذہن میں یہ خیال اس کے ہاتھ سے پانی پینے سے آیا ۔انسان کی سوچ کی بنیاد خاندان سے شروع ہوتی ہے۔ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اپنے آس پاس کے عوامل کو آہستہ آہستہ اپنا لیتا ہے۔ انسان بنیادی طور پر سیکھنے کے عمل سے گزرتا ہے اور سیکھنے کا یہ عمل آخری سانس تک جاری رہتا ہے۔ سیکھنے کا عمل ماں کی گود سے شروع ہو کر سکول ،کالج ،یونیورسٹی سے ہوتا ہوا عام معاشرتی زندگی تک جاتا ہے۔انسان کی درسگاہ ماں کی گود سے جب سکول کی جانب منتقل ہو جاتی ہے تو تعلیمی ادارے میں بچے کو بنیادی حقوق کے متعلق تعلیم نہیں دی جاتی۔ ملک میں تعلیمی نصاب کو ترتیب دینے والے اداروں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق مضامین شامل کریں تاکہ ہمارے بچوں کو یہ علم حاصل ہو کہ جس طرح ہمارے حقوق دوسروں پر ہیں اسی طرح دوسروں کے حقوق بھی ہمارے اوپر ہیں۔ہم ایک دوسرے کے حقوق خیال رکھتے ہوئے معاشرے میں ایک بہتر فرد کی حیثیت سے جی سکتے ہیں اور اسی طرح معاشرے سے انتہاء پسندی کے تدارک کے لئے اپنا مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں یہ ایک المیہ ہے کہ تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق کسی قسم کی آگاہی شامل نہیں کی گئی ہے۔ اچنبھے کی بات ہے کہ ہمارے بچوں کو انسانی حقوق کے متعلق تعلیم نہیں دی جاتی حالانکہ انسان حقوق کے متعلق نہ جاننا بھی انتہاء پسندی کے فروغ میں ایک کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیمی نصاب کی تشکیل کرنے والے ادارے تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق آگاہی کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے نصاب ترتیب دیں تاکہ کل یہ بچے جب معاشرے میں اپنی زندگی کا عملی آغاز کریں گے تب وہ معاشرے میں اپنا ایک بہتر کردار ادا کر سکیں ۔اگر ابتداء ہی سے تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت ہوتی، بچوں کے انسانی حقوق کے متعلق پڑھایا جاتا تو پاکستان جس انتہاء پسندی کا شکار ہے یقینی طور پر ایسا نہ ہوتا۔ حکومت اور تعلیمی نصاب کو تشکیل دینے والے اداروں کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کو لازمی جز کے طور پر شامل کریں تاکہ پرائمری سطح سے بچوں کو اپنے اور دوسروں کے حقوق کے متعلق جانکاری حاصل ہو اور یوں وہ معاشرے کے ذمہ دار فرد بن جائیں۔

انتہاپسندی کے انسداد/فروغ میں میڈیا کا کردار

عبدالواحد شاہوانی

ہماری مشترکہ طور پر یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ ہم ایک دوسرے سے سیکھنے کی کوشش کریں، معلومات کا تبادلہ کریں اور جم کر بحث کریں تا کہ یہ بات ہمارے ذہنوں میں بہتر انداز سے سمجھ میں آ جائے کہ انتہاء پسندی کے فروغ اور انسداد میں میڈیا کا کیا کردار ہے۔سب سے پہلے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ انتہاء پسندی کیا ہے؟ انتہاء پسندی بنیادی طور پر ایک سوچ کا نام ہے جو آہستہ آہستہ انسان کے اندر پھلتی ہے جس میں انسان کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ میں اپنا نظریہ اوراپنی سوچ کو کس طرح دوسروں پر مسلط کروں۔اسی سوچ اور نظریہ کولیکر وہ انتہاء تک جاتا ہے۔اسی طرح ہمیں میڈیا کے متعلق جاننا ہوگا کہ میڈیا کیا ہے۔ ہر وہ زریعہ جس سے خبر دوسروں تک منتقل ہو جائے وہ میڈیا کہلاتا ہے۔جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اس دور میں میڈیا کا ایک بنیادی کردار ہے۔آج میڈیا نے دنیا کو گلوبل ویلیج میں تبدیل کر دیا ہے۔دنیا کے ایک کنارے میں پیش آنے والا واقعہ کی خبر سیکنڈوں میں آخری کنارے تک پہنچ جاتی ہے۔ میڈیا دو قسم کا ہے، ایک الیکٹرانک میڈیا اور دوسرا پرنٹ میڈیا ہے۔ پرنٹ میڈیا میں اخبارات، رسائل، کتابیں وغیرہ آتی ہیں جبکہ الیکٹرانک میڈیا میں ٹی وی، ریڈیو، فلم، سوشل میڈیا، فیکس، ای میل وغیرہ شامل ہیں۔ ہمارے میڈیا پر جہادی نظریات کی ترویج کی جا رہی ہے۔لوگوں کے نظریات کا رخ انتہاء پسندی کی جانب لے جایا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں عجیب وغریب پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ جب سے انتہاء پسندوں نے مساجد، اسکولوں، بازاروں اور عام لوگوں کو نشانہ بنانا شروع کیا یا جہاں کوئی دہشت گردی کا واقعہ رونما ہوتا ہے تو ٹی وی چینل دہشت گردی کا شکار ہونے والے لوگوں کی لاشیں براہ راست دکھانا شروع کر دیتے ہیں جس سے ملکی و بین الاقوامی سطح پر نفسیاتی اثرات پیدا ہو رہے ہیں۔اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ میڈیا جان بوجھ کر شدت پسندی کو فروغ دے کر عوام کو خوفزدہ کر رہا ہے۔ پرائیوٹ میڈیا کے غلبے نے جہاں معاشرے پر بہتر اثرات مرتب کئے وہیں مالکان کے تجارتی مفادات، ریٹنگ کی جنگ اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کے عمل نے معاشرے پر انتہائی بُرے اثرات مرتب کئے خصوصاً ٹاک شوز میں تو تمام حدود پار کر دی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ جہاں شدت پسند کوئی کاروائی کرتے ہیں تو ہمارا میڈیا اسے براہ راست نشر کرتا ہے۔جائے وقوع کی لائیو کوریج کی جاتی ہے جس سے انتہاء پسندوں کا پیغام پوری دنیا میں جاتا ہے اور خوف کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ٹی وی اینکرز اپنے پروگراموں میں ایسے علماء، سیاست دانوں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کو مدعو کریں جو ایک واضح سوچ رکھتے ہوں۔ ہمارے ملک میں پیمرا جس کا بنیادی کردار گیٹ کیپر کا ہوتا ہے اس کے حکام اپنا کردار ادا نہیں کر رہے۔ میڈیا پر ان کا کوئی کنٹرول نظر نہیں آتا۔ جب گیٹ کیپر اپنے کردار سے غافل ہوگا تو یقیناً کوئی اصول وضابطہ باقی نہیں رہتا۔

کیا مذاہب عالم احترام انسانیت، امن اور رواداری کا درس دیتے ہیں اگر ہاں تو نفرت، تعصب اور تفرقہ بازی سے نجات کیلئے کیا موثر حکمت عملی ہوسکتی ہے؟

عبدالوہاب شاہوانی

رواداری کے معنی برداشت کرنے کے ہیں اور رواداری کو یوں واضح کیا جاسکتا ہے کہ فکر واعتقاد، رنگ ونسل اور زبان ووطن کی بنیاد پر کسی عصبیت کا شکار ہوئے بغیر تحمل و بردباری سے دوسرے کو برداشت کرنا رواداری ہے۔اسی طرح مذہبی رواداری سے مراد ہے کہ مذہب سے متعلق جو مختلف آراء اور نظریات ہیں ان کا احترام کرنا، مذہبی یا معاشی معاملات میں دوسروں کے ساتھ فراخدلی اور وسیع الخیالی کا برتاؤ، کسی دوسرے کے نقطہ نظر کو برداشت کرنا، رعایت کا رویہ، تحمل، ہر کس وناکس سے یکساں برتاؤ اور نرمی کا سلوک وغیرہ۔اگر ہم اسلام کی نظر سے دیکھیں تو قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ معاملات میں ہمارا رویہ رواداری پر مبنی ہونا چاہیئے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مذاہب کے علماء اس جانب متوجہ ہوں اور نفرت وتعصب کا خاتمہ کرنے کے لئے مشترکہ حکمت عملی دیں۔

تفتان 18-19 اکتوبر 2016ء

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

محمد یونس

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام منعقدہ اس ورکشاپ کا بنیادی مقصد ملک کو درپیش سب سے بڑے مسئلے انتہاء پسندی کا جائزہ لینا اور اس حوالے سے ایک دوسرے سے نہ صرف آگاہی حاصل کرنا ہے بلکہ مشترکہ طور پر اس کے حل کے لئے تجاویز مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ انتہاء پسندی کے اصل اسباب کو جاننا ہے۔انتہاء پسندی کو ہم مذہب کے دائرے میں نہیں دیکھتے بلکہ اس کا تعلق مختلف شعبوں سے ہیں۔اس وقت ملک میں انتہاء پسندی بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے جس کی وجہ سے انسانی حقوق کی پامالی میں بے حد اضافہ ہو رہا ہے۔ایسی صورتحال میں ہمیں رواداری اور برداشت جیسے تصورات کو فروغ دینا ہوگا اور اس عمل کو سرانجام دینے کے لئے ہم آپ سب کو سننے اور اپنی معلومات آپ تک منتقل کرنے یہاں آئے ہیں۔آپ سب سے ہماری توقع ہے کہ آپ اور ہم سب ملکر اس کام کو آگے لے جائیں گے۔ہمیں عہد کرنا ہوگا کہ ہم دو روزہ تربیتی ورکشاپ میں جو سیکھیں گے اسے اپنے گلی محلّہ اور علاقے کے لوگوں میں بھی منتقل کریں گے۔انتہاء پسندی کے حوالے سے اگر ہم نے آج اپنا کردار بہتر انداز میں ادا نہیں کیا تو ہماری آنے والی نسل کو ناقابل تصور مشکلات پیش آئیں گی۔ورکشاپ کے اغراض ومقاصد بیان کرنے کے ساتھ میری ایک گزارش یہ بھی ہوگی کہ ہم بنیادی طور پر ایک دوسرے سے سیکھنے کی کوشش کریں۔آپ بھی اس حوالے سے کھل کر مباحثہ میں حصہ لیں تا کہ ہم سب مل کر اس حوالے سے ایک مشترکہ تجویز پیش کرسکیں۔

ضلع چاغی میں عوام کو درپیش مسائل

شرکاء کا کہنا تھا کہ ضلع چاغی کے عوام کے مسائل بلوچستان کے دوسرے اضلاع کے مسائل سے ملتے جلتے ہیں۔ یہاں صحت کی سہولیات کا فقدان ہے، لیڈی ڈاکٹروں اور ادویات کی کمی سے عام انسانوں خصوصا خواتین کو شدید پریشانی ومشکلات کا سامنا ہے۔ہسپتالوں میں ایمبولینس، ماہر ڈاکٹروں کی کمی نے رہی سہی کسر پوری کر دی ہے۔حکومت کو چاہیئے کہ وہ نوکنڈی اور تفتان کے لئے ایمبولینسوں کا انتظام کریں اور یہاں میڈیکل اسٹاف کی کمی کو دور کرنے کے لئے عملی اقدامات اٹھائیں۔ضلع بھر خصوصاً تفتان ونوکنڈی میں سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔حصول علم کے حوالے سے بھی یہاں کے نوجوانوں کو شدید پریشانی و مشکلات درپیش ہیں۔ ہائی سکولوں میں سائنس کا سامان نہیں، لائبریروں میں کتابیں نہیں، لیبارٹریوں میں سائنس کا سامان نہیں اور تعلیمی اداروں میں اسٹاف کی بھی شدید کمی ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو سیندک پراجیکٹ اور ریکوڈک پراجیکٹ کے حوالے سے بھی کافی خدشات تھے۔ان کا کہنا تھا کہ یہ دونوں پراجیکٹس ضلع چاغی میں ہیں مگر دونوں کمپنیوں نے عوام کی خوشحالی کے لئے کسی بھی حوالے سے قابل ذکر کام نہیں کیا۔حکومت کو چاہیئے کہ سیندک پراجیکٹ اور ریکوڈک کے ٹھیکیداروں یا انتظامیہ پر زور دیں کہ وہ ضلع چاغی کے عوام کی خوشحالی کے لئے عملی اقدامات کریں۔ دنیا میں جن جن علاقوں میں ایسے پراجیکٹس ہوتے ہیں وہاں کے لوگوں کے لئے وہ خوشحالی کا سبب بنتے ہیں۔

انسانی حقوق کا فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت علمی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

ملک محمد ساسولی

انسانی تاریخ کا اگر مشاہدہ کیا جائے تو اس بات کو سمجھنے

میں ہمیں کوئی مشکل نہیں ہو گی کہ انسان اپنی پیدائش سے لیکر موت تک سیکھنے کے ختم نہ ہونے والے مراحل سے گزرتا ہے۔ یوں کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا انسان کی اپنی زندگی سیکھنے کے عمل سے شروع ہوتا ہے اور اسی عمل پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ عملی زندگی میں روزانہ کی بنیاد پر نئے مشاہدات سے انسان گزرتا ہے۔ سیکھنے کا عمل کبھی انسانی کی ذات تک محدود ہوتا ہے کبھی اجتماعی شکل اختیار کر جاتا ہے جس میں ایک دوسرے سے سیکھنا ،اپنے سماج سے سیکھنا اور اپنے اردگرد سے سیکھنا شامل ہے۔ اگر ہم مزید مشاہدات میں چلے جائیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ سیکھنے کے اس عمل کی بنیاد خیال پر ہے۔ خیال بنیادی طور پر عمل کا بنیادی نقطہ ہے۔ پہلے خیال ابھرتا ہے اور بعدازاں اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ بحیثیت انسان اگر ہم اپنے حقوق کے متعلق خود نہیں سوچیں گے تو اس بات کا یقین رکھیں کہ پھر ہمارے حقوق کے لئے کوئی اور نہیں سوچے گا۔ اس حوالے سے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ بحیثیت انسان ہمارے حقوق کیا ہیں؟ ہمارے بنیادی حقوق میں انسانی بقا کا حق ،زندگی کا حق ،مذہبی آزادی اور سیاسی آزادی سمیت دیگر حقوق شامل ہیں۔ دوسری جنگ عظیم میں کروڑوں انسان مارے گئے۔ اس وقت دنیا میں موجود تمام طاقت ور قوتوں نے آئندہ اس طرح کی صورتحال سے بچنے کے لئے انسانی حقوق کے متعلق ایک منشور تیار کیا گیا جسے انسانی حقوق کے عالمی منشور کا نام دیا گیا۔ اس منشور میں زندہ رہنے کے حق کو ہر انسان کا بنیادی اور ضروری حق مانا گیا۔ محصولات اور ٹیکسوں کی وصولی کے لئے خود مختیار نظام وضع کیا گیا، حکومت کو چلانے اور انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایک معاشی نظام تشکیل دیا گیا۔ اسی طرح جمہوری روّیوں کا انسانی حقوق کے فروغ میں بنیادی کردار ہے۔ جمہوری روّیوں کا تقاضا یہی ہے کہ تمام انسان ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کریں۔ جمہوری روّیوں کو ہم ملکی سطح پر دیکھنے سے پہلے اپنے اردگرد کا جائزہ لیں اور مشاہدہ کریں کہ کیا ہمارے گھروں، محلوں اور سوسائٹی میں جمہوریت ہے؟ مشاہدے سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ مجموعی طور پر ہمارے اردگرد جمہوریت نظر نہیں آتی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جمہوری روّیوں کا آغاز اپنے گھروں محلوں اور سوسائٹی سے کریں۔ برابری کے فلسفے پر عمل کریں ،ایک دوسرے کی رائے کا احترام کریں۔ آج دنیا گلوبل ویلیج بن چکی ہے۔ ہم سوشل میڈیا کے ذریعے عوام، نوجوانوں اور ہر طبقہ تک رسائی حاصل کر کے ان میں جمہوری روّیوں کے فروغ کی تعلیم کو عام کرنے کی کوشش کریں۔ جب رویوں میں مثبت تبدیلیاں رونما ہوں گی تب جا کر باقی مسائل حل ہونگے۔

انتہاپسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

پروفیسر فاروق کبدانی

ہم اپنے موضوع کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے تفصیلی گفتگو کریں گے تا کہ یہ جانکاری حاصل ہو کہ میڈیا کیا ہے، اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں، انتہاء پسندی کے فروغ یا انسداد میں اس کا کیا کردار ہے۔ سب سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ شرکاء بھی اس بحث میں حصہ لیں کیونکہ یہاں ہم ایک دوسرے سے سیکھنے کی کوشش کریں گے۔ ہم میں کوئی عالم یا فاضل نہیں بلکہ ہم سب سیکھنے اور سکھانے کے مرحلے سے گزر رہے ہیں۔ میڈیا کا مطلب کسی بھی خبر کو جانچنا، اس کا نتیجہ نکال کر لوگوں تک منتقل کرنا ہے۔ جدید دنیا میں میڈیا متعدد اقسام

> رواداری کے معنی برداشت کرنے کے ہیں۔ فکر و اعتقاد، رنگ ونسل اور زبان و وطن کی بنیاد پر کسی عصبیت کا شکار ہوئے بغیر تحمل و بردباری سے دوسرے کو برداشت کرنا رواداری ہے۔

میں کام کر رہا ہے جس میں پرنٹ میڈیا ،الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا شامل ہیں۔ اگر ہم میڈیا کی درجہ بندی کریں تو ہمیں دو حصوں میں میڈیا نظر آئے گا، ایک حصہ ریاستی اور دوسرا حصہ پرائیوٹ میڈیا۔ ہمارے ملک میں میڈیا کی جو بنیادی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اس میں خبر کی حقیقت کو عوام تک پہنچانا ،انتہاء پسندوں کی جانب سے کی جانے والی دہشت گردانہ کاروائیوں کی لائیو کوریج نہ کرنا ،خبروں میں اشتعال انگیزی کو فروغ نہ دینا ،ایسے علماء سیاست دان ،اسکالروں اور سماجی شخصیات کو اپنی ٹاک شوز میں مدعو کرنا جو بنیادی مسائل کو دیکھتے ہوئے ان کے حل کے لئے غیر جانبدارانہ تجاویز دے سکیں شامل ہیں۔ بدقسمتی سے آج میڈیا بھی انتہاء پسندی کے فروغ میں اہم اور بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔ ریٹنگ کی جنگ میں تمام اخلاقی وانسانی اصولوں کو روندا جارہا ہے۔ دہشت گردی کی کاروائیوں کی براہ راست کوریج کر کے ایک جانب انتہاء پسندوں کے ایجنڈے کو فروغ دیا جارہا ہے تو دوسری جانب ملک میں خوف کے ماحول کو جنم دیا جارہا ہے۔ ہمارے میڈیا میں گیٹ کیپر کا تصور ہی نہیں۔ اگر گیٹ کیپر کے تصور کو اپنا کر خبریں نشر کی جائیں تو یقیناً عوام کو ایک سچی خبر ملنے میں خود جستجو کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ پاکستان میں پیمرا ایک ادارہ ہے جو صرف برائے نام یا حکومت کی خواہش پر کام کر رہا ہے۔ اگر پیمرا اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے تب ہی میڈیا میں انتہاء پسندی کے فروغ کو ختم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

انتہاء پسندی کیا ہے ،اسکی مختلف اقسام ،ہمارے زندگیوں پر اثرات اور اس کی روک تھام کے لئے لائحہ عمل

فرید احمد شاہوانی

انتہاء پسندی ایک سوچ ،روّیہ اور نظریہ کا نام ہے جو بنیادی طور پر سوچ سے جنم لیتا ہے۔ بعدازاں اس کے اثرات انسانی روّیوں میں نظر آتے ہیں۔ اس وقت ہمارے ملک میں مذہبی انتہاء پسندی اپنی شدت کے ساتھ موجود ہے جو ہمارے معاشرے پر خطرناک اثرات مرتب کر رہی ہے۔ سماجی ناانصافی بھی ہمارے ملک میں اپنی شدت کے ساتھ موجود ہے اور کم وبیش ہر فرد کسی نہ کسی شکل میں سماجی ناانصافی کا شکار ہے۔ ہمارا سماج میں بچیوں کی شادیاں طے کرتے وقت بہت کم ان کی رائے کو اہمیت دی جاتی ہے۔ یہ سماجی اانتہاء پسندانہ سوچ ہے جس کی ہمیں حوصلہ شکنی کرنا چاہئے۔ سیاسی انتہاء پسندی بھی ہمارے معاشرے میں مضبوط شکل میں موجود ہے جس میں اپنے سیاسی نظریات اور سیاسی مفادات کو عظیم تر اور تنقید کو جرم سمجھا جاتا ہے۔ انتہاء پسندی کے معاشرے پر بہت برے اثرات پڑتے ہیں۔ لوگوں میں رواداری اور برداشت ختم ہوجاتی ہے۔ اس دوران امن کو شدید خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ کسی بھی معاشرہ کے لئے امن بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ جس معاشرے میں امن نہیں ہوتا وہاں لوگوں کی معاشی حالت تباہ ہوجاتی ہے۔ غربت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ انسانی حقوق خصوصاً خواتین کی حقوق کی پامالی ہوجاتی ہے۔ انتہاء پسند انسانی حقوق پر یقین نہیں رکھتے۔ آج اس خطے میں امن ناپید ہو چکا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے شروع ہی سے ملک میں مذہبی تنظیموں کو سپورٹ کیا ہے۔ بلکہ اگر دیکھا جائے تو ان کو وسائل فراہم کئے ہیں۔ انتہاء پسندی کے عوامل میں تعلیم کی کمی ،مذہب کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا ،بے روزگاری ،اور غربت بھی شامل ہیں۔ ان حالات میں بحیثیت شہری ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم مل کر انتہاء پسندی کو روکنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کیلئے ،تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

اسد بلوچ

انسان کی ابتدائی تربیت اس کی ماں کی گود سے ہوتی ہے اور دوسری تربیت اس کے اپنے گھر کے ماحول سے اور پھر جا کر وہ معاشرے سے کچھ سیکھتا ہے۔ یوں چلتے چلتے اسکول

،کالج اور یونیورسٹی تک انسان جو سیکھتا ہے ان تمام کا اثر اس کے روّیہ اور کردار میں نظر آتا ہے۔ باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو انسان میں موجود مثبت سوچ کو نصاب ابھار کر سامنے لاتا ہے۔ مگر ہمارے نصاب میں وہ بنیادی خصوصیات نظر نہیں آتیں جو کسی بھی فرد کو باکردار شہری اور اچھے انسان بنانے کے لئے کافی سمجھی جاتی ہیں۔ اس وقت ہم مجموعی طور پر ایک ایسے معاشرے میں زندگی بسر کر رہے ہیں جس میں انتہا پسندی واضح نظر آتی ہیں۔ اگر ہم تعلیمی نصاب کا جائزہ لیں تو بدقسمتی سے ہمارے نصاب مکمل طور پر قصے کہانیوں سے بھرے پڑے ہیں۔ انسانی حقوق کی تعلیم کو اگر نصاب کا حصہ بنایا جائے تو ہر انسان کو بچپن ہی سے اپنے اور دوسرے انسانوں کے بنیادی حقوق کے متعلق نہ صرف آگاہی حاصل ہوگی بلکہ انہیں انسانی حقوق کا خیال رکھنے میں بھی مدد ملے گی۔ تعلیمی ادارں خصوصاً پرائمری اور مڈل کے تعلیمی نصاب کو ترتیب دینے والے اداروں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق مضامین کی شمولیت کو اوّلیت دیں جس سے طلباء بچپن ہی سے انسانی حقوق اور اپنے فرائض کے متعلق آگاہ ہونگے اور بعدازاں وہ معاشرے سے انتہاء پسندی کے تدارک کے لئے اپنا مثبت کردار ادا کرسکیں گے۔ ہمارے معاشرے میں یہ ایک المیہ ہے کہ تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق کسی قسم کی آگاہی شامل نہیں کی گئی ہے۔ اچنبھے کی بات ہے کہ ہمارے بچوں کو انسانی حقوق کے متعلق تعلیم نہیں دی جاتی حالانکہ انسان حقوق کے متعلق علم نہ ہونا بھی انتہاء پسندی کی فروغ میں ایک کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیمی نصاب کی تشکیل کرنے والے ادارے تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق آگاہی کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے نصاب ترتیب دیں تاکہ ہمارے بچوں کو شروع میں ہی ان کے حقوق سے آگاہی ملے اور ایک دوسرے کے حقوق کے احترام کی ترغیب حاصل ہو اور تعلیم سے فراغت کے بعد وہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان بننے کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کا خیال رکھنے والے انسان بھی بن جائیں۔

ضلع واشک (ماشکیل)

21-22 اکتوبر 2016ء

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

محمد یونس

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق ملک کے تمام صوبوں کے مختلف اضلاع اور تحصیلوں میں انتہاء پسندی کی روک تھام اور انسانی حقوق کی تعلیم کے حوالے سے تربیتی ورکشاپوں کا انعقاد کر رہا ہے۔ اس وقت انتہاء پسندی ہمارے ملک میں سنگین صورتحال اختیار کر چکی ہے۔ انتہاء پسند اپنا نظریہ، اپنی سوچ اور اپنی مرضی کو عوام پر زبردستی تھوپنے کے لئے روزانہ کوئی نہ کوئی اقدام اٹھاتے ہیں۔ انتہاء پسندی اس حد تک بڑھ چکی ہے کوئی بھی اس کے نتائج سے محفوظ نہیں۔ دوسری جانب انتہاء پسندی کے روک تھام اور اس کے اثرات سے عوام کو آگاہ رکھنے کے لئے کوئی اقدام نہیں اٹھایا جا رہا۔ اس حوالے سے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے ہم آپ سب سے یہ امید رکھتے ہیں کہ آپ تربیتی ورکشاپ کے دوران بحث میں بھر پور حصہ لیں گے اور اس دوروزہ ورکشاپ میں آپ جو سیکھیں اسے اپنے گلی محلوں بلکہ ہر گھر میں پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ اس حوالے سے آپ اپنے اپنے علاقوں میں کمیونٹی میٹنگوں کا انعقاد کر کے لوگوں کو آگاہ کریں کہ انتہاء پسندی کیا ہے، ہمارے معاشرے پر اس کے اثرات کیسے پڑ رہے ہیں اور اس کے روک تھام کے لئے کمیونٹی کیا کردار ادا کرسکتی ہے۔

ضلع واشک کے مسائل شرکاء کی نظر میں

یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ ضلع واشک کا شمار بلوچستان کے انتہائی پسماندہ اضلاع میں ہوتا ہے۔ کسی بھی علاقے کی ترقی میں مواصلات کی بنیادی اہمیت ہوتی ہیں مگر ضلع واشک کے تقریباً تمام علاقے پکی سڑک سے محروم ہیں۔ پکی سڑک نہ ہونے کی وجہ سے چالیس سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے کو گھنٹوں میں طے کیا جاتا ہے اور کرایہ بھی ہزاروں روپوں میں خرچ ہوتا ہے۔ ضلع بھر کے سکولوں میں تعلیمی سہولیات کا فقدان ہے۔ سکولوں میں سائنس کا سامان نہیں، فرنیچر کی کمی اور اسٹاف کی کمی کے علاوہ سینکڑوں سکول ایسے ہیں جن کی عمارتیں نہیں ہیں۔ طلباء کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ صحت کے حوالے سے بھی مسائل ہی مسائل نظر آتے ہیں۔ ہسپتال میں ادویات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ڈاکٹروں کی کمی ہے خصوصاً خواتین کی صحت کے حوالے سے شدید پریشانی کا سامنا ہے۔ کئی سرکاری اداروں کی عمارتیں بھی نہیں ہیں۔ حکومت کی جانب سے ماشکیل کے لئے کوئی ترقیاتی منصوبہ نظر نہیں آتا جس کی وجہ سے لوگ پریشانی کا شکار ہو کر مایوس کی طرف جا رہے ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ عوامی مسائل کے حل کے لئے کوئی واضح لائحہ عمل ترتیب دیں۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کیلئے، تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت۔

اسد بلوچ

انسانی حقوق کی تعلیم کا بنیادی مقصد انسان اپنے اور دوسرے لوگوں کے بنیادی حقوق کو پہچان لینا ہے۔ انسانی حقوق کی تعلیم سے معاشرے میں مثبت تبدیلی لائی جاسکتی ہے کیونکہ حقوق کی تعلیم انسان کو باشعور بنا دیتی ہے جس سے انتہاء پسندی اور معاشرتی تشدد کا خاتمہ ممکن ہوسکتا ہے اور اسی طرح انسانی حقوق کی تعلیم سے انسانی روّیوں میں بھی بڑی مثبت تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ انسانی حقوق کی تعلیم کو اگر نصاب کا حصہ بنایا جائے تو ہر انسان کو بچپن ہی سے اپنی اور دوسرے انسانوں کے بنیادی حقوق کے متعلق نہ صرف آگاہی حاصل ہوگی بلکہ انہیں انسانی حقوق کا خیال رکھنے میں بھی مدد ملے گی تعلیمی ادارں خصوصاً پرائمری اور میڈل کے تعلیمی نصاب کو ترتیب دینے والے اداروں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق مضامین کی شمولیت کو اولیت دیں جس سے بچے بچپن ہی سے انسانی حقوق اور اپنے فرائض کے متعلق آگاہ ہونگے اور جو عملی زندگی میں انتہاء پسندی کی تدارک کے لئے اپنی مثبت کردار ادا کرسکیں گے ہمارے معاشرے میں یہ ایک المیہ ہے کہ تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق متعلق کسی قسم کی آگاہی شامل نہیں کی گئی ہے اچھونبے کی بات ہے کہ ہمارے بچوں کو انسانی حقوق کے متعلق تعلیم نہیں دی جاتی حالانکہ انسان حقوق کے متعلق نہ جاننا بھی انتہاء پسندی کی فروغ میں ایک کلیدی کردار ادا کرتی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیمی نصاب کی تشکیل کرنے والے ادارے تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق آگاہی کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے نصاب کی ترتیب بنائیں تاکہ ہمارے بچوں کو بچپن میں ہی ان کے حقوق ایک دوسرے کے احترام کی ترغیب حاصل ہوتا تعلیم سے فراغت کے بعد وہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان بننے کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کا خیال رکھنے والا انسان بھی بن جائیں۔

انسانی حقوق کا فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

ندیم عباس

مجھے جو موضوع دیا گیا ہے وہ اپنے اندر مختلف موضوعات کا مجموعہ رکھتا ہے، لیکن میں ایک بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ یہاں کوئی عالم فاضل نہیں بیٹھا۔ ہم سب سیکھنے کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہیں۔ کسی کے علم کا پیمانہ زیادہ ہے وہ زیادہ بولتا ہے اور کسی کے علم کا پیمانہ کم ہیں وہ اپنی بساط کے مطابق ایک سوچ رکھتا ہے۔ یہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ ہم سب سیکھنے کے مراحل سے گزر رہے ہیں اور مزید سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یاد رکھا جائے کہ انسان ابتداء سے لیکر انتہاء تک سوچنے اور سیکھنے کے عمل کا حصہ ہی ہوتا ہے۔ اس لئے میری یہ کوشش ہوگی

کہ میں کچھ آپ لوگوں سے سیکھوں اور کچھ اپنا علم آپ لوگوں میں منتقل کروں۔اس کو لیکچر نہیں بلکہ مباحثہ سمجھا جائے۔مباحثہ ہمیشہ یکطرفہ نہیں ہوتا۔اس میں فریقین کی مشترکہ طور پر شمولیت ضروری ہوتی ہے۔اس لیے ہم اس مباحثہ کو مشترکہ طور پر آگے لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مجھے جس عنوان پر بات کرنی ہے وہ بنیادی طور پر تین حصوں میں تقسیم ہے۔انسانی حقوق کے فروغ ،حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار۔اگر ہم اپنے حقوق کے متعلق خود نہیں سوچیں گے تو یقیناً حکومت یا کوئی اور ادارہ ہماری طرف توجہ نہیں دے گا۔آپ میں سے کتنے ساتھی ایسے ہیں جنہیں انسانی حقوق کے متعلق علم ہے؟ انسانی حقوق میں انسانی بقا کا حق ،زندگی کا حق ،مذہبی آزادی ،اور سیاسی آزادی سمیت دیگر شامل ہیں۔10 دسمبر 1948ءکو انسانی حقوق کا عالمی منشور منظور کیا گیا۔ انسانی حقوق کے یونیورسل ڈیکلریشن (UDHR) کے کل تیس نکات ہیں جن کی اقوام متحدہ میں شامل کسی رکن ملک نے مخالفت نہیں کی جس میں پاکستان بھی شامل ہے۔دوسری جنگ عظیم میں تقریباً چھ کروڑ انسان مارے گئے۔ جنگ عظیم دوم میں نہ صرف انتہائی خونریزی ہوئی بلکہ انسانی حقوق کی بھی شدید پامالی ہوئی۔جنگ کے بنیادی اسباب میں جہاں مادی مفادات تھے وہیں مذہبی بالا دستی اور اقتدار کے حصول کی خواہش بھی تھی۔ ہر بادشاہ یا شہنشاہ و حکمران یہی چاہتا تھا کہ وہ بذور طاقت پوری دنیا کے انسانوں کو غلام بنا رکھے۔اسی خواہش کی تکمیل میں جنگوں نے جنم لیا اور انسانی جانوں کا ضیاع بھی ہوا۔اس پوری صورت حال میں اگر ہم غور کریں تو ہم بخوبی جان سکتے ہیں کہ حقوق کی پامالی اور فرائض کی عدم ادائیگی ہی معاشرے میں بگاڑ اور زوال کا سبب بنتے ہیں۔ ریاست میں اس کے آئینی ادارے جو قوانین رائج کرتے ہیں ان پر عمل کرنا ہر شہری کا فرض بنتا ہے۔اسی طرح ریاست کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے باشندوں کو ان کے حقوق دلوائے۔دوطرفہ عمل کے سبب انسانی حقوق اور ریاستی قوانین کی پامالی نہیں ہوتی۔ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کو اپنے حقوق کے متعلق علم ہو۔بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے لوگوں کی اکثریت جاننے کے حق سے آگاہی نہیں رکھتی۔ یہ ایک بنیادی حق ہے۔ جاننے کی حق کے حوالے سے ایک سادہ کاغذ پر لکھی درخواست پر آپ بحیثیت شہری کسی سرکاری محکمے کے متعلق معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔اگر کوئی آپ کو اس حق سے محروم رکھتا ہے تو آپ اس کے خلاف حکام بالا تک جا سکتے ہیں۔انسانی حقوق کے پیروکار جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں لیکن کچھ عناصر ایسے ہیں جو ملک میں جمہوریت نہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ انتہاء پسندی کو پروان چڑھا رہے ہیں۔اس حوالے سے سول سوسائٹی کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔سماج میں بہتر تبدیلی لانے اور انتہاء پسندی کی روک تھام کے حوالے وہ بہتر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم تمام انسانوں کو یہ شعور دیں کہ انتہاء پسندی تمام مسائل کی جڑ ہے جس کی وجہ سے انسانوں کے بنیادی حقوق غصب ہو رہے ہیں اس لئے اس کا انسداد ضروری ہے ۔سیشن کے اختتام پر سوال جواب کا سلسلہ شروع ہوا جس میں شرکاء نے موضوع اور لیکچر کی مناسبت سے سوالات کئے بعد ازاں ایک گروپ ورک کا اہتمام کیا گیا جس میں شرکاء کو انسانی حقوق ،سول سوسائٹی کا کردار کے مناسبت سے گروپ ورک کروایا گیا۔

انتہاء پسندی کی انسداد و فروغ میں میڈیا کا کردار،

پروفیسر فاروق کبدانی

میڈیا خبر، اطلاع اور معلومات کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا بنیادی اور اہم ذریعہ ہے۔میڈیا کی مختلف اقسام ہیں جن میں پرنٹ میڈیا ،الیکٹرانک میڈیا ،سوشل میڈیا وغیرہ شامل ہیں۔ ہر ریاست کا ایک اپنا میڈیا نیٹ ورک بھی ہوتا ہے جس طرح ہمارے ہاں پاکستان ٹیلی ویژن ،ریڈیو پاکستان وغیرہ ہیں۔ پرائیوٹ میڈیا کی بنیاد بزنس کے نقطہ نظر سے رکھی گئی۔ریٹنگ بڑھانے کے لئے خبر کو خبریت کے بجائے بزنس کے ترازو میں تولنا شروع کیا گیا۔ پرائیوٹ میڈیا کے غلبے نے جہاں معاشرے پر بہتر اثرات مرتب کئے وہیں مالکان کے بزنس مفادات ،ریٹنگ کی جنگ اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کے عمل نے معاشرے پر انتہائی برے اثرات مرتب کئے۔خصوصاً ٹاک شوز میں تو تمام حدود پار کی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ جہاں شدت پسند کوئی کاروائی کرتے ہیں تو ہمارا میڈیا اسے براہ راست نشر کرتا ہے۔جائے وقوع کی لائیو کوریج کی جاتی ہے جس سے انتہاء پسندوں کا پیغام پوری دنیا میں جا رہی ہوتا ہے اور خوف کا ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ٹی وی اینکر اپنے پروگراموں میں ایسے علماء، سیاست دانوں اور مختلف شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کو مدعو کریں جو ایک واضح سوچ رکھتے ہوں۔ ہمارے ملک میں پیمرا جس کا بنیادی کردار گیٹ کیپر کا ہے اس کے حکام اپنا کردار ادا نہیں کر رہے ہیں۔میڈیا پر ان کا کوئی کنٹرول نظر نہیں آتا۔ جب گیٹ کیپر اپنے کردار سے غافل ہو گا تو یقیناً کوئی اصول وضوابط باقی نہیں رہتا۔

انتہاء پسندی کیا ہے ،اس کی مختلف اقسام ،ہماری زندگیوں پر اثرات اور اس کی روک تھام کے لئے لائحہ عمل

فرید احمد شاہوانی

ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں یہاں ہر گزرتے دن کے ساتھ انتہاء پسندی کی سوچ مضبوط ہوتی جارہی ہے۔جب ہم انتہاء پسندی کے متعلق گفتگو کرتے ہیں تو فوری طور پر ہماری ذہنوں میں مذہبی انتہاء پسندی آتی ہے۔اس لئے ہمیں پہلے اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ انتہاء پسندی کا اصل مفہوم کیا ہے۔انتہاء پسندی بنیادی طور پر ایک سوچ کا نام ہے جس کے اثرات ہمارے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہیں۔انتہاء پسند اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے آخری حد تک جاتے ہیں۔انتہاء پسندی کی مختلف اقسام ہیں جن میں سے ہم کچھ پر یہاں بات کرتے ہیں مثلاً سیاسی انتہاء پسندی ،نسلی انتہاء پسندی ،مذہبی انتہاء پسندی ،لسانی انتہاء پسندی ،ذاتی انتہاء پسندی ،خاندانی انتہاء پسندی اور گروہی انتہاء پسندی۔ہم جس سماج میں رہ رہے ہیں اس میں دن بہ دن انتہاء پسندانہ سوچ اور رویوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔نئی نسل اس کے اثرات سے بری طرح متاثر ہورہی ہے۔انتہا پسندی کے عوامل میں تعلیم کی کمی ،منبر کا غلط استعمال ،شرانگیز تحریریں اور مذہب کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کرنا شامل ہیں۔ایسی صورتحال میں اس معاشرے کے فرد کی حیثیت سے ہم سب کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس سوچ ،رویہ کے اثرات اور نقصانات کے متعلق اپنے اردگرد کے لوگوں کو آگاہ کریں۔انتہا پسندی کی روک تھام کے لئے منصوبہ بندی کریں۔ انتہاء پسندی کے معاشرے پر بہت برے اثرات پڑتے ہیں۔لوگوں میں رواداری ختم ہوتی ہے اور قوت برداشت جواب دے دیتی ہے۔اس دوران امن کو شدید خطرہ لاحق ہوتا ہے۔کسی بھی معاشرہ کے لئے امن بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔جس معاشرے میں امن نہیں ہوتا وہاں لوگوں کی معاشی حالت تباہ ہو جاتی ہے۔غربت میں اضافہ ہو جاتا ہے ساتھ ہی ساتھ انسانی حقوق خصوصاً خواتین کے حقوق کی پامالی شروع ہو جاتی ہے۔انتہاء پسند انسانی حقوق پر یقین نہیں رکھتے ان کا ہمیشہ ٹارگٹ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہی ہوتا ہے۔آج اس خطے میں امن ناپید ہو چکا ہے۔لوگوں کو سمجھنا چاہیئے کہ مذہب کیا پیغام دیتا ہے۔حقیقت یہی ہے کہ ہر مذہب انسان کو امن و شانتی کا درس دیتا ہے۔اس کے علاوہ ایسی صورتحال کا احاطہ کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے بنیاد پرستی پھیلتی ہے اور نوجوانوں کے ذہن اثر انداز ہوتے ہیں۔ایسے میں میڈیا کا بنیادی کردار بنتا ہے کیونکہ موجودہ بنیاد پرستی کے تناظر میں میڈیا اور سیلبس میں ایسے رجحانات ہیں جو بنیاد پرستی پھیلانے کا سبب بن رہے ہیں۔میڈیا میں سیکولر اور لیبرل لوگوں کو مواقع فراہم کیا جائے تاکہ وہ بھی اپنی موقف پیش کرسکیں۔مذہبی لوگوں خاص کر مساجد کے پیش امام بھی انتہاء پسندی کو ختم کرنے کے لئے ہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

بچے

بچوں کو قتل کرنے کے بعد خودکشی کر لی

مالاکنڈ پلئی شیر خانہ میں ایک شخص نے مبینہ طور پر گھریلو ناچاقی سے دلبرداشتہ ہو کر ایک بیٹی سمیت تین بچوں کو قتل کر کے اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ ملاکنڈ لیویز نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔ ملاکنڈ لیویز رپورٹ اور مقتولین کے رشتہ داروں کے مطابق موضع پلئی شیر خانہ میں راج ولی ولد علی بہادر کا اپنی بیوی کے ساتھ گزشتہ تین مہینے سے تنازعہ چل رہا تھا جس کی وجہ سے بیوی میکے میں تھی۔ 29 ستمبر کی رات راجی ولی مبینہ حالات سے دلبرداشتہ ہو کر گھر میں موجود چودہ سالہ بیٹی منیبہ، بیٹے اسماعیل عمر 12 سال اور امتیاز عمر 13 سال کو بندوق سے فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور بعد ازاں خود کو بھی گولی مار کر خودکشی کر لی۔

(روزنامہ آج)

بچوں کے حقوق کے تحفظ پر زور

شہداد کوٹ یکم نومبر کو بچوں کے حقوق کے عالمی دن کے حوالے سے ''ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (ایچ آر سی پی) کور گروپ ضلع قمبر شہداد کوٹ کی طرف ''بچوں کے حقوق اور سول سوسائٹی کا کردار کے موضوع پر ایک پروگرام منعقد کیا گیا جس میں ایچ آر سی پی کور گروپ اور سول سوسائٹی کے افراد اور صحافیوں نے بھرپور شرکت کی۔ پروگرام میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے سماجی رہنما افتخار حسین منگی نے کہا ہے کہ بچے ہمارا مستقبل ہیں جس کی بہتر نشو و نما کر کے ہی ہم اپنا مستقبل روشن کر سکتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں بچوں کے حقوق کی خلاف ورزیاں روز کا معمول بن چکی ہیں جس سے پورا معاشرہ تشدد کا شکار ہو رہا ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدے پر عمل کر کے بچوں کے حقوق پر عملدرآمد کیا جائے۔ پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے سماجی رہنما سائرہ خان منگی نے کہا کہ ہم بچوں کو حقوق دے کر ہی بہتر معاشرہ وجود میں لا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بچوں، خاص طور پر بچیوں کو تعلیم دلوا کر معاشرے کو ناخواندگی کا شکار ہونے سے بچائیں۔

(ندیم جاوید)

بچے کو مارنے کی کوشش

قلات 29 ستمبر کو ضلع قلات سے تیس کلومیٹر دور علاقہ احمد آباد میں دو افراد نے قاری غلام حیدر کے کمسن بچے جس کی عمر تقریباً چھ سال بتائی گئی ہے کو زندہ جلانے کی کوشش کی واقعہ کے بارے میں مقامی اخبارات سے معلوم ہونے پر ایچ آر سی پی کی دورکنی ٹیم جس میں علی نواز اور راقم شامل تھے، نے گاؤں جا کر تفصیلات معلوم کیں۔ قاری غلام حیدر نے بتایا کہ جلیل احمد اور جمیل احمد نے اس بچے پر پیٹرول چھڑک کر آگ لگانے کی کوشش کی، بچے کے شور مچانے پر علاقے والے جن میں مرد اور خواتین جمع ہو گئے اور بچے کو زیادہ جلنے سے بچانے میں کامیاب ہو گئے اور بعد میں بچے کو سول ہسپتال قلات علاج کے لیے لایا گیا جبکہ بچے کے والد قاری غلام حیدر نے واقعہ کے بارے میں قلات انتظامیہ کو درخواست دی جس کے بعد پولیس نے چھاپہ مار کر دونوں افراد جلیل احمد اور جمیل احمد کو اپنے تحویل میں لے کر مزید تفتیش شروع کر دی۔ (محمد علی دہوار)

آٹھ سالہ بچی کی تیس سالہ نوجوان سے شادی

سبی صدر تھانہ پولیس کی حدود میں واقع گاؤں بکھڑا میں میرجت قبیلے سے تعلق رکھنے والے محمد اکبر نامی شخص نے اپنی دوسری شادی کے عوض اپنی آٹھ سالہ کمسن بچی گل بی بی کی شادی اپنے سالے غلام ربانی کے ساتھ زبردستی شادی کروائی جس کی شکایت بچی کی چچی میرزادی نے صدر پولیس کو درج کروائی جس پر ایس ایچ او صدر پولیس نے چھاپہ مار کر کمسن بچی کو اپنی تحویل میں لے لیا جبکہ دو کے والد اور دو باراتیوں کو گرفتار کر لیا جبکہ دولہا اور بچی کا والد موقع سے فرار ہو گئے۔ تاہم صدر پولیس نے چائلڈ میرج ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کر کے بچی اور ملزمان کو جوڈیشل مجسٹریٹ ٹوظل ہماء کی عدالت میں پیش کیا جس پر معزز عدالت نے بچی کے بیانات قلمبند کرنے کے بعد ملزمان کو پانچ روزہ ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کر دیا جبکہ دولہا اور اس کے والد کو گرفتار کرنے کا حکم جاری کیا۔ بچی کو اس کی چچی میرزادی کے حوالے کر دیا گیا۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کو پولیس گرفتار نہیں کر سکی تھی۔ وقوعہ 25 نومبر کو پیش آیا تھا۔ (عالم جان)

پاکستان بچوں کی بلند ترین شرح اموات والے ممالک میں شامل

کوالالمپور حال ہی میں سامنے آنے والی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ گزشتہ برس دنیا بھر میں پانچ سال کی عمر تک پہنچنے سے قبل وفات پانے والے 59 لاکھ بچوں میں سے 60 فیصد بچوں کا تعلق ایشائی اور افریقی ممالک سے تھا۔ برطانوی خبر رساں ایجنسی رائٹرز کے مطابق دی لینسیٹ میڈیکل جرنل میں شائع ہونے والی رپورٹ میں بچوں کی شرح اموات کو کم کرنے کے لیے فوری اقدامات پر زور دیا گیا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ تازہ ترین اعداد و شمار 194 ممالک میں بچوں کی شرح اموات میں فرق کی نشاندہی کرتے ہیں اگرچہ 2010 کے مقابلے میں پانچ سال سے کم عمر بچوں کی اموات میں 40 لاکھ تک کی واقع ہوئی ہے۔ گزشتہ برس 59 لاکھ اموات میں سے 36 لاکھ بچوں کا تعلق 10 ایشیائی اور افریقی ممالک سے تھا جن میں بھارت، نائیجیریا، پاکستان، عوامی جمہوریہ کانگو، ایتھوپیا، چین، انگولا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش اور تنزانیہ شامل ہیں۔ عالمی ادارہ صحت، جانز ہاپکنز بلومبرگ اسکول آف پبلک ہیلتھ اور لندن اسکول آف ہائیجین کے محققین کے مطابق بچوں میں اموات کی سب سے بڑی وجہ قبل از وقت پیدائش اور نمونیہ ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ بچوں کے زندہ رہنے کی شرح میں بھی معقول حد تک اضافہ ہوا ہے لیکن کئی ممالک پانچ سال سے کم عمر بچوں کی شرح اموات کو 1990 سے 2015 کے دوران دو تہائی تک کم کرنے کے اقوام متحدہ کے ملینیم ڈویلپمنٹ گول (ایم ڈی جی) کو پورا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ محققین کے مطابق پیدائش کے ابتدائی 28 ایام میں بچوں کی شرح اموات کو کم کرنے میں سست پیش رفت ایم ڈی جی کے اہداف کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ رپورٹ کے مطابق گزشتہ برس موت کے منہ میں جانے والے 59 لاکھ بچوں میں سے 27 لاکھ بچوں نوزائیدہ تھے۔ جانز ہاپکنز بلوم برگ اسکول آف پبلک ہیلتھ سے تعلق رکھنے والی اس تحقیق کے مصنفہ لی لوئی کہتی ہیں کہ 'مسئلہ یہ ہے کہ تمام ملکوں میں پیش رفت ایک جیسی نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ کئی ممالک ایسے ہیں جہاں بچوں کی شرح اموات انتہائی زیادہ ہے'۔ انہوں نے مزید کہا کہ 'افریقا اور جنوبی ایشیا میں پائیدار ترقی کے اہداف (ایس ڈی جی) کے تحت بچوں کی بقاء کے ہدف کو حاصل کرنے کے لیے معقول پیش رفت کی ضرورت ہے'۔ ایس ڈی جی جس نے گزشتہ برس ایم ڈی جی کی جگہ لی، اس کے تحت تمام ممالک 2030 تک پانچ سال سے کم عمر بچوں کی شرح اموات کو 25 اموات فی 1000 پیدائش تک محدود کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ محققین نے بچوں کی شرح اموات کو کم کرنے کے لیے ماں کا دودھ پلانے نمونیہ، ملیریا اور دست کی ویکسینیشن کے ساتھ ساتھ پانی اور نکاسی آب کا نظام بہتر بنانے کی تجویز پیش کی ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

ایڈز کے 638 مریض رجسٹرڈ

کوئٹہ بلوچستان میں ایڈز سے متاثرہ افراد کی تعداد میں پریشان کن حد تک اضافہ دیکھا جا رہا ہے، صوبے میں جاری ایڈز کنٹرول پروگرام کے سربراہ ڈاکٹر نور قاضی کہتے ہیں کہ بلوچستان ایڈز کنٹرول پروگرام میں اب تک 638 ایڈز کے مریض رجسٹرڈ کیے جا چکے ہیں جو صوبے کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ڈان سے بات کرتے ہوئے ڈاکٹر نور کا بتانا تھا کہ 'غیر رجسٹرڈ شدہ مریضوں کی تعداد اس سے بھی زیادہ پریشان کن ہے'۔واضح رہے کہ ہر سال یکم دسمبر کے دن دنیا بھر میں ایڈز کا عالمی دن منایا جاتا ہے، اس دن کا مقصد دنیا بھر کے افراد کو اس موذی مرض کے خلاف متحد کرنا اور ایڈز سے متاثرہ افراد سے یکجہتی کا اظہار ہے، اس دن کو منانے کا باقاعدہ آغاز 1988 میں کیا گیا تھا۔پاکستان بھر کی طرح کوئٹہ کے آفیسرز کلب میں بھی ایڈز کے دن کی مناسبت سے ماہرین صحت نے اس خطرناک مرض کے بارے میں آگاہی پھیلانے کے لیے اپنی معلومات پیش کیں۔ماہرین کے مطابق، بلوچستان میں ایڈز کے متاثرہ افراد میں سے بیشتر کا تعلق مکران اور ژوب کے علاقوں سے ہے۔ڈاکٹر نور قاضی بتاتے ہیں کہ ان مقامات کے زیادہ تر افراد خلیجی ریاستوں اور بیرونِ ملک رہتے ہیں، جبکہ نشے کی عادی افراد کی بھی بڑی تعداد ایڈز کے مریضوں میں شامل ہے۔ان کا بتانا تھا کہ 638 رجسٹرڈ مریضوں میں سے صرف 407 ایڈز کے مریض مناسب علاج کرا رہے ہیں۔کوئٹہ میں ایڈز کنٹرول سینٹر کے سربراہ ڈاکٹر کے ڈی عثمانی بتاتے ہیں کہ بلوچستان کے شعبہ صحت کی جانب سے کوئٹہ اور تربت میں 2 ایڈز کنٹرول سینٹر قائم کیے گئے ہیں، لیکن اس مرض سے بچاؤ کا واحد طریقہ احتیاط ہے۔ایڈز آگاہی پر منعقدہ سیمینارز میں ماہرین کی جانب سے بتایا گیا کہ صوبے کی بیشتر جیلوں میں بھی ایڈز کے مریضوں کی بڑی تعداد موجود ہے۔ڈاکٹر نور قاضی کے متعلق، جیلوں میں مریضوں کی موجودگی ایک سنگین مسئلہ ہے، کوئلے کی کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں میں بھی ایڈز کا مرض موجود ہے اور وہ علاج کے لیے کنٹرول سینٹر کا رخ کرنے کو بھی نظرانداز کر رہے ہیں۔ماہرین نے حکومت، سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹی سے اس مرض سے متعلق ا؟ گاہی پھیلانے اور اس کے خاتمے کے لیے مشترکہ اقدامات کرنے پر بھی زور دیا۔بدقسمتی سے پاکستان میں یہ مہلک مرض خطرناک حد تک پھیل رہا ہے، تمام تر مقامی اور عالمی سطح پر کیے گئے اقدامات کے باوجود اس کی پھیلتی شرح تشویشناک ہے۔ملک کے اُنیس شہروں میں ایڈز کا پھیلاؤ اور ان میں بدستور اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔عالمی ادارہ صحت کی جانب سے ایڈز کے پھیلاؤ کی اہم وجوہات میں بنا تجزیے کے خون کی منتقلی ایک اہم وجہ قرار دی جاتی ہے۔ایڈز یا ایچ آئی وی کے پھیلاؤ کی دیگر وجوہات میں ان اسٹرلائزڈ میڈیکل آلات، نشے کے عادی اور بے خبر پسماندہ لوگوں کا استعمال شدہ سرنجوں کو دوبارہ استعمال کرنا بھی شامل ہے، جس کی وجہ سے صورتِ حال سنگین تر ہوتی جا رہی ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

کوہستان ویڈیو کیس: 'لڑکیاں زندہ نہیں یا پھر لاپتہ ہیں'

اسلام آباد کوہستان ویڈیو اسکینڈل کی تحقیقات کے لیے سیشن جج کی سربراہی میں بنائے گئے کمیشن نے لڑکیوں کے غائب ہونے کی تصدیق کر دی۔یاد رہے کہ دو ہفتے قبل سپریم کورٹ نے کوہستان کے سیشن جج کو ویڈیو اسکینڈل میں 5 لڑکیوں سمیت 8 افراد کے مبینہ قتل کی مزید انکوائری کا حکم جاری کیا تھا، جنہیں 2012 میں عدالت کے ازخود نوٹس کی سماعت میں زندہ قرار دیا گیا تھا۔جسٹس اعجاز افضل کی سربراہی میں اپیکس عدالت کے 2 رکنی بینچ نے 10 نومبر کو سیشن جج کو ڈسٹرکٹ پولیس افسر (ڈی پی او) اور سینئر خاتون پولیس افسر کے ہمراہ جائے وقوع کے دورے کے احکامات جاری کرتے ہوئے انکوائری رپورٹ جمع کرانے کی ہدایت کی تھی۔سپریم کورٹ میں کوہستان ویڈیو اسکینڈل کیس کی سماعت جسٹس اعجاز افضل کی سربراہی میں دو رکنی بینچ نے کی، جس میں سیشن جج کوہستان کی جانب سے انکوائری رپورٹ جمع کرائی گئی۔رپورٹ میں عدالت کو بتایا گیا کہ سامنے لائی جانے والی لڑکیاں ویڈیو میں دکھائی دینے والی لڑکیوں سے مختلف ہیں۔رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ کمیشن کی جانب سے لڑکیوں کے والدین اور اہل خانہ سے اصرار کیا گیا کہ ظاہر کی جانے والی لڑکیوں کی تصاویر لینے کی اجازت دی جائے، جس پر وہ راضی نہ ہوئے، ان کا کہنا تھا کہ پہلے ہی بہت بدنامی ہو چکی ہے اور وہ دوبارہ ایسا کچھ نہیں چاہتے۔رپورٹ کے مطابق، کمیشن کے سامنے پیش کی جانے والی امینہ اور سرن جان نامی لڑکیوں کے انگوٹھوں کے نشانات کی تصدیق نہیں ہو سکی، اور امینہ ظاہر کی گئی لڑکی کے دونوں انگوٹھے جلے ہوئے تھے۔

رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سرن جان کے نام سے ظاہر کی گئی لڑکی کا والد اسکی عمر نہیں بتا سکا، اور سرن جان ظاہر کی جانے والی لڑکی کی عمر 16 سال تھی، یعنی 2010 میں جب یہ واقعہ پیش آیا وہ صرف 9 یا 10 برس کی ہوگی۔

دوسری جانب بیگم جان ظاہر کی جانے والی لڑکی کی عمر میں بھی تضاد پایا جاتا ہے، جبکہ چوتھی لڑکی بازیگا کی عمر بھی درست نہیں بتائی گئی۔

رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ کمیشن اس نتیجے پر پہنچا کہ لڑکیاں یا تو زندہ نہیں یا لاپتہ کر دی گئی ہیں، جس کے بعد عدالت نے کیس کی سماعت کو 8 دسمبر تک ملتوی کر دیا۔

یاد رہے کہ صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع کوہستان کے ایک نوجوان نے 2012 میں میڈیا پر آکر یہ الزام عائد کیا تھا کہ ان کے 2 چھوٹے بھائیوں نے شادی کی ایک تقریب کے دوران رقص کیا، جس پر وہاں موجود خواتین نے تالیاں بجائیں۔

تقریب کے دوران موبائل فون سے بنائی گئی ویڈیو بعد میں مقامی افراد کے ہاتھ لگ گئی، جس پر مقامی جرگے نے ویڈیو میں نظر آنے والی پانچوں لڑکیوں کے قتل کا حکم جاری کیا جبکہ بعد ازاں ان لڑکیوں کے قتل کی اطلاعات بھی سامنے آئیں۔

قبائلی افراد کی جانب سے ویڈیو میں موجود لڑکوں اور لڑکیوں کو قتل کرنے کے احکامات جاری ہونے کی رپورٹس سامنے ا؟ نے کے بعد اپیکس کورٹ نے 2012 میں معاملے پر ازخود نوٹس لیا تھا۔

یاد رہے کہ اکتوبر میں سپریم کورٹ میں زیر سماعت کوہستان ویڈیو اسکینڈل کے معاملے پر سماجی رضاکار فرزانہ باری نے بھی لڑکیوں کے قتل سے متعلق شواہد پر مبنی دستاویزات اور ویڈیو عدالت میں جمع کرائی تھیں، جس کے مطابق جو لڑکیاں کمیشن کے سامنے پیش کی گئیں تھیں وہ ویڈیو میں نہیں تھیں۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ ڈان)

صحت

آلودہ پانی پینے سے 30افراد کی حالت غیر

عمـرکوٹ 22اکتوبر کو عمرکوٹ شہر سے کچھ فاصلے پر واقع گوٹھ کھبڑ بھیل میں قائم شدہ پانی کے تالاب سے پانی پینے کی وجہ سے گوٹھ کے تیرہ بچوں سمیت تیس افراد کی حالب خراب ہوگئی۔متاثرین کو علاج ومعالج کے لیےفوری طور پر سول ہسپتال عمرکوٹ پہنچایا گیا۔متاثرین میں کرشن، گھمن، دولت، پونجراج، پرتاب، جمنا، ثمینہ، سندری، حلیماں، پوجا، انیتا، سریش، ہیرو، کرشن، ٹیکم اور دیگر شامل تھے۔متاثرین کے مطابق گوٹھ کے تالاب میں موجود پانی استعمال کرنے کے کے بعد دست اور الٹیاں آنا شروع ہوگئیں۔

(اوکھومنروپ)

ڈاکٹر کی مبینہ غفلت سے ہلاکت

مردان 16نومبر 2016 کو وزیر صحت شہرام ترکئی کے آبائی علاقہ سے تعلق رکھنے والا نوجوان سلیمان خودکشی کی کوشش میں شدید زخمی ہوگیا تھا جسے بعدازاں ایم ایم سی لایا گیا جہاں وہ زخمیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا، واقعے کے خلاف ورثاء نے احتجاج کرتے ہوئے ہسپتال میں توڑ پھوڑ کی اور ڈاکٹروں پر تشدد کیا، ڈاکٹروں نے بھاگ کر جانیں بچائیں، مظاہرین کا موقف تھا کہ نوجوان ڈاکٹروں کی مبینہ غفلت سے جاں بحق ہوا ہے مظاہرین نے نوجوان کی لاش سڑک پر رکھ کر مردان نوشہرہ روڈ کو بلاک کر دیا۔واقع کی اطلاع ملتے ہی پولیس موقع پر پہنچ گئی اور مظاہرین سے مذاکرات کئے جو مقدمے کے اندراج کی یقین دہانی پر منتشر ہوگئے، ادھر واقعہ کے خلاف ڈاکٹروں نے ہڑتال کی اور احتجاج او پی ڈی کا بائیکاٹ کر دیا، ہسپتال کے ڈائریکٹر ڈاکٹر طارق محمود یوسفزئی کی رپورٹ پر 22 مظاہرین کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا جن میں فہیم اکبر، حمزہ، رحم شیر، اسد علی، محمد نعیم، ہارون، فیاض اور پندرہ نامعلوم افراد شامل ہیں، ہسپتال ڈائریکٹر ڈاکٹر امیر خان نے بتایا کہ زخمی نوجوان کا بروقت علاج شروع ہوا اور اسے اضافی خون لگایا گیا تاہم زخمی کا خون مسلسل بہہ رہا تھا جس کے باعث وہ چل بسا۔انہوں نے کہا کہ غفلت برتنے پر ہسپتال کے سکیورٹی اہلکار کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔

(ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

پولیوورکر حملے میں زخمی

عمـرکوٹ 24اکتوبر کو پتھورو تھانے کی حد بچابند شہر کے قریبی گوٹھ متاروساند میں پولیو کے قطرے پلانے کے لیے موٹر سائیکل پر سوار پولیوورکر پر مسلح افراد نے حملہ کر دیا۔فائرنگ کے نتیجے میں ایک پولیوورکر گل محمد مرزا گولیاں لگنے کی وجہ سے شدید زخمی ہوگیا۔جس کو تعلقہ ہسپتال پتھورو میں ابتدائی طبی امداد کے بعد بہتر علاج ومعالج کے لیے میرپورخاص منتقل کیا گیا۔اس واقعے کی اطلاع ملتے ہی ڈپٹی کمشنر عمرکوٹ ندیم الرحمان میمن اور ایس ایس پی عمرکوٹ عثمان اعجاز باجوہ اور دیگر پولیس نے جائے وقوعہ پر پہنچ کر جائزلیا اور معلومات حاصل کیں۔واقعے کے بعد ایس ایس پی عمرکوٹ کے حکم پر پولیس کی بھاری نفری کے لیے یزمان کے گوٹھ کا گھیرا کیا گیا لیکن پولیس کے چھاپے سے پہلے ہی وہ اپنے گھر خالی کر کے فرار ہوگئے۔پولیس کے مطابق پولیو ٹیم پر دل برادری کے غلام نبی، محمد امین اور ایک نامعلوم سمیت تین مسلح افراد نے حملہ کیا تھا اور فائرنگ کر کے پولیوورکر گل محمد مرزا کو زخمی کیا۔ڈپٹی کمشنر عمرکوٹ ندیم الرحمان میمن کا کہنا تھا کہ پولیوٹیم پر حملہ کرنے والے جوابداروں کو کسی بھی صورت میں معاف نہیں کیا جائے گا اور عمرکوٹ ضلع میں پولیوٹیموں کو سکیورٹی دینے کے لیے منصوبہ تشکیل دے رہے ہیں۔اس سلسلے میں متعلقہ اعلیٰ حکام سے بھی رابطہ کیا گیا ہے۔متاثر پولیوورکر گل محمد مرزا کا کہنا تھا کہ وہ پولیو کے قطرے پلانے کے لیے جا رہے تھے کہ بچاؤ بند شہر کے قریبی گوٹھ متاروساند پہنچنے ہی والے تھے کہ راستے میں جوابداروں نے انہیں روکا اور ان پر فائرنگ کر دی۔اس نے مزید کہا کہ اس نے دو ملزموں کو پہچان لیا تھا۔اس نے مزید کہا کہ جوابداروں نے زخمی کرنے کے بعد موبائل فون اور سامان بھی لوٹ لیا اور فرار ہوگئے۔پولیس نے دوسرے دن بھی مختلف مقامات اور جگہوں پر چھاپے مار کر حملے کے مرکزی دو غلام نبی اور محمد امین سمیت ان کے عزیزوں یوسف، گل محمد اور محمد سلیم کو گرفتار کرلیا تھا۔

(اکھومنروپ)

پولیوورکر کو قتل کر دیا گیا

خیبر ایجنسی جمرود غنڈی میں پولیومہم کے دوران نامعلوم مسلح افراد کی فائرنگ سے پولیوورکر جاں بحق ہوگیا۔پولیٹیکل انتظامیہ اور سیکورٹی فورسز نے سرچ آپریشن کے دوران 20افراد کو گرفتار کرلیا۔26اکتوبر 2016 کو تحصیل جمرود کے علاقہ غنڈی میں نامعلوم شدت پسندوں نے پولیومہم کے دوران ورکر فضل امین ولد اسد خان پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہوگیا بعد ازاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے پشاور میں دم توڑ گیا۔جمرود انتظامیہ نے موٹر سائیکل سواری پر بھی پابندی عائد کر دی ہے۔خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی واضح رہے کہ خیبر ایجنسی میں پولیومہم کی تین روزہ آخری دن تھا۔

(روزنامہ آج)

سول ہسپتال سے نومولود بچے کا اغواء

حیـدرآباد 15نومبر سندھ ہائی کورٹ بنچ نے ڈپٹی رجسٹرار کو کمشنر مقرر کرتے ہوئے سول ہسپتال سے نومولود بچے کے اغواء کی رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کی۔عدالت نے یہ احکام سیکھاٹ کی رہائشی خاتون سکینہ سولنگی کی درخواست کی سماعت کے موقع پر دیئے۔درخواست میں موقف اختیار کیا گیا ہے کہ 8اکتوبر 2016ء کو اس نے گھر میں لڑکے کو جنم دیا۔طبیعت خراب ہونے پر اہل خانہ اسے سول ہسپتال حیدرآباد لے گئے جہاں اسے گائنی وارڈ میں داخل کرلیا گیا۔اس دوران ایک نامعلوم خاتون نے وارڈ سے اس کے بچے کو اغواء کرلیا۔اطلاع دینے کے باوجود ہسپتال انتظامیہ نے کوئی مدد نہیں کی جبکہ مقدمہ درج کرانے کے باوجود پولیس بھی نومولود بچے کو بازیاب نہیں کراسکی۔سماعت کے موقع پر ایم ایس سول ہسپتال بھی عدالت میں پیش ہوئے اور جواب داخل کرایا کہ انہوں نے بچے کے اغواء کی انکوائری کرائی ہے جس دوران علم ہوا کہ خاتون نومولود کو ہسپتال ہی نہیں لائی تھی۔

(لالہ عبدالحلیم)

نجی جیلوں سے ہاریوں کی بازیابی

عمرکوٹ یکم اکتوبر 2016 سے 31 اکتوبر 2016ء تک ضلع عمرکوٹ کے مختلف تھانوں کی پولیس نے سیشن جج اورایڈیشنل سیشن جج عمرکوٹ اور ہائی کورٹ سرکٹ بنچ حیدرآباد کے حکم پر 6 زمینداروں کی جبری مشقت سے 74 ہاری افرادبشمول 17 مرد، 16 خواتین، 41 بچوں کو بازیاب کرالیا۔ عدالت نے بازیاب ہونے والے تمام ہاریوں کوان کی مرضی اور پسند کی زندگی گزارنے کی اجازت دے دی۔ 3 اکتوبر کوسامارو پولیس نے تحصیل سامارو کی دیھہ رام جاگو کے زمیندار چوہدری لطیف کی زرعی زمین پر چھاپہ مارکرکولہی قبیلے کے گیارہ افرادکو بازیاب کرالیا۔ 9 اکتوبر کوکنری پولیس نے گوٹھ کینو کے زمیندار جاوید آرائیں کی زرعی زمین پر چھاپہ مارکرکولہی قبیلے کے انیس ہاری افرادکو بازیااب کرایا۔ ہاریوں کی بازیابی کے لیے مگھو کولہی نے درخواست دی تھی۔ 17 اکتوبر کوشادی پلی پولیس نے دیھہ خدا بخش مری کے زمیندارشکیل پنجابی کی زمین سے چھ ہاری افرادکو بازیاب کرالیا۔ 21 نومبر کوکنری پولیس نے تحصیل کنری کے دوگوٹھوں جاگن چاچڑ اور محمد رحیم چاچڑ میں دوزمینداروں عبدالشکور کنبھر اور مکھی ڈیون کی زمین سے 33 ہاری افرادکو بازیاب کرالیا۔ مذکورہ ہاریوں کی رہائی کے لیے نرسنگھ اور پیرو کولہی نے درخواستیں دی تھیں۔ 31 اکتوبر کوشادی پلی پولیس نے علاقے کے زمیندارنواب منگریو کی زمین پر چھاپہ مارکرایک ہی خاندان کے پانچ ہاری افرادکو بازیاب کرالیا۔ جس میں کرشن، کستورو، رحمت، جیٹھواور سوناری شامل تھے۔

(اوکھومنروپ)

صحافی کا اغواء

پشاور تھانہ حیات آباد کے علاقے انڈسٹریل اسٹیٹ روڈ پر نامعلوم مسلح اغواء کاروں نے ایک اخبار کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹرکواسلحہ کی نوک پر اغواء کرکے نامعلوم مقام پر منتقل کردیا پولیس نے رپورٹ درج کرکے واقعہ کی تفتیش اور مغوی کی تلاش شروع کردی۔ پولیس کے مطابق رات 3 بجے کے قریب ایک اخبار کے ایگزیکٹیوں ڈائریکٹر عابد عبداللہ سکنہ لاہور پرنٹنگ پریس سے نکل کر واپس جارہے تھے کہ اس دوران انڈسٹریل روڈ پر مسلح اغواء کاروں نے انہیں یرغمال بنالیااورفردوس کے مقام پراپنی گاڑی میں منتقل کرکے نامعلوم مقام پر منتقل کردیا جبکہ ڈرائیورظفرحسین اور گاڑی کوچھوڑ دیا۔

(روزنامہ آج)

کولہی قبیلے کے افرادکا احتجاج

عمرکوٹ 25 کوتحصیل کنری کی یونین کاؤنسل ڈڈرو کے گوٹھ محمود کے کیشوکولہی محلے کے چالیس گھروں کے رہائشیوں نے رتنو، جیٹھو، والوکولہی اور دیگر کی رہنمائی میں پریس کلب کنری کے آگے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ چالیس برس قبل مذکورہ گاؤں کے چوہدری رحمت والوں نے انہیں ایک ایکڑ زمین رہائش کے لیے دی۔ زمین کے بعد ہم نے کچے، پکے گھر بنا کراس میں رہائش اختیار کی۔ اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق عبادت کے لیے پکارمندر بھی تعمیر کروایا۔ لیکن گزشتہ دوماہ سے ان غریب مزدوروں کو ناجائز طریقے سے تنگ کیا جارہا ہے۔ مسلح افراد کے ذریعے دھمکیاں دی جارہی ہیں کہ وہ اپنے گھر گراکر زمین خالی کردیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ چالیس برس قبل رہنے کے لیے ملنے والی زمین پرانہوں نے لاکھوں روپے کی لاگت سے کچے اور پکے گھر تعمیر کئے ہیں۔ اب وہ کیوں اور کیسے یہ زمین خالی کریں؟ اب بااثر انہیں اپنے گھروں سے زبردستی نکال کرمندر وغیرہ گرانا چاہتے ہیں۔ ان کا مطالبہ تھا کہ متعلقہ حکام اس معاملے کا نوٹس لیں اورانہیں بے دخل ہونے سے بچائیں۔

(اوکھومنروپ)

تشدد کے بعد قتل

پشاور پشاور کے علاقہ یکہ توت ہزارخوانی میں نامعلوم افراد نے 35 سالہ شخص کو وحشیانہ تشدد کے بعد فائرنگ کرکے قتل کردیا اور نعش کھیتوں میں پھینک کرفرار ہوگئے۔ اس ضمن میں رابطہ کرنے پرایس ایچ او یکہ توت کا کہنا تھا کہ 27 اکتوبر 2016 کو اطلاع ملی کہ ہزارخوانی پنچ پیر کے علاقہ میں ایک نعش پڑی ہے جسے نامعلوم قاتلوں نے تشدد کے بعد فائرنگ کرکے قتل کیا ہے جس پر پولیس اور بی ڈی یو کی ٹیمیں موقع پر پہنچ گئیں اور کلیئرنس کے بعد نعش قبضہ میں لیکر مردہ خانہ منتقل کردی۔

(روزنامہ آج)

6 رضا کار جاں بحق

خیبرایجنسی خیبرایجنسی کے علاقہ وادی تیراہ ذخہ خیل میں نامعلوم مسلح افرادکی فائرنگ سے ذخہ خیل قوم کے 6 رضا کار جاں بحق جبکہ ایک شدید زخمی ہوگیا۔ 16 نومبر 2016 کوخیبرایجنسی کے دوردراز علاقہ سوخت بازار ذخہ خیل میں امن لشکر کی گاڑی پر نامعلوم مسلح افراد نے شدید فائرنگ کی جس کے نتیجے میں 6 رضا کار موقع پر جاں بحق ہوگئے جاں بحق ہونے والوں میں لاہورولد سورگل ذخہ خیل، جل خان ولد خاندی خان، اجمیر ولد خان، اجمیر ولد ذاکر جبکہ دو کا نام معلوم نہ ہوسکے جبکہ زخمی نیک محمد ولد طالب کو لنڈیکوتل ہسپتال منتقل کردیا گیا ہے۔ جسکی حالت خطرے سے باہر بتائی جاتی ہے، ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کالعدم تنظیم لشکراسلام نے اس کی ذمہ داری قبول کرلی ہے یہ علاقہ باڑہ تحصیل کا پسماندہ علاقہ ہے اورامن قائم ہونے کے بعد پہلی دفعہ اس طرح کا واقعہ رونما ہوا ہے۔

(روزنامہ آج)

ہاریوں کے حقوق کے لیے ریلی

حیدرآباد 11 نومبر کونیشنل ٹریڈیونین فیڈریشن اروسندھ ایگریکلچر جنرل ورکرز یونین کے زیراہتمام ہاریوں کے حقوق کے لیے حیدرآباد چوک سے پریس کلب تک احتجاجی ریلی نکالی گئی جس میں مختلف مزدور تنظیموں کے نمائندوں سمیت مرداورخواتین ہاری مزدوروں کی بڑی تعداد شریک تھی۔ اس موقع پر فیڈریشن کے سیکرٹری جنرل ناصر منصوراورسبھاگی بھیل نے کہا کہ سندھ اسمبلی سے 2013ء میں سندھ انڈسٹریل ریلیشن ایکٹ پاس ہوا تھا جس کے تحت زرعی محنت کشوں اروماہی گیروں کو قانونی طور پر مزدور تسلیم کیا گیا اوران کا سوشل سکیورٹی، ای او بی آئی کی ویلفیئر اسکیموں، پنشن، اجتماعی سوداکاری تک قانونی وآئینی حق ٹھہرا، مگر تین برس گزرنے کے باوجود متعلقہ اداروں اورحکومت سندھ نے اس پر عملدرآمد کے لیے کوئی اقدام نہیں کئے۔ ہاریوں کو جاگیرداروں، ساہوکاروں اوروڈیروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ دوسری جانب ہاریوں اورچھوٹے آبادکار مکمل طور پر مارکیٹ مافیااورآڑھتیوں کے رحم وکرم پر ہیں۔ زرعی اجناس کی مناسب قیمتیں نہ دے کر ہاریوں اورآبادکاروں کا معاشی قتل کیا جارہا ہے۔

(لالہ عبدالحلیم)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق 15 اکتوبر سے 23 نومبر کے دوران ملک بھر میں 193 افراد نے خودکشی کرلی۔ خودکشی کرنے والوں میں 59 خواتین شامل تھیں۔ 17 اکتوبر سے 23 نومبر کے دوران 110 افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنہیں بروقت طبی امداد کے ذریعے بچالیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں 51 خواتین شامل ہیں۔ اعدادوشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں 115 افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آ کراور 18 نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کرلی۔ خودکشی کے واقعات میں 79 نے زہر کھا/پی کر، 37 نے خودکو گولی مارکراور 53 نے گلے میں پھنداڈال کرجان دے دی۔ خودکشی اوراقدام خودکشی کے 303 واقعات میں سے صرف واقعات میں سے صرف 37 واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
15اکتوبر	س	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جلال پور جٹاں	۔	روزنامہ جنگ
15اکتوبر	مبشر	مرد	۔	18برس	غیرشادی شدہ	روزنامہ امتحان میں کم نمبرآنے پر	زہرخورانی	ہمبڑاں والا،عیسیٰ خیل	۔	روزنامہ جنگ
15اکتوبر	حواگل	مرد	۔	30برس	شادی شدہ	۔	دریامیں کودکر	بونی، چترال	درج	آج
16اکتوبر	محمدرمضان	مرد	۔	۔	۔	۔	خودکوگولی مارکر	کندھ کوٹ	۔	روزنامہ کاوش
16اکتوبر	شریمتی بھاگاں	خاتون	۔	55برس	شادی شدہ	بیماری سے تنگ آ کر	پھندالےکر	کھپرو، سانگھڑ	۔	روزنامہ کاوش
17اکتوبر	گل بانو	خاتون	۔	16برس	غیرشادی شدہ	مرضی کے خلاف رشتہ ہونے پر	زہرخورانی	تونسہ	درج	روزنامہ خبریں ملتان
17اکتوبر	سلیم	مرد	۔	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	منیرآباد، نیوملتان	درج	روزنامہ خبریں ملتان
17اکتوبر	مومن ماچھی	مرد	۔	24برس	۔	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	تنگوانی، جیکب آباد	۔	روزنامہ کاوش
17اکتوبر	سندس	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اچھرہ بازار، لاہور	۔	روزنامہ دنیا
17اکتوبر	وسیم	مرد	۔	45برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	پاکستان چوک، کراچی	۔	روزنامہ دنیا
17اکتوبر	محمدزبیر	مرد	۔	34برس	۔	۔	پھندالےکر	اضافی بستی، بہاول پور	۔	روزنامہ نیوز
17اکتوبر	منظوراں بی بی	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	ہرنولی، میاں والی	۔	روزنامہ جنگ
17اکتوبر	یامین	مرد	۔	22برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ گلاب والا، جھنگ	۔	روزنامہ نوائے وقت
18اکتوبر	تنویر	مرد	۔	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	گڑھ مہاراجا	۔	روزنامہ جنگ
18اکتوبر	نسیم	مرد	۔	25برس	۔	۔	زہرخورانی	گاؤں حجل، الہ آباد	۔	روزنامہ جنگ
18اکتوبر	محمداشفاق	مرد	۔	۔	۔	۔	خودکوگولی مارکر	قصور	۔	روزنامہ جنگ
18اکتوبر	شفیق	مرد	۔	۔	۔	۔	زہرخورانی	گجرات	۔	روزنامہ جنگ
18اکتوبر	شاہد	مرد	۔	25برس	شادی شدہ	بجلی کا بل زیادہ آنے پر	پھندالےکر	ڈوبن پورہ، سبزہ زار، لاہور	۔	روزنامہ نوائے وقت
18اکتوبر	اسلم	مرد	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	منچن آباد	۔	روزنامہ نئی بات
18اکتوبر	بشیراں بی بی	خاتون	۔	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع سلطان پور، رحیم یارخان	۔	روزنامہ خبریں ملتان
18اکتوبر	شہبازاحمد	مرد	۔	17برس	غیرشادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بہادرپور، رحیم یارخان	۔	روزنامہ خبریں ملتان
18اکتوبر	سعدیہ	خاتون	۔	14برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی لائل پور، لودھراں	۔	روزنامہ خبریں ملتان
19اکتوبر	شی چن	مرد	۔	45برس	۔	ذہنی تناؤ	پھندالےکر	حویلی بہادرشاہ، جھنگ	۔	روزنامہ جنگ
19اکتوبر	عبدالرؤف	مرد	۔	22برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	430ج ب، گوجرہ	۔	روزنامہ جنگ
19اکتوبر	مبارک	مرد	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	پولیس لائن کوارٹر، بھکر	۔	روزنامہ جنگ
19اکتوبر	اشفاق	مرد	۔	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	کندھیاں اوتاڑ، چھانگامانگا	۔	روزنامہ نوائے وقت
19اکتوبر	عبدالرؤف	مرد	۔	22برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	430ج ب، گوجرہ	۔	اعجازاقبال
19اکتوبر	میرل مری	مرد	۔	۔	۔	۔	خودکوگولی مارکر	قاضی احمد، نواب شاہ	۔	روزنامہ کاوش
20اکتوبر	شان	مرد	۔	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	پیپلز کالونی، ممتازآباد، ملتان	۔	روزنامہ خبریں ملتان
20اکتوبر	سائرہ بی بی	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	نصرالدین دھنوٹ	۔	روزنامہ خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
20اکتوبر	شمیم بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 4 گجیانی، چشتیاں	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
20اکتوبر	ساجد نوناری	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	بھان سعید آباد، دادو	ـ	روزنامہ کاوش
21اکتوبر	ساجدہ بی بی	خاتون	ـ	28برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
21اکتوبر	ریاض احمد	مرد	ـ	22برس	ـ	بیماری سے تنگ آکر	خودکوگولی مارکر	کلورکوٹ، بھکر	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
21اکتوبر	روزنامہ امتیاز احمد	مرد	ـ	28برس	ـ	ماں کے انتقال پر دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک 113پی، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
21اکتوبر	احسان احمد	مرد	ـ	24برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	میرپورخاص	ـ	روزنامہ کاوش
21اکتوبر	محمد عمر	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	سیٹھارجہ، خیرپور	ـ	روزنامہ کاوش
22اکتوبر	عبدالرشید	مرد	ـ	18برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	رتوڈیرو، لاڑکانہ	ـ	روزنامہ کاوش
22اکتوبر	وسیم	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہوسڑی، حیدرآباد	ـ	روزنامہ کاوش
22اکتوبر	روشن رند	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	قاضی احمد، نواب شاہ	ـ	روزنامہ کاوش
23اکتوبر	وقاراحمد	مرد	ـ	15برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خان پور	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
23اکتوبر	روابی بی	خاتون	ـ	17برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	آدم والی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
23اکتوبر	ارم	خاتون	ـ	15برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	راجارام، رسول پور، شجاع آباد	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
24اکتوبر	وسیم احمد بھٹو	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	لاڑکانہ	ـ	روزنامہ کاوش
24اکتوبر	گڈی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	تھرپارکر	ـ	روزنامہ کاوش
24اکتوبر	وسیم بھٹو	مرد	ـ	ـ	ـ	بے روزگاری سے تنگ آکر	پھندالےکر	لاڑکانہ	ـ	روزنامہ کاوش
24اکتوبر	مرتضیٰ کلہوڑو	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	سچل کالونی، لاڑکانہ	ـ	روزنامہ کاوش
24اکتوبر	شاکراللہ	خاتون	ـ	15برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	باغ چیل کلے، لوندخوڑ، مردان	درج	آج
24اکتوبر	مستان	بچہ	ـ	13برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ سینو، لوندخوڑ، مردان	درج	آج
24اکتوبر	شاہ ثمن	مرد	ـ	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	قائدآباد، کراچی	ـ	روزنامہ جنگ
24اکتوبر	شعور خان	مرد	ـ	22برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	بلدیہ ٹاؤن، کراچی	ـ	روزنامہ ایکسپریس
24اکتوبر	شگفتہ	خاتون	ـ	25برس	شادی شدہ	ـ	پھندالےکر	ناظم آباد، کراچی	ـ	روزنامہ جنگ
24اکتوبر	وسیم	مرد	ـ	45برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	حقانی چوک، کراچی	ـ	روزنامہ جنگ
24اکتوبر	شکیل	مرد	ـ	23برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	قائدآباد، کراچی	ـ	روزنامہ امت
24اکتوبر	عزیز	مرد	ـ	40برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	لائنز ایریا، کراچی	ـ	روزنامہ امت
25اکتوبر	جمیل	مرد	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندالےکر	نارتھ ناظم آباد، کراچی	ـ	روزنامہ ایکسپریس
25اکتوبر	زوجہ الطاف حسین	خاتون	ـ	22برس	شادی شدہ	ـ	خودکوگولی مارکر	گوٹھ لطیف چاچڑ، گڑھی خیرو، جیکب آباد	ـ	روزنامہ کاوش
25اکتوبر	ت	خاتون	ـ	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	گڑھی خیرو، شہدادکوٹ	ـ	روزنامہ کاوش
25اکتوبر	عاشق علی	مرد	ـ	20برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہرمیں کودکر	کوڑی کبیر، نوشہروفیروز	ـ	روزنامہ کاوش
25اکتوبر	کھمیوں کولہی	مرد	ـ	27برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	چمبڑ، ٹنڈوالہیار	ـ	روزنامہ کاوش
26اکتوبر	عائشہ	خاتون	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	پنجاب یونیورسٹی، لاہور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اکتوبر	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	عمارت سے کودکر	سوک سینٹر، کراچی	ـ	پاکستان ٹائمز
26اکتوبر	طارق علی	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	ٹھٹھہ پر بیرہ، ننکانہ صاحب	ـ	روزنامہ ایکسپریس
26اکتوبر	رفیق	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	پرانی چونگی، فیروزوالا	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26اکتوبر	سدرہ	خاتون	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26اکتوبر	طارق	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اتفاق ٹاؤن، چشتیاں	-	روزنامہ خبریں ملتان
26اکتوبر	بوٹا	مرد	-	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بگڑیں، شجاع آباد	-	روزنامہ خبریں ملتان
26اکتوبر	ملائکہ	خاتون	-	16برس	-	-	پھندا لے کر	قیوم آباد، کراچی	-	روزنامہ ایکسپریس
27اکتوبر	ابراہیم	مرد	-	40برس	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	عظیم پورہ، کراچی	-	روزنامہ جنگ
27اکتوبر	غلام سرور چاچڑ	مرد	-	24برس	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گوٹھ سکھیو جکھرانی، جیکب آباد	-	روزنامہ کاوش
27اکتوبر	غلام سرور	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	گاؤں سکھیو جاکھرانی، جیکب آباد	-	ڈیلی ٹائمز
27اکتوبر	بلاول	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	پاک ایونیو کالونی، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
27اکتوبر	طارق	مرد	-	-	-	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	زمیندار کالونی، چشتیاں	-	روزنامہ جنگ
28اکتوبر	شبینہ	خاتون	-	21برس	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	سرجانی ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ جنگ
28اکتوبر	اسد ممتاز	مرد	-	35برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	لانڈھی، کراچی	-	روزنامہ جنگ
28اکتوبر	آصف	مرد	-	15برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گلشن اقبال، کراچی	-	روزنامہ جنگ
28اکتوبر	عائشہ	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں بلندی کاٹلنگ، مردان	درج	روزنامہ ایکسپریس
28اکتوبر	عبید منظور	مرد	-	14برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ظاہرپیر، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
28اکتوبر	ارسلان	مرد	-	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں حدوالے، مریدکے	-	روزنامہ نوائے وقت
28اکتوبر	گلریز	مرد	-	25برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جلال آباد، جہانیاں	-	روزنامہ مشرق
29اکتوبر	غضنفر	مرد	-	14برس	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	رانجھے خان، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
29اکتوبر	لطیفاں	خاتون	-	19برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 119پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
29اکتوبر	ایازعلی بروہی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	پیرجو گوٹھ، خیرپورمیرس	-	روزنامہ کاوش
29اکتوبر	غلام شبیر بھٹی	مرد	-	60برس	شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندا لے کر	محلّہ سیال، مورو، نوشہروفیروز	-	روزنامہ کاوش
29اکتوبر	ریاض	مرد	-	36برس	-	ذہنی معذوری	پھندا لے کر	ناظم آباد، کراچی	-	روزنامہ امت
29اکتوبر	زبیدہ بی بی	خاتون	-	28برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 37، پتوکی	-	روزنامہ دنیا
29اکتوبر	شیخ کامران	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں کالیکی، حافظ آباد	-	روزنامہ جنگ
29اکتوبر	شاہ میر	مرد	-	-	-	-	پھندا لے کر	تھانہ سٹی، لالہ موسیٰ	-	روزنامہ جنگ
30اکتوبر	غلام سرور	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	منجوشوری، نصیرآباد	-	ایکسپریس ٹریبیون
30اکتوبر	ماریا	خاتون	-	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ترگڑی، گجراں والا کینٹ	-	روزنامہ دنیا
30اکتوبر	نثاراقبال	مرد	-	40برس	-	-	نہر میں کودکر	رائے پور، سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
30اکتوبر	محمد عامر	مرد	-	-	-	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	خان جوان، پیرمحل	-	روزنامہ جنگ
30اکتوبر	روبینہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کونڈی، لودھراں	-	روزنامہ جنگ ملتان
30اکتوبر	نجمہ بی بی	خاتون	-	21برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پل جیون، روزنامہ دنیاپور	-	روزنامہ جنگ ملتان
31اکتوبر	عثمان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
31اکتوبر	دانش مسیح	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	-	پنڈ مریدکے، فیروزوالا	-	روزنامہ نوائے وقت
31اکتوبر	فیضان خان	مرد	-	22برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	-	فیروزوالا	-	روزنامہ نوائے وقت
31اکتوبر	شاہنواز	مرد	-	-	-	غربت سے تنگ آکر	پھندا لے کر	وکیل ٹاؤن، بنوں	درج	روزنامہ نئی بات
یکم نومبر	یامین خان	مرد	-	45برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	ضیاء موڑ، کراچی	-	روزنامہ جنگ
2نومبر	انصاف سولنگی	مرد	-	21برس	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	ٹھاروشاہ، نوشہروفیروز	-	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
2نومبر	سجن جتوئی	مرد	ـ	22برس	ـ	ـ	پھندالے کر	سنجر بھٹی، قمبر، شہدادکوٹ	ـ	روزنامہ کاوش
2نومبر	واصف اللہ	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	حسن گڑھی، پشاور	درج	آج
2نومبر	فواد	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	چیل کنداؤ، کاٹلنگ، مردان	درج	آج
2نومبر	سرفراز احمد	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جوہرٹاؤن، لاہور	ـ	روزنامہ خبریں
2نومبر	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 23 ایس بی، بھاگٹاں والا، سرگودھا	ـ	ایکسپریس ٹریبیون
2نومبر	ابوبکر	مرد	ـ	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جتوئی، مظفرگڑھ	درج	روزنامہ خبریں ملتان
2نومبر	سائرہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شاہ جمال، ملتان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
3نومبر	اقراش	مرد	ـ	14برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	غوث آباد، جھوک اترا، ڈیرہ غازی خان	درج	روزنامہ خبریں ملتان
3نومبر	شبانہ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	گاؤں باب قدیم، پبی، نوشہرہ	درج	آج
3نومبر	اکبرحسین	مرد	ـ	14برس	غیرشادی شدہ	ـ	پھندالے کر	گاؤں نصرت، کبل، سوات	درج	روزنامہ ایکسپریس
3نومبر	محمد جان	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	اتحادٹاؤن، کراچی	ـ	روزنامہ ایکسپریس
3نومبر	عمر	مرد	ـ	19برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوجلاکر	تلواڑہ، سوہدرہ	ـ	روزنامہ جنگ
3نومبر	آصف	مرد	ـ	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	موضع شیرگڑھ، میلسی	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
4نومبر	کامران	مرد	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پراناشناختی کارڈ روڈ، قصور	ـ	روزنامہ جنگ
4نومبر	محمد جان	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	بلدیہ اتحادٹاؤن، کراچی	ـ	روزنامہ نوائے وقت
4نومبر	ش	خاتون	ـ	18برس	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	مسطفی آباد، مردان	درج	روزنامہ ایکسپریس
5نومبر	اقراش	مرد	ـ	14برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	غوث آباد، ڈیرہ غازی خان	ـ	روزنامہ نیوز
5نومبر	آصف خان	مرد	ـ	20برس	شادی شدہ	ـ	خودکوگولی مارکر	گاؤں بہلول، چارسدہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
5نومبر	شاہپورخان	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندالے کر	کلاکوٹ، کراچی	ـ	روزنامہ ایکسپریس
5نومبر	مہناز بی بی	خاتون	ـ	27برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
6نومبر	اسفندعلی	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ لاری اڈا، نارنگ منڈی	ـ	روزنامہ دنیا
6نومبر	لبنیٰ	خاتون	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	راجن پور	ـ	پاکستان ٹائمز
7نومبر	شبانہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	چک 82، رسول پورارائیاں، شاہ کوٹ	ـ	روزنامہ نئی بات
7نومبر	حلیمہ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں 163/9 ایل، چیچہ وطنی	ـ	روزنامہ نئی بات
7نومبر	ش	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	سوشل میڈیا پرتصویرشائع ہونے پر	خودکوجلاکر	ڈھرنال، لاوہ	ـ	روزنامہ نئی بات
7نومبر	شفقت شاہ	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	محلہ غریب شاہ، جمن شاہ	ـ	روزنامہ دنیا
7نومبر	اشفاق	مرد	ـ	28برس	ـ	ـ	پھندالے کر	بلدیہ ٹاؤن، کراچی	ـ	روزنامہ ایکسپریس
8نومبر	صدام حسین	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	محلہ غریب آباد، سربند، پشاور	درج	آج
8نومبر	حضور بخش شر	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندالے کر	گوٹھ معروف شر، فیض گنج، خیرپورمیرس	ـ	روزنامہ کاوش
8نومبر	سدرابی بی	خاتون	ـ	26برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مٹھہ ٹوانا، جوہرآباد	ـ	روزنامہ نئی بات
8نومبر	ـ	مرد	ـ	30برس	ـ	ـ	ٹرین کے آگے کودکر	ہڑپہ ٹول پلازہ، ساہیوال	ـ	روزنامہ نئی بات
8نومبر	ـ	خاتون	ـ	14برس	غیرشادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	ـ	گاؤں شادی خان ملاح، سکھر	ـ	ڈیلی ٹائمز
8نومبر	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خودکوگولی مارکر	گاؤں محمد معروف شر، سکھر	ـ	ڈیلی ٹائمز
8نومبر	تنزیلہ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	75 ڈی این بی، یزمان، بہاول پور	ـ	خواجہ اسداللہ
8نومبر	حسینہ مائی	خاتون	ـ	40برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پیرمحمد، جھوک اترا، ڈیرہ غازی خان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
9نومبر	انیزہ بی بی	خاتون	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	ـ	پھندالے کر	سبزہ زار، لاہور	ـ	روزنامہ جنگ
9نومبر	شازیہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ریحان پورہ، فیروزوالا	درج	روزنامہ جنگ
9نومبر	ـ	بچہ	ـ	11برس	غیرشادی شدہ	ـ	پھندالے کر	میرہ بیری، اسلام آباد	ـ	روزنامہ جنگ
9نومبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	کالج جانے کی اجازت نہ ملنے پر	دریا میں کودکر	جازی، چترال	درج	ایکسپریس ٹریبیون
9نومبر	محمد رمضان	مرد	ـ	19برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	موضع ماڑی سہو، کبیروالا	ـ	روزنامہ ایکسپریس
9نومبر	شائستہ بی بی	خاتون	ـ	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	موضع نوناری، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
9نومبر	ر۔پ	خاتون	ـ	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	دریا میں کودکر	گاؤں کوغوزی، چترال	درج	آج
10نومبر	کاشف سنجرانی	مرد	ـ	18برس	ـ	بے روزگاری سے تنگ آکر	پھندالے کر	دادن شاہ، شکارپور	ـ	روزنامہ کاوش
10نومبر	سجاول شیرازی	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	پنچائت کے فیصلے پر دلبرداشتہ	خودکوجلاکر	چک 112ج ب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
10نومبر	عامرشہزاد	مرد	ـ	24برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہرمیں کودکر	چک 534 گ ب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
10نومبر	ابولخریرہ	بچہ	ـ	12برس	غیرشادی شدہ	ـ	زہرخورانی	النبی کالونی، گجرات	ـ	روزنامہ جنگ
10نومبر	نورمحمد	مرد	ـ	ـ	ـ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	نہرمیں کودکر	ججہ کلاں، قصور	ـ	روزنامہ جنگ
10نومبر	محمدارشد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خودکوگولی مارکر	چک 247ای بی، گگومنڈی	ـ	روزنامہ جنگ
10نومبر	شازیہ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	راوی ریان، مریدکے	ـ	روزنامہ نوائے وقت
10نومبر	شکیب احمد	مرد	ـ	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 562 گ ب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
11نومبر	عرفان اللہ	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	گاؤں ادیزئی، پشاور	درج	آج
11نومبر	یاسمین بی بی	خاتون	ـ	22برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 150پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ دنیا
11نومبر	محمد بخش دستی	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	موضع علی دستی، کوٹ سلطان	ـ	روزنامہ دنیا
11نومبر	جوادعلی	مرد	ـ	26برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 198ر ب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
12نومبر	شہزاد	مرد	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	چک 100ج ب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
12نومبر	بلقیس بی بی	خاتون	ـ	60برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	تھانہ روڈالا، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
12نومبر	حامد	مرد	ـ	26برس	ـ	ذہنی معذوری	گلاکاٹ کر	اورنگی ٹاؤن، کراچی	ـ	روزنامہ امت
13نومبر	محمد یونس	مرد	ـ	ـ	ـ	رقم کا تنازعہ	زہرخورانی	چونگی دوگیج، لاہور	ـ	روزنامہ ایکسپریس
13نومبر	محمدامین	مرد	ـ	24برس	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	موضع مان، قصور	ـ	روزنامہ ایکسپریس
13نومبر	راناعلی رضا	مرد	ـ	26برس	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	وارڈ نمبر 4 نورپور، چشتیاں	ـ	روزنامہ نوائے وقت
13نومبر	احسان	مرد	ـ	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	چک 338 گ ب، رجانہ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
13نومبر	اسماعیل	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	بیوی پرتشدد سے منع کرنے پر	خودکوگولی مارکر	گجرانوں کندے، تہکال پایان، پشاور	درج	آج
15نومبر	ذیشان	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	نارنگ منڈی	ـ	روزنامہ نئی بات
15نومبر	احتشام	مرد	ـ	17برس	غیرشادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ہاؤسنگ کالونی، ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	روزنامہ نئی بات
15نومبر	افضل شاہ	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	گاؤں سوڑیزئی پایان، پشاور	درج	آج
16نومبر	فلک شیر	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بھوآنہ، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16نومبر	راشد	مرد	ـ	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پنجی واہ، کوٹ ادو	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
16نومبر	غلام عباس مگسی	مرد	ـ	38برس	ـ	ذہنی معذوری	خودکوگولی مارکر	گوٹھ اکبرمگسی، بہرام، قمبر	ـ	روزنامہ کاوش
16نومبر	عظمیٰ بی بی	خاتون	ـ	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	تھانہ سٹی، مظفرگڑھ	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
17نومبر	مریم	خاتون	ـ	16برس	غیرشادی شدہ	ـ	پھندالے کر	نیوکراچی، کراچی	ـ	روزنامہ ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
17نومبر	شہزاد احمد	مرد	-	33برس	شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہر خورانی	صادق آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
17نومبر	عمران	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے آ کر	جمرانی واہ، دھنوٹ، لودھراں	-	روزنامہ خبریں ملتان
17نومبر	شازیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	موضع کھرل، خیر پور ٹامے والی، رحیم یار خان	-	شیخ مقبول
17نومبر	بلال	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	چک 22ایم، دھنوٹ، لودھراں	درج	روزنامہ خبریں ملتان
18نومبر	نذر حسین	مرد	-	45برس	شادی شدہ	غربت سے تنگ آ کر	زہر خورانی	کچا کھوہ، خانیوال	-	روزنامہ خبریں ملتان
18نومبر	شیراز	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خان پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18نومبر	محمد ارشد	مرد	-	-	-	لین دین کے تنازعے پر	خود کو گولی مار کر	تھانہ نواں شہر، ایبٹ آباد	درج	آج
18نومبر	انور کمال	مرد	-	-	-	-	خود کو گولی مار کر	جمرود، خیبر ایجنسی	درج	روزنامہ مشرق
18نومبر	محمد علی	مرد	-	22برس	-	محبت میں ناکامی	پھندا لے کر	شاہ فیصل کالونی، کراچی	-	روزنامہ جنگ
19نومبر	عبدالجلیل	مرد	-	35برس	شادی شدہ	غربت سے تنگ آ کر	چھت سے کود کر	موضع گرواں، احمد پور شرقیہ، بہاول پور	درج	خواجہ اسداللہ
19نومبر	-	خاتون	-	-	-	-	زہر خورانی	اقبال ٹاؤن، ڈی آئی خان	درج	روزنامہ ایکسپریس
19نومبر	سدرا بی بی	خاتون	-	21برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خان پور	-	روزنامہ خبریں ملتان
19نومبر	روبینہ بی بی	خاتون	-	20برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع واہی نور شاہ گیلانی، کہروڑ پکا	-	روزنامہ خبریں ملتان
19نومبر	بختیار اختر	مرد	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	زہر خورانی	تحصیل کبل، سوات	درج	روزنامہ مشرق
20نومبر	عطاءاللہ	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	مغل زئی، تہکال بالا، پشاور	درج	آج
20نومبر	شہزاد	مرد	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	ساولڈھیر، کاٹلنگ، مردان	درج	روزنامہ ایکسپریس
21نومبر	عابد کھوکھر	مرد	-	28برس	-	-	-	رتو دیرو، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
21نومبر	جمیلہ بگٹی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	تنگوانی، کشمور	-	روزنامہ کاوش
21نومبر	علی زمان	مرد	-	28برس	-	محبت میں ناکامی	پھندا لے کر	کراچی	-	روزنامہ جنگ
21نومبر	آغا اسماعیل	مرد	-	56برس	-	بے روزگاری سے تنگ آ کر	پھندا لے کر	ملیر، کراچی	-	روزنامہ جنگ
21نومبر	زینب	خاتون	-	26برس	-	-	پھندا لے کر	محمود آباد، کراچی	-	روزنامہ جنگ
21نومبر	سمیعہ مائی	خاتون	-	28برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خوران	صادق آباد، رحیم یار خان	درج	روزنامہ خبریں ملتان
21نومبر	فرزانہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	شادن لنڈ، مظفر گڑھ	درج	روزنامہ خبریں ملتان
21نومبر	رخسانہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	طلاق پر دل برداشتہ	-	گکھو منڈی	-	روزنامہ خبریں ملتان
23نومبر	اعزاز	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	مظفر گڑھ	-	روزنامہ خبریں ملتان

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
7اکتوبر	شازیہ بی بی	خاتون	-	28برس	شادی شدہ	-	-	موضع شاہ گڑھ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
7اکتوبر	عارفہ بی بی	خاتون	-	25برس	-	-	-	خیر پور کھڈالی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
7اکتوبر	بندیا مائی	خاتون	-	25برس	-	-	-	خان پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
7اکتوبر	سلیم بی بی	خاتون	-	35برس	شادی شدہ	-	-	چک 127/1ایل، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
7اکتوبر	سخاوت علی	مرد	-	20برس	غیر شادی شدہ	-	-	خان بیلہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
7اکتوبر	جانو خاصخیلی	مرد	-	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ٹنڈو غلام حیدر، ٹنڈو محمد خان	-	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
7اکتوبر	امرشی	مرد	ـ	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹنڈوآدم، سانگھڑ	ـ	روزنامہ کاوش
8اکتوبر	قاسم علی	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک109پی، چشتیاں	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
8اکتوبر	فوزیہ بی بی	خاتون	ـ	22برس	ـ	ـ	ـ	فتح پور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
8اکتوبر	ذیشان	مرد	ـ	24برس	ـ	ـ	ـ	چک72این پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
8اکتوبر	نذیر	مرد	ـ	35برس	شادی شدہ	ـ	ـ	چک42پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
8اکتوبر	عرفان علی	مرد	ـ	35برس	شادی شدہ	ـ	ـ	خان پور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
8اکتوبر	سہیل	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	زہرخورانی	محلہ اسلام آباد، ڈسکہ	ـ	روزنامہ نئی بات
9اکتوبر	شکیلا	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کالونی نمبر1، خانیوال	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
9اکتوبر	عابدحسین	مرد	ـ	ـ	ـ	بے روزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	خانیوال	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
9اکتوبر	زینت	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سانگھڑ	ـ	روزنامہ کاوش
9اکتوبر	شاہد	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سانگھڑ	ـ	روزنامہ کاوش
10اکتوبر	حمیداں بی بی	خاتون	ـ	40برس	شادی شدہ	ـ	ـ	گلشن اقبال، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
10اکتوبر	بشارت علی	مرد	ـ	30برس	شادی شدہ	ـ	ـ	صادق آباد	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
10اکتوبر	ارشاداحمد	مرد	ـ	45برس	شادی شدہ	ـ	ـ	آبادپور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
10اکتوبر	عثمان علی	مرد	ـ	20برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	چک48پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
11اکتوبر	زاہدعلی	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک نمبر8، فورڈواہ، چشتیاں	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
11اکتوبر	سلیم	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ماڑی شوق الٰہی، چشتیاں	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
11اکتوبر	شمائلہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سکنہ قبول فشانی، چشتیاں	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
11اکتوبر	ش	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جمال دین والی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
11اکتوبر	منیراحمد	مرد	ـ	29برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	لاڑکانہ	ـ	روزنامہ کاوش
11اکتوبر	شریمتی دیویا	خاتون	ـ	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹنڈومحمدخان	ـ	روزنامہ کاوش
12اکتوبر	قمبر	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	خانیوال	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
12اکتوبر	غلاماں بی بی	خاتون	ـ	20برس	ـ	ـ	ـ	جمال دین والی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
12اکتوبر	عروج بی بی	خاتون	ـ	16برس	ـ	ـ	ـ	ابوالحسن کالونی، رحیم یاخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
12اکتوبر	گل بی بی	خاتون	ـ	19برس	ـ	ـ	ـ	جمال دین والی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
13اکتوبر	پروین بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع کالیے شاہ، چشتیاں	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
14اکتوبر	مریم	خاتون	ـ	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک بیلی دلاور، محمدنگر	ـ	روزنامہ ایکسپریس
15اکتوبر	یاسمین	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بھان سعیدآباد، دادو	ـ	روزنامہ کاوش
16اکتوبر	عائشہ بی بی	خاتون	ـ	20برس	شادی شدہ	ـ	ـ	کچہ صادق آباد، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
16اکتوبر	صغریٰ بی بی	خاتون	ـ	35برس	شادی شدہ	ـ	ـ	چک72این پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
16اکتوبر	شعیب	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک46ایم، لودھراں	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
17اکتوبر	عابد	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھپرو، سانگھڑ	ـ	روزنامہ کاوش
17اکتوبر	کائنات	خاتون	ـ	18برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	سردارگڑھ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
17اکتوبر	ناہیدبی بی	خاتون	ـ	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	جناح پارک، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
17اکتوبر	مختاراحمد	مرد	ـ	60برس	شادی شدہ	ـ	ـ	کشمور	ـ	روزنامہ خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
18اکتوبر	فرزانہ بی بی	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	-	-	ظاہر پیر، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18اکتوبر	ملائکہ بی بی	خاتون	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	-	وائرلیس پل، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18اکتوبر	رضوان	مرد	-	21برس	شادی شدہ	-	-	نورے والی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
19اکتوبر	صدام حسین	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چشتیاں	-	روزنامہ خبریں ملتان
19اکتوبر	کائنات بی بی	خاتون	-	18برس	شادی شدہ	-	-	موضع ڈھنڈ گاگڑی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
19اکتوبر	سانول جی	مرد	-	50برس	شادی شدہ	-	-	چک25پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
19اکتوبر	ارسلان علی	مرد	-	22برس	شادی شدہ	-	-	چک37پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
19اکتوبر	-	مرد	-	37برس	شادی شدہ	-	-	یوسف آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
20اکتوبر	زکریا سولنگی	مرد	-	35برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ٹھاروشاہ، سکھر	-	روزنامہ کاوش
21اکتوبر	افتخار	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک127پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
21اکتوبر	مہوش	خاتون	-	24برس	شادی شدہ	-	-	چک84پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
21اکتوبر	اسماعیل	مرد	-	30برس	شادی شدہ	-	-	رکن پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
21اکتوبر	ثمینہ	خاتون	-	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	حیدرآباد	-	روزنامہ کاوش
22اکتوبر	کوثر بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع دلہ بھڈ یڑہ، چشتیاں	-	روزنامہ خبریں ملتان
22اکتوبر	علی	مرد	-	21برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پریٹ آباد، حیدرآباد	-	روزنامہ کاوش
22اکتوبر	ریما	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پریٹ آباد، حیدرآباد	-	روزنامہ کاوش
22اکتوبر	سیما	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
23اکتوبر	اقراء بی بی	خاتون	-	18برس	شادی شدہ	-	-	غریب شاہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
23اکتوبر	غلام فرید	مرد	-	25برس	شادی شدہ	-	-	چک69این پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
23اکتوبر	تنویر احمد	مرد	-	20برس	شادی شدہ	-	-	موضع سلمان پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
23اکتوبر	مہر علی	مرد	-	14برس	غیر شادی شدہ	-	-	کوٹ سماہہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
23اکتوبر	مہناز بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	دریائے کابل، نوشہرہ	درج	آج
23اکتوبر	ارشاد برڑو	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	شہداد پور، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
24اکتوبر	نوشاد کلہوڑو	مرد	-	-	-	-	زہر خورانی	سچل کالونی، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
27اکتوبر	رفیق سولنگی	مرد	-	30برس	-	-	زہر خورانی	گوٹھ سالاری سولنگی، خیر پور میرس	-	روزنامہ کاوش
27اکتوبر	منظور احمد سولنگی	مرد	-	20برس	-	-	زہر خورانی	گوٹھ نہال سولنگی، خیر پور میرس	-	روزنامہ کاوش
27اکتوبر	ناصفہ چانڈیو	خاتون	-	17برس	-	-	زہر خورانی	بھینس کالونی، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
27اکتوبر	حمیدہ شیخ	خاتون	-	18برس	-	-	زہر خورانی	گوٹھ مٹھڑی، کوٹ ڈیجی، خیر پور میرس	-	روزنامہ کاوش
27اکتوبر	-	مرد	-	-	-	بے روزگاری سے تنگ آکر	خود کو گولی مار کر	گوٹھ ارباب سبزوئی، کشمور	-	روزنامہ کاوش
27اکتوبر	منصور	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	دیر کالونی، یکہ توت، پشاور	درج	آج
27اکتوبر	ق	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع کوٹ بھکرے، ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
28اکتوبر	شاہین بی بی	خاتون	-	28برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	گلبرگ، لاہور	-	روزنامہ خبریں
29اکتوبر	نیاز علی سمیجو	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	خان پور، شکار پور	-	روزنامہ کاوش
30اکتوبر	عقیل	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کا رشتہ نہ ہونے پر	زہر خورانی	شاہدرہ ٹاؤن سینما، فیروز والا	-	روزنامہ نئی بات
30اکتوبر	اسد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	شاہین آباد، گجراں والا	-	روزنامہ دنیا

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
30اکتوبر	کنیزاں بی بی	خاتون	-	50برس	-	گھریلو جھگڑا	ٹرین کے آگے کود کر	679/20 گ ب، پیر محل	-	روزنامہ دنیا
31اکتوبر	عبیداللہ	مرد	-	18برس	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	کچہ بچک، بنوں	-	روزنامہ نئی بات
2نومبر	ناہید	خاتون	-	20برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	چک 254 ج ب، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
2نومبر	محمد بہار	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	فقیر آباد، پشاور	درج	آج
3نومبر	عامر	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	مرادکوٹ، سمندری	-	روزنامہ نئی بات
5نومبر	ر	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع بھگت پورہ، ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
7نومبر	ریما سیلرو	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ وڈا سیلرا، قمبر، شہدادکوٹ	-	روزنامہ کاوش
7نومبر	نصرت سیلرو	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ وڈا سیلرا، قمبر، شہدادکوٹ	-	روزنامہ کاوش
7نومبر	محمد اکمل	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	چک 591 گ ب، جڑاں والا	-	روزنامہ نوائے وقت
7نومبر	راحیلہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	فاضل شاہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
7نومبر	جنت بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	سردار گڑھ، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
7نومبر	سارا	خاتون	-	-	-	-	-	جناح پارک، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
7نومبر	صفیہ	خاتون	-	-	-	-	-	واہی جمن شاہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
7نومبر	مشرف علی	مرد	-	-	-	-	-	موضع سلطان پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
7نومبر	اجمل	مرد	-	-	-	-	-	موضع چنہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
7نومبر	قلندر	مرد	-	-	-	-	-	واہی جمن شاہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
7نومبر	ز	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
8نومبر	اسرار احمد	مرد	-	20برس	-	گھریلو جھگڑا	شہ رگ کاٹ کر	چک مٹھا، حافظ آباد	-	روزنامہ نئی بات
8نومبر	ادریس بی بی	خاتون	-	16برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گاؤں 375 گ ب، جڑاں والا	-	روزنامہ نئی بات
10نومبر	سعید احمد	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پنڈی عیسیٰ، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
10نومبر	صائمہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پنڈی عیسیٰ، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
10نومبر	ش	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ستراہ، ڈسکہ	-	روزنامہ نوائے وقت
11نومبر	فرزانہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	علامہ اقبال ٹاؤن، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
11نومبر	زاہد	مرد	-	-	-	-	-	جمال دین والی، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
11نومبر	علی رضا	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	بے روزگاری سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نئی بات
12نومبر	وکیل اجن	مرد	-	22برس	-	محبت میں ناکامی	بجلی کے تاروں کو چھو کر	گوٹھ رحیم اجن، ٹھاروشاہ، نوشہرو فیروز	-	روزنامہ کاوش
12نومبر	عمارہ بی بی	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پیٹ میں چھرا گھونپ کر	گاؤں ہٹار، ہری پور	-	ایکسپریس ٹریبیون
12نومبر	فیاض	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	238 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
14نومبر	تنویر میرانی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پرانا ناکہ، مدیجی، شکارپور	-	روزنامہ کاوش
14نومبر	روبینہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	ارمڑ باغباناں، پشاور	درج	آج
15نومبر	کامران	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	پشت خرہ، پشاور	درج	آج
16نومبر	ریحان مغل	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	گلا کاٹ کر	سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی	-	ایکسپریس ٹریبیون
19نومبر	احسان کلہوڑو	مرد	-	-	-	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہر خورانی	سچل کالونی، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
22نومبر	صدام حسین بروہی	مرد	-	-	-	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہر خورانی	مدیجی، شکارپور	-	روزنامہ کاوش

جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط

نادرا میں عوام کی مشکلات

چمن نادرا آفس کے سامنے کھڑی قطار میں کھڑے لوگوں نے جہد حق کے نامہ نگار کو بتایا کہ قطار میں درجنوں افراد کھڑے ہوتے ہیں لیکن ٹوکن دس سے گیارہ تک کاٹ لئے جاتے ہیں۔ جس سے ان کی کئی دنوں بعد باری آتی ہے۔ بااثر لوگوں کو سفارش کی بنیاد پر ٹوکن ملتے ہیں۔ جو انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ جہد حق کی وساطت سے نادرا حکام سے اپیل ہے کہ چمن میں نادرا کی دوسری برانچ بھی قائم کی جائے۔ (محمد صدیق)

احتجاج کرنے والے معذور افراد پر پولیس کا تشدد

کوئٹہ کوئٹہ کے علاقے ہاکی چوک میں 14 نومبر کو معذور افراد کے احتجاجی مظاہرے کے دوران پولیس اہلکاروں نے سرکاری عہدیدار کے لیے راستہ بنانے کے لیے نا صرف انہیں گھسیٹا بلکہ ٹھوکریں بھی ماریں۔ وہیل چیئر پر آنے والے اور ہاتھوں میں بیساکھی تھامے معذور افراد صوبائی حکومت سے سرکاری نوکریوں میں معذوروں کے کوٹے پر عملدرآمد کو یقینی بنانے اور انہیں خصوصی پیکج دیے جانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ بلوچستان میں 'وائس فار ڈس ایبلڈ پرسن' کے سربراہ عزت اللہ کا کہنا تھا کہ 'پولیس کی جانب سے تشدد کے نتیجے میں ہمارے چار سے پانچ ساتھی زخمی ہوئے'، انہوں نے کہا کہ پولیس نے سینئر سرکاری عہدیدار کے لیے راستہ بنانے کے لیے انہیں گھسیٹا اور دھکے دیئے۔ احتجاج میں شریک ایک دوسرے شخص عصمت اللہ کا کہنا تھا کہ 'ہمیں بغیر کسی جواز کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا'، پولیس کے تشدد کے باعث صورتحال بگڑنے کے بعد ضلعی انتظامیہ نے معذور افراد سے احتجاج ختم کرنے کے لیے مذاکرات کیے۔ ڈپٹی کمشنر عبدالواحد کاکڑ نے معذور افراد سے مذاکرات کیے، جس کے بعد احتجاج ختم کر دیا گیا۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

ویلفیئر بورڈ ملازمین تنخواہوں سے محروم

لکی مروت لکی مروت کے ضلعی نائب ناظم حاجی عرب خان نے ورکرز ویلفیئر بورڈ کے ملازمین کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ورکرز ویلفیئر بورڈ خیبر پختونخوا کے ملازمین کو نو ماہ کی تنخواہوں کی ادائیگی یقینی بنائی جائے۔ وہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کے صوبائی صدر یونس خان مروت کی قیادت میں وفد سے گفتگو کر رہے تھے جس میں مہتاب علی شاہ سمیت بڑی تعداد میں ملازمین شامل تھے۔ انہوں نے ملازمین کے ساتھ امتیازی سلوک کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کے ملازمین کی تنخواہوں کی بندش کے باعث وہ شدید مالی بحران کا شکار ہیں اور گھروں میں فاقے پڑ رہے ہیں۔ معماران قوم کے ساتھ امتیازی سلوک قابل افسوس ہے، انہوں نے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملازمین کو نو ماہ کی تنخواہوں کی ادائیگی فوری طور پر ممکن بنائی جائے۔ (روزنامہ ایکسپریس)

ڈاکٹر ڈیوٹی دینے کا پابند بنایا جائے

جھل مگسی گنداوا ہسپتال میں دو لیڈی ڈاکٹر تعینات ہیں۔ پوری تحصیل گنداوہ میں ایک ہی ضلعی شفاخانہ ہے۔ علاقے کے لوگوں کے لیے کہیں اور قریب بڑا ہسپتال نہیں۔ خواتین کو بیمار ہونے کی صورت میں یا کسی کی میڈیکل رپورٹ بنانے کے لیے گنداواہ ضلعی ہیڈ کوارٹر میں رجوع کرنا پڑتا ہے۔ مگر دونوں لیڈی ڈاکٹر عرصہ آٹھ ماہ سے غیر حاضر ہیں۔ ایک اہلکار مسلسل آٹھ ماہ سے غیر حاضر ہے۔ اور اسے تنخواہ بھی مل رہی ہے۔ اس حوالے سے سیکرٹری صحت سے اپیل ہے کہ ان دونوں لیڈی ڈاکٹر اور ڈسٹرک ہیلتھ آفیسر کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے اور انہیں ہسپتال میں حاضری دینے کا پابند بنایا جائے۔

(رحمت اللہ)

ملازمین کا احتجاج

سبی تنخواہوں کی عدم ادائیگی اور بجٹ بک میں ملازمین کی فہرستوں میں غلطیوں کے باعث ملازمین کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی کے خلاف سبی کی مختلف ملازم تنظیموں گورنمنٹ ٹیچر ایسوسی ایشن، پی ڈبلیو ڈی ایمپلائز یونین، وطن ٹیچرز ایسوسی ایشن، آل پاکستان کلرکس ایسوسی ایشن کی جانب سے خزانہ آفس کے باہر احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ احتجاجی مظاہرہ سے خطاب کرتے ہوئے اپکا کے صدر محراب خان خجک، گورنمنٹ ٹیچر ایسوسی ایشن کے صدر حاجی یونس بنگلزئی، پی ڈبلیو ڈی کے رہنما محمد دین مری، جلال بلوچ، جاوید رخشانی، وطن ٹیچر ز ایسوسی ایشن کے رہنماء ملک شاہ میر خان کہڑوتہ نے کہا کہ بجٹ میں ملازمین کی فہرستوں میں غلطی کی سزا ملازمین کو دی جارہی ہے انہوں نے کہا کہ بجٹ بک میں اصلاح کر کے ملازمین کو ذہنی ونفسیاتی کوفت سے چھٹکارا دلایا جائے۔ (عالم جان)

تنخواہیں نہ ملنے پر ملازمین کا احتجاج

شہداد کوٹ 23 اکتوبر کو تحصیل قمبر علی خان میں این سی ایچ ڈی کے ملازمین نے مستقل کرنے اور چار مہینوں سے تنخواہیں نہ ملنے کے خلاف احتجاج کیا۔ اس موقع پر قربان کھوسو، غلام فاروق بھٹی، روشن چانڈیو اور اختیار جج نے میڈیا سے باتیں کرتے ہوئے کہا ہے کہ 2013ء سے اب تک مستقل نہیں کیا گیا ہے جبکہ چار مہینوں سے انہیں تنخواہیں بھی نہیں دی گئیں۔ انہوں نے حکومت سے فوری طور پر انہیں مستقل کرنے اور چار مہینوں کی تنخواہیں دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ (ندیم جاوید)

بنیادی سہولیات کی عدم فراہمی

اوکاڑہ ہیڈ سلیمانکی کے نواحی گاؤں کندر کی آبادی پانچ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہ گاؤں دریائے ستلج کے نزدیک ہندوستانی سرحد پر واقع ہے۔ گاؤں اکیسویں صدی میں بھی بنیادی سہولیات تعلیم، صحت، بجلی، پانی اور سڑکوں کی سہولیات سے محروم ہے۔ مقامی شہریوں نے کندر کے گاؤں میں پرائمری سکول کے قیام، ڈسپنسری، واٹر سپلائی سکیم اور سڑکوں کی تعمیر کے لیے متعدد درخواستیں متعلقہ محکموں کو دی ہیں۔ مقامی شہریوں نے ڈی سی او اوکاڑہ سے مطالبہ کیا ہے کہ کندر کے گاؤں کے بنیادی مسائل حل کیے جائیں۔ ریاض احمد شاہ نے بتایا کہ ان کے گاؤں کو بنیادی سہولیات فراہم نہیں کی گئیں جس کے باعث انہیں مشکلات کا سامنا ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ان کے گاؤں میں پرائمری سکول، ڈسپنسری، واٹر سپلائی سکیم اور سڑکیں تعمیر نہیں کی گئیں۔ جس کی وجہ سے گاؤں کے افراد شدید مشکلات کا شکار ہیں۔

(اصغر حسین حماد)

	the embassies to send the information to their respective capitals, which is then sent to the mission in Geneva. 2. NGOs can also lobby by travelling to Geneva but for this they would have to ideally reach Geneva at least a month before the date of review to allow enough time for drafting a statement and consultations between the capital, the embassy in the country under review and Geneva.
During the review	▪ CSOs can attend the review but not allowed to take floor. ▪ Hold a side event. Side events can also be organised right after the review to debrief on the content of the review and the responses given by the Government. ▪ Organise a screening of the webcast in the country. ▪ Hold a press conference/statements to share their assessment of the review.
Between the review and the report's adoption at the Human Rights Council	▪ Lobby the State under Review to accept as many recommendations as possible and also ensure that clear and detailed responses to each recommendation are given.
During the report's adoption at the Human Rights Council	▪ Make an oral statement At the HRC plenary session, which takes place usually a few months after the review, 20 minutes are allocated to 10 NGOs in total to make statements of two minutes each. NGOs involved in the national process or having sent stakeholder submissions also have the option of delivering their statement by video inst ead of travelling to Geneva. ▪ Submit a written statement NGOs can submit written statements although these might have less impact than oral ones.
Between two reviews	▪ Make the accepted recommendations public. ▪ Engage with the state to participate in the implementation of the recommendations and monitor implementation. ▪ Publish a mid-term report to the HRC on the progress of the accepted recommendations.

UPR is an innovative mechanism that seeks to promote human rights but it can only be effective only if the civil society organisations and the national human rights institution focus their attention and energies on improving the situation of human rights in the country by making a coordinated effort before stakeholders' submissions are made. The important role of CSOs in the UPR process cannot be emphasised enough and this unique opportunity is not availed, it might enable the state's stance to be accepted unchallenged and for crucial human rights violations to be left unaddressed.

Structure of the review
A 20-page national report prepared by the State under review (SuR)
A 10-page compilation prepared by the Office of the High Commissioner for Human Rights, with information contained in the reports of treaty bodies, special procedures and observation by the SuR
A 10-page summary prepared by the Office of the High Commissioner for Human Rights of information provided by other relevant stakeholders such as NGOs, national human rights institutions, human rights defenders, academic institutions and research institutes.

- By forming civil society networks, NGOs can be more persuasive in approaching their state and present their ideas of how the national consultation process can be done and make suggestions to the follow up on some or all of the adopted UPR recommendations. This will assist the states in raising the most relevant issues.
- The importance of CSOs lobbying with the States, participating in the UPR, cannot be denied as it only takes one recommendation from one State to have a particular concern incorporated into the UPR process which can lead to policy and legislative changes at the national level. Strategizing well ahead of time for lobbying can prepare the CSOs to launch a joint campaign with the States through their embassies and make sure that the issues highlighted in the CSO submission are raised during the interactive dialogue.
- When engaging through consultations to prepare for the submission, NGOs can also promote the UPR by bringing it to the attention of the citizens and the media.
- Consultations will also allow the CSOs to discuss the content and format of their submission and the measures that should be taken to ensure that the NGO information is included in the OHCHR summary.

Considering the real value of strategizing to benefit from the UPR process, ahead of the third cycle, the Human Rights Commission of Pakistan has been reaching out, in collaboration with International Commission of Jurists, to CSOs to train activists about the role of NGOs in the UPR process and the possibility of synergies.

Role of NGOs in the UPR process

Before the review	▪ NGOs can p articipate in the national consultation s held by the State under Review and use this opportunity to run a national campaign to promote the UPR and bring it to the attention of the general public and the media.
	▪ Civil society organisations, with or without the ECOSOC status, can submit information on the human rights situation to the OHCHR.
	▪ NGOs can lobby States to have them raise the priority issues during the interactive dialogue in the form of recommendations and/or questions. <u>Lobbying can be made both in Geneva and in the State under Review:</u> 1. NGOs can lobby in their respective countries through embassies 3 to 4 months before the date of review to leave enough time for

provided to the public.

According to Article 10, People with disabilities have the right to life. Countries must take all necessary measures to ensure that people with disabilities are able to effectively enjoy this right on an equal basis with others.

Under the convention, the states parties have committed to take effective and appropriate measures to ensure personal mobility for people with disabilities in the manner and time of their choice, and at affordable cost. People with disabilities also have the right to access quality mobility aids, assistive technologies and forms of live assistance and intermediaries.

Article 24 of the convention articulates that people with disabilities have a right to education without discrimination. States parties must ensure that people with disabilities can access an inclusive, quality and free primary and secondary education in their own community. They also have the obligation to provide reasonable accommodation and individualised support to maximise academic and social development.

Pakistan is a country vulnerable to natural disasters and man-made disasters that lead to internal displacement. The convention stresses the need for introducing the necessary measures to ensure the protection and safety of all persons with disabilities in situations of risk, including armed conflict, humanitarian emergencies and natural disasters.

'Achieving 17 Goals for the Future We Want'

In 1992, the General Assembly proclaimed 3 December as the International Day of Disabled Persons. Since then, the UN announces a theme for the day every year. The theme for 2016, 'Achieving 17 Goals for the Future We Want', draws attention to the 17 Sustainable Development Goals and how these goals can create a more inclusive and equitable world for persons with disabilities.

The annual theme provides an occasion for considering how inclusion of people with disabilities in society and development can be promoted by removing all types of barriers; including those relating to the physical environment, information and communications technology, or attitudinal barriers.

Pakistan's failure to implement the convention impedes the full enjoyment of all human rights and fundamental freedom enshrined in the convention. The lack of progress on the UN disabilities convention can be understood from the fact that the government is yet to even outline its plans for implementation of convention.

It is vital that the government remembers the commitments it has made by ratifying the UN Convention on the Rights of Persons with Disabilities and take meaningful steps to put those into effect at the earliest. Civil society organisations have an important role in reminding the government to expedite action on the implementation of the convention to the benefit of all.

UN disabilities convention unenforced eight years after signatures

Pakistan had signed the United Nations Convention on the Rights of Persons with Disabilities in 2008, the same year when it signed or ratified a host of other key international human rights treaties.

The convention is the first legally binding treaty focused exclusively on people with disabilities. After a country's representative signs the convention, each nation must ratify the treaty before it becomes legally binding within its borders. It took Pakistan another three years to ratify the Convention on the Rights of Persons with Disabilities, becoming the 101st country to do so in 2011. It has now been signed by around 150 countries. The treaty requires signatories to enact anti-discrimination laws protecting people with disabilities.

World Health Organisation World Bank estimates suggest that around 10 percent of country's population comprises physically or mentally challenged persons. The majority lives in rural parts of the country.

The UN convention takes into account the measures needed for inclusion of persons with disabilities in all aspects of life. It makes it mandatory for states to “take a range of measures, with the active involvement of people with disabilities, to ensure and promote the full realization of all human rights and fundamental freedoms for all persons with disabilities without discrimination of any kind”.

> Pakistan's failure to implement the convention impedes the full enjoyment of all human rights and fundamental freedom enshrined in the convention. The lack of progress on the UN disabilities convention can be understood from the fact that the government is yet to even outline its plans for implementation of the convention.

The convention urges specific measures for persons with additional vulnerabilities, including women and girls with disabilities and children with disabilities, to fully enjoy the rights and freedoms it enumerates.

A specific provision of the convention calls upon the states parties to raise awareness of the rights, capabilities and contributions of people with disabilities and to challenge stereotypes and prejudices relating to people with disabilities through active measures.

Three of the most important rights guaranteed under the convention relate are the right to life, the right to access and to education.

Article 9 states that people with disabilities have the right to access all aspects of society on an equal basis with others including the physical environment, transportation, information and communications, and other facilities and services

The Office of the United Nations High Commissioner for Human Rights (OHCHR) also encourages joint submissions as it allows NGOs to cover a greater range of human rights issues in a more comprehensive and coherent manner.

Joint or individual submission

- An individual submission by an NGO is limited to 2,815 words, excluding footnotes and annexes.
- A joint submission submitted by a coalition of NGOs (two or more NGOs) can exceed to 5,630 words. An NGO can submit only one individual submission but can be part of as many joint submissions as it wanted.

- A few organisations, working on the same issue, making a joint submission can have many advantages. It increases the visibility and credibility of the NGO submission and there is greater chance of having most of the information included in the Office of the United Nations High Commissioner for Human Rights summary compilation. Joint submissions also demonstrate broad social support for a particular issue. It reduces duplication of efforts and allows greater access to the pool of skills, expertise and resources, particularly for NGOs with limited resources.
- During consultations of civil society organisations, they can share experience of engaging with the UPR mechanism during the first cycle with other CSOs, which are planning to make a submission during the third cycle and together benefit from each other's expertise.
- The series of consultations prior to the submission can allow the civil society organisations to chart the accepted recommendations that Pakistan received in the second cycle of the UPR against what has been implemented and achieved. The consultations will also provide an opportunity to discuss the mid-term implementation assessment, which was produced over a six-month period during 2015 by Human Rights Commission of Pakistan in collaboration with the International Commission of Jurists in five consultations with civil society organisations, lawyers and human rights activists from all across Pakistan. NGOs which did not have a chance to see the mid-term progress report can use this opportunity to discuss the report with other CSOs and use it as a baseline to focus on what has been achieved after that.
- Forming synergies can be beneficial for greater impact as the stakeholder submission will be more focused and it will be easier to highlight specific issues. If there are a high number of NGO submissions, all the listed issues might not be brought to the attention of members of the working group nor included in summaries of OHCHR.
- Civil society organisations can synergise to lobby with the National Commission of Human Rights (NCHR) as the stakeholder submission which is summarised by the OHCHR includes information from NGOs and national human rights institutions combined. NGOs should not only engage with the NCHR by having consultations prior to the submission but also make them hold and lead the consultations to strategize for the submission.

Value in civil CSOs strategizing for UPR engagement

Every four years the United Nations reviews the human rights situation of each country through a process at the Human Rights Council called the Universal Periodic Review (UPR). Each country has now been reviewed twice as 2016 marks the end of the UPR's second cycle.

The UPR is an important mechanism, which provides civil society organisations and human rights activists in a UN member state an opportunity to highlight human rights violations and pressurise the authorities to make improvements in the situation.

The end of the second UPR cycle provides an opportunity to analyse the lessons and current progress for civil society organisations and enable them to adjust their strategies for more robust and meaningful engagement in Pakistan's UPR review in the third cycle. Civil society organisations submissions are crucial to the UPR as they provide a direct assessment of the human rights situation at the grassroots level in the country.

The third cycle is an opportunity for civil society organisations to develop a strategy which will allow them, not only to improve the standard of their submissions but also ensure that their output has a more positive impact on the behaviour of the State in protecting and promoting human rights in the country.

Roadmap for Pakistan's UPR engagement in the third cycle

Source: http://www.upr-info.org/en/review/Pakistan

By formulating a timely and effective strategy, the civil society organisations can benefit from their engagement with the UPR process in the following ways:

- The UPR provides a unique opportunity to network and form synergies with other civil society organisations to actively engage and be involved in as many steps as possible of the UPR cycle.
- Civil society organisations can hold a series of consultations prior to the submission to develop a collaboration strategy.
- The real value of engaging with CSOs is that it provides a chance to them to identify priority issues that need to be addressed in the UPR. They can also discuss and determine how their cooperation can improve the situation of human rights in the country.
- Strategizing to form an advocacy coalition of like-minded organisations, which are working on the same issues, can enable them to achieve common goals through coordinated action.
- For organisations working on the same issue, it might be useful to make a joint submission as it provides more space to cover issues in detail, avoid duplication, keeping in mind the higher word limit for joint submissions.

shows a month-wise breakdown of the violation in 2015 and 2016.

The chart clearly shows that for every month until July, the number of dishonor crime cases were greater in 2016 compared to the same months a year earlier. The actual cases are almost certainly likely to be higher since many cases go unreported because they escape media attention or journalists at the local level do not report cases for fear of their safety. Despite government's efforts to confront dishonor crime after a few high profile cases, it has failed to effectively address the situation. More than anything else, the shame and stigma in the so-called 'honor' crime cases that is attached so firmly to victims of violence needs to be shifted to the perpetrators of crimes against women.

More than anything else, the shame and stigma in the so-called 'honor' crime cases that is attached so firmly to victims of violence needs to be shifted to the perpetrators of crimes against women.

Similarly, the government's efforts to curb discrimination against women have failed in other areas as well. Punjab Protection of Women Against Violence Bill 2015 was passed by Punjab Assembly in February 2016, criminalizing domestic violence, cyber crime, stalking and other forms of abuse. However, a coalition of more than 30 groups, including mainstream religious-political parties, has demanded its withdrawal. In the same way in March 2015, Punjab passed a law setting tougher penalties for those who conduct child marriages but it did not raise the age of marriage from 16 to 18, in line with the international standards.

While one might be justified in assuming that even the notion of gender discrimination should not have a place in the 21st century, a majority of Pakistani women are still struggling to get their basic rights. It is also a fact that all women face gender discrimination and gender-based harassment, the only distinction being in the intensity of these phenomenon, based perhaps at times on factors such as affluence and the geographical areas where they are based.

Incidents of cruelty against women are a scary representation of the lack of protection that the authorities are willing and able to afford them in Pakistan. While women continue to play important roles in developed societies all around the world, and are a vital part of national progress, though often in the informal sector, Pakistan is still far from the ideal of gender equality. Changes in the law alone, or perhaps even tougher punishments and certainty of punishment might not necessarily contribute to reducing the incidence of violence against women. The state should realize that women would remain the victim of brutality unless there is a social revolution and patriarchal and feudal tyranny is confronted head on and demolished.

“The realization of economic and social rights for rural women, increased and equal access to assets and resources, including equal inheritance rights, is a necessary step to sever the dependence of women on their spouses and families. Legal and policy environments which are responsive and promote independence and empowerment of women, is also essential for women to seek remedies for violations of rights.” —The UN Special Rapporteur on Violence against Women

of impact in reversing the trend of violence against women.

One form of violence against women that has received considerable attention of the media and the larger civil society in recent years is the abhorrent practice of so-called 'honor' crimes in Pakistan. These are cases where women attacked and often killed for making choices with regard to their basic rights, often choice of marriage, that their families do not endorse. In some recent cases, acts as harmless as explaining directions to a man or going to a commercial bank on her own might be enough for a woman's family to kill her.

Many activists now refer to such bloodshed as dishonor crimes, arguing that in no way is there any honor associated with such reprehensible actions.

This barbaric crime has plagued every part of Pakistan and does not seem to be on the wane. In fact, it is alarming that in recent years this crime has been reported even from the big cities, where the ability of the state to protect its citizens is supposedly at its strongest.

Although dishonor crimes have been prevalent in Pakistan for many a year, it was after the killing of the social media celebrity Qandeel Baloch earlier this year that caused an uproar and debate, and played no small part in a joint session of the parliament to unanimously promulgate two laws aimed at curbing anti-honor killings and rape. However, even a cursory look at the text of the anti-honor killing bill makes it apparent that the law offers few improvements over the previous legislation and would have a limited impact, at best, in preventing dishonor killings.

According to reports submitted by monitors of the Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) in 60 districts across six regions of Pakistan in 2015 and 2016, as many as 263 cases of dishonor crime were recorded from January to October 2015. There were 260 cases of dishonor crime in 2016 till the month of October. Chart 1

Struggling to curb violence against women

The International Day for the Elimination of Violence Against Women was observed on 25th November. Like many countries around the globe, Pakistan also observed this day to reaffirm its commitment under it's the national constitution as well as the Convention for the Elimination of all forms of Discrimination Against Women (CEDAW), which it ratified in 1996. The aim of commemorating this day is to highlight the plight of women and to raise awareness about their rights and to rally support for ensuring their rights.

The United Nation defines the term violence against women (VAW) as "any act of gender-based violence that results in, or is likely to result in, physical, sexual or psychological harm or suffering to women, including threats of such acts, coercion or arbitrary deprivation of liberty, whether occurring in public or in private life".

Chart 1: Dishonor crime cases in selected districts of Pakistan in 2015 & 2016

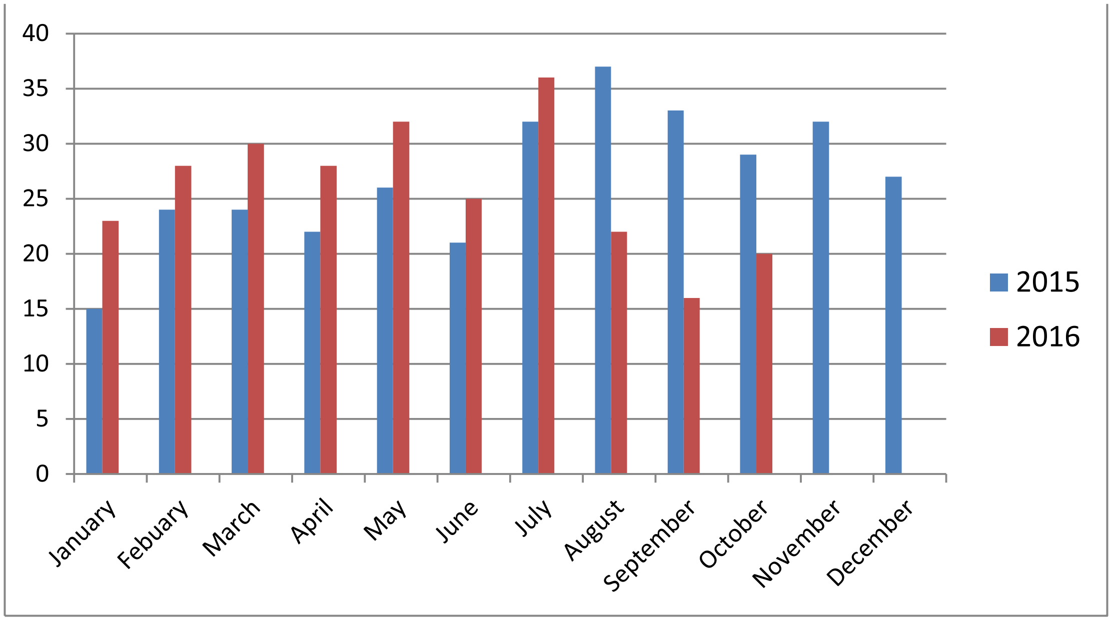

Women in Pakistan have long faced discrimination and restrictions on life choices in every walk of life and at a time when awareness for women's rights has been growing worldwide and also in Pakistan, it might seem paradoxical that violence against women is on the rise in the country.

There are numerous forms of violence against women in Pakistan. HRCP has recorded amputations, stove burnings, kidnappings, acid attacks, rape and gang rape of women in 2015. Despite Pakistan witnessing in 2015 its first female firefighter and the pink rickshaw campaign, which is an initiative aimed at empowering women and root out gender inequality in the country, exploitation and abuse remains endemic. Interventions through law or otherwise have not had a lot

choose the faith."

The opposition to the law by those referred to in the media as 'self-appointed guardians of the faith' is not entirely unexpected. The demands for undoing the law may be understood better in the context of the state looking the other way, for far too long, as zealots trampled citizens' rights.

> The new law has fuelled the hope that other provinces would follow Sind's lead in rooting out coercion in matters of faith and in ensuring that all citizens enjoy the fruits of the constitutional promise on religious freedoms.

The provincial government must stand firm in the face of pressure by such elements and heed the calls of the minority communities and the civil society to protect citizens from coercion and intimidation in choosing or asserting their faith.

The new law has also fuelled the hope that other provinces would follow Sind's lead in rooting out coercion in matters of faith and in ensuring that all citizens enjoy the fruits of the constitutional promise on religious freedoms.

Other commitments
Pakistan went through its second Universal Periodic Review (UPR) at the United Nations in October 2012, and adopted the outcome of the UPR in March 2013.

The UPR is a state-driven process, which reviews the human rights record of each member sate every four to five years, providing an opportunity for states to demonstrate what actions they have taken to improve the human rights situation in the country. Other UN member states make recommendations to the country being reviewed on its human rights situation. The country in question can accept or reject the recommendations.

Out of the 167 recommendations Pakistan received at its second UPR, 22 were related to the rights and freedoms of religious minorities. Two of these recommendations specifically urged Pakistan to address the issue of forced conversions. Pakistan accepted both these recommendations, signifying in essence its intent to tackle the issue.

The two recommendations are reproduced below:
Recommendation 121: [Pakistan should make] Continuous efforts to enhance legislation and measures to further address the situation of religious minorities, including blasphemy laws, force conversion and discrimination against non-Muslim minorities.

Recommendation 156: [Pakistan should] Adopt measures to ensure the protection of religious minorities, including Ahmadis, Christians, Hindus and Sikhs, prevent the abuse of blasphemy legislation, halt forced conversions, and take necessary steps to prevent violence against members of religious minority communities.

Both recommendations remained unimplemented with respect to forced conversions. Promulgation of the law in Sindh represents at least movement towards partial implementation.

Finally a law to tackle forced conversions

The promulgation of Criminal Law (Protection of Minorities) Act, 2015 by Sindh Assembly in late November has responded to a long-standing demand of religious minority communities in Sindh to outlaw forced conversions.

Although the 1973 constitution guarantees the right to freedom of religion to all citizens, religious minority communities in Sindh had decried for many years forced conversion of girls and young women, particularly from the Hindu community.

The minority communities had also been highlighting impunity for the perpetrators and lack of recourse to an effective remedy in an environment of intimidation in courtrooms whenever families of women alleged to be forcibly converted tried to seek justice.

The law, which was introduced as a private members bill and passed unanimously, stipulated a sentence of between five years and life imprisonment for those found guilty of forced conversion. Anyone facilitating or performing the marriage of a victim of forced conversion faces a three-year prison term.

While it might not always be easy to determine if a conversion was forced or voluntary, the recently adopted law takes a definite step towards denying impunity to the perpetrators in cases where the change of faith is brought about under duress.

The perils involved for the victims of forced conversions asserting their adherence to their original faith had felt added to a sense of vulnerability of whole communities.

Under the new law, wherever forced conversion is alleged, the victims will be given 21 days by the court to arrive at an independent decision regarding their change of faith. A change of religion by minors will not be recognised until they reach the age of majority.

The Sindh Assembly deserves the credit for demonstrating the resolve that promulgating such a law warranted.

While welcoming criminalization of forced conversion by the legislature in Sindh, the Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) has urged the authorities to ensure that the law is implemented.

In a statement released to the media, the Commission called the effort to protect minors “particularly worthy of praise”. It also emphasized, however, that nothing less was expected of the state in view of its obligation to guarantee fundamental rights of all citizens.

It stated: “We hope and expect not just civil society organisations but also religious groups and parties to appreciate the legislation, because we are certain that even the latter do not have any interest in a person converting to Islam where the convert's decision is swayed by anything other than a voluntary desire to

Human Rights Commission of Pakistan

جہدحق Monthly **JEHD-E-HAQ**

Monthly JEHD-E-HAQ - December 2016 - Registered No. CPL-13

جلدنمبر23......شمارہ نمبر12......دسمبر2016...... قیمت5روپے

The Sindh Assembly deserves credit for doing right by the religious minority communities.

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582

ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org

پرنٹر: مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15

Monthly JEHD-E-HAQ - December 2016 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 23.....شمارہ نمبر 12 .....دسمبر 2016